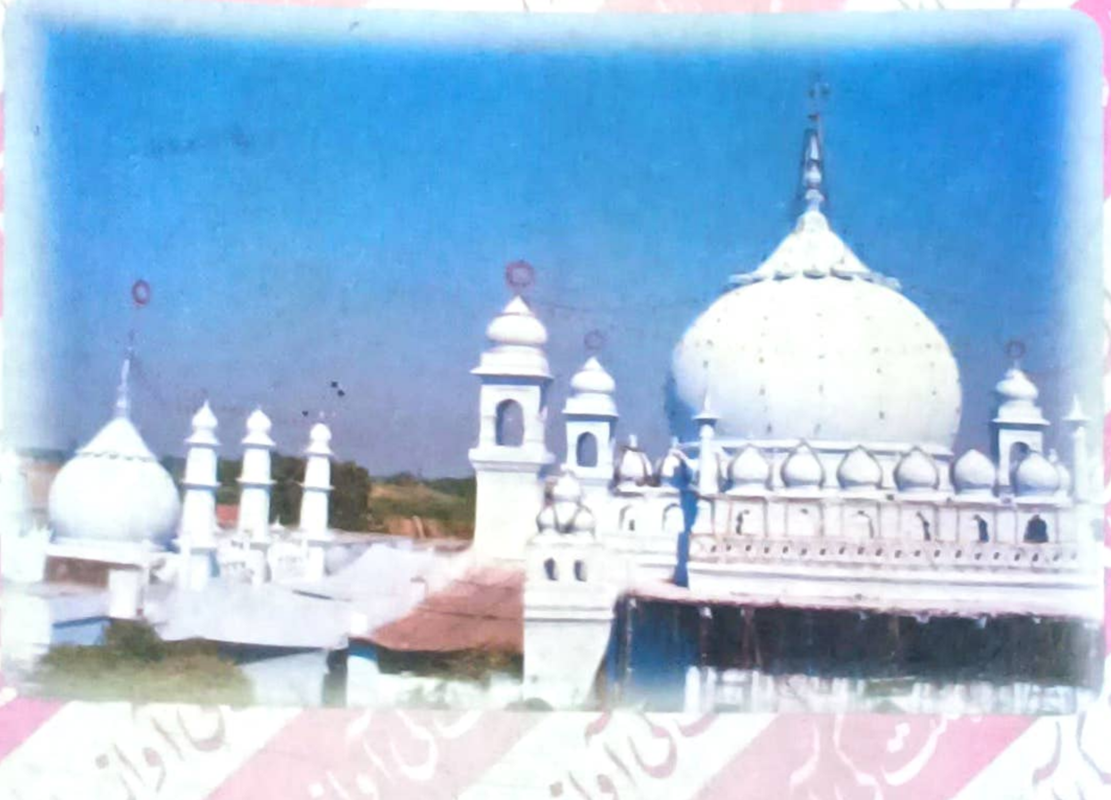
اہلِ سُنّت کی آواز

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا ترجمان



خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار مارہرہ شریف ضلع ایٹہ اترپردیش

سالانہ مجلّہ

اہلسنت کی آواز

جلد ۷ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ اکتوبر ۲۰۰۰ رائج

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات دے
عشقِ حق دے عشقی، عشق انتما کے واسطے

خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار، مارہرہ شریف

ضلع ایٹہ، اتر پردیش

بیاد گار

حضرت تاج العلماء سراج العرفاء سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قدس سرہٗ
حضرت سید العلماء سراج الاولیاء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہٗ
حضرت احسن العلماء سراج الاصفیاء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہٗ

طابع وناشر: جناب سید نجیبؔ حیدر قادری برکاتی، نائب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف
مطبوعہ : Reza Offset Bombay - 3. Tel. 371 2313
کمپیوٹرکمپوزنگ: جاوید یوسف Ghazali Typesetters & Printers Tel. 266 3495

فہرست

تبرکات

گوشۂ فقیہ اعظم ہند

ملفوظات احسن العلماء

باقیات الصالحات

حصہ نعت و منقبت

طرحی نعت و منقبت

گوشۂ منقبت فی شان حضور احسن العلماء علیہ رحمۃ ورضوان

گوشۂ روداد

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

سید محمد اشرف قادری برکاتی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات

"اہل سنت کی آواز" کا تازہ سالانہ مجلّہ حاضر خدمت ہے۔

ایک نازک موضوع پر یہ سطریں لکھنے کا خطرہ مول لے رہا ہوں۔ البتہ اتنی وضاحت ضروری ہے کہ ان سطور کے مخاطب ہمارے معزز اکابر علماء کرام نہیں ہیں۔ ان کی برسہا برس کی سخت محنتوں اور خدمتوں کو سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے ان سے دعاء، حوصلہ افزائی اور تعاون اور رہ نمائی کی درخواست ہے۔

دین و مذہب کی تبلیغ کے تین طریقے ہوتے ہیں۔ تقریر، تحریر اور عمل۔ اسلاف نے ان ہی طریقوں پر عمل کیا اور بے شمار لوگوں کے دلوں کو موم کیا۔ صوفیائے کرام اپنی شیریں زبانی، علماء کرام اپنی سلاستِ تحریر اور اولیائے کاملین اپنے ذوق عمل کے لئے مشہور ہوا کرتے تھے۔ تبلیغ حسین و جمیل انداز سے ہونا چاہئے جس میں لوگ کشش محسوس کریں تا کہ مذہب کی سچائیوں کی طرف راغب ہوں۔

تقریر کا صرف ایک ہی انداز یعنی مناظرانہ انداز ہر محفل کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔ اسی طرح تحریر میں چند مخصوص آہنگ والے کرخت الفاظ کا استعمال لکھنے والے کو تو شاید خوش کر دیتا ہو لیکن پڑھنے والے پر اس کے کیا اثرات ہوتے ہیں اس کا نفسیاتی تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ رحمت و رضوان کی ایک بہت سینئر مریدہ نے علی گڑھ میں مجھے بتایا کہ انہیں دینی معلومات کے حصول کے لئے مجبوراً "دوسروں" کی کتابوں اور رسائل پر

تکیہ کرنا پڑتا ہے کہ اپنے رسائل اور کتابوں میں مواد کم اور الفاظ کی بہتات زیادہ ہوتی ہے۔ انداز تحریر بھی بہت کرخت ہوتا ہے۔ ان خاتون کے صاحب زادگان (جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بڑے مناصب پر فائز ہیں) وہیں موجود تھے۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ اپنی والدہ محترمہ کے لئے اچھی کتابوں اور رسائل کا انتظام فرمائیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کچھ رہنمائی کیجئے۔ میں نے نئی کتابوں اور رسائل کے دو ایک نام گنائے پھر میں بھی خاموش ہو گیا۔ میں جانتا ہوں کہ میری خاموشی میرے علم اور معلومات کی کمی کا سبب تھی لیکن کئی اصحاب علم سے استفسار کرنے کے باوجود میں اس معمر، مخلص اور تعلیم یافتہ خاتون کے پسندیدہ معیار کے مطابق نئی کتابوں اور رسائل کی کماحقہ، نشاندہی نہیں کر سکا۔ یہ صورت حال تشویش ناک ہے۔

ہمارے اداروں میں سلیس، شگفتہ، مدلل اور رواں دواں نثر لکھنے کی مشق ایک لازمی مضمون کی نہج پر ہونی چاہئے۔ جو علمائے کرام فارغ التحصیل ہو چکے ہیں وہ قلم سے بہت کم رابطہ رکھتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ مواصلات کی ترقی نے خط لکھنے والے قلم تک کو موتھرا کر دیا ہے۔ روزانہ کم از کم چار پانچ صفحات لکھنے کی مشق ہر پڑھے لکھے شخص کے لئے ضروری ہے چاہے وہ طالب علم ہو یا فارغ التحصیل، بوڑھا ہو کہ جوان۔

اچھا لکھنے کیلئے اچھا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ ہم میں سے اکثر اصحاب مطالعے سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ سن رائج کی اکیسویں صدی شروع ہو چکی ہے۔ علم روز بروز اپنی شاخوں کو ضرب دے رہا ہے۔ ادب، سائنس، معاشیات، نفسیات، فلکیات، علم الحیوانات، علم النباتات، فلسفۂ جدید، طب، سیاسیات کے علاوہ بھی متعدد شعبۂ ہائے علم ہیں جن کی کتابیں بہت معقول و مناسب قیمتوں پر بازار میں مہیا ہیں۔ دلی میں N.C.E.R.T. اور نیشنل کاؤنسل برائے فروغ اردو[۱] نے بہت تحقیق کے بعد کروڑوں روپے خرچ کر کے متعدد مفید کتابیں شائع کی ہیں جن کا مطالعہ ذہنوں کے دریچے کھولتا ہے اور دنیا اور دنیا میں رہنے والوں سے متعلق ایسے بہت سے گوشے سامنے لاتا ہے جن سے ہم پہلے زیادہ واقف نہیں تھے۔ اگر ہم ان کتابوں کو دنیا کا علم کہہ

۱۔ سہولت کے لئے دونوں اداروں کے پتے لکھ دیئے گئے ھیں یھاں خط بھیج کر ان کی فھرست کتب حاصل کی جاسکتی ھے۔

1) N.C.E.R.T.
NCERT, Shri Arbindu Marg, New Delhi- 110016,

2) Council for Promotion of Urdu
West Block-8, Wing - 7, R.K.Puram, New Delhi 110066

کر مسترد کر دیتے ہیں تو یہ ہماری بھول ہوگی۔ دنیا کے علم کے ذریعہ ہی تو مذہب پر خطرناک حملے کئے گئے ہیں اور کچھ نہیں تو ہمیں ان کتابوں کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے بھی کرنا چاہئے کہ ہم دوسروں کے ہتھیاروں سے واقف ہو سکیں۔ ہماری تحریروں میں خلوص، دردمندی اور سچائی کے ساتھ ساتھ معلومات، ذہنی کشادگی اور رنگارنگی کا عکس ہونا ضروری ہے تاکہ ہماری تحریروں میں لوگوں کا دل لگے اور ہم جو لکھیں اس میں رغبت پیدا ہو۔

مندرجہ بالا دونوں ادارے حکومت کے تحت کام کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے ٹیکس سے ہی کتابوں کی اشاعت کا کام کرتے ہیں۔ ان کتابوں پر، ان کے علوم پر ان میں درج معلومات پر ہمارا اتنا ہی حق ہے جتنا دوسروں کا۔ اچھی بات یہ ہے کہ بیشتر اہم کتابوں کا سلیس اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ میرا دعویٰ یہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ کتابیں ہمیں علم دین سکھائیں گی۔ علم دین سکھانے کے لئے ہمارے ادارے، مدارس، دار العلوم اور علمائے کرام بفضلہٖ تعالیٰ بہت کافی ہیں۔ یہ کتابیں علم دین کی اشاعت اور دین کی مفید تبلیغ میں کمک کا کام کریں گی۔ سلیس زبان، دلکش انداز تحریر اور واضح بیان کے علاوہ موضوعات کا انتخاب بھی بہت ضروری چیز ہے۔ ضروری موضوعات کا انتخاب کر کے اس سے متعلق لٹریچر کا مطالعہ کر کے، نوٹس بنا کر منصوبہ بند طریقے سے تحریری کام کرنے کی ضرورت ہے۔[۱] پیش پا افتادہ موضوعات پر قلم اٹھانے سے پہلے دس دفعہ سوچنا چاہئے۔ مثلاً امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معرکۃ الآراء ترجمہ قرآن کا دوسرے تراجم سے تقابلی مطالعہ کرنا اور اس پر ایک نئی کتاب جوڑ گانٹھ کر تیار کرنا اب زیادہ مفید نہیں ہوگا۔ اس موضوع پر محبوب ملت حضرت محبوب علی خاں صاحب قدس سرہٗ کی کتاب حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس میں اس موضوع سے متعلق اہم مواد کے حوالے تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس موضوع پر جو کتابیں اور مضامین لکھے جا چکے ہیں انہیں ایک بہتر ترتیب کے ساتھ مزید سے مزید شائع کیا جائے۔ اس سے زیادہ ضرورت اب اس بات کی ہے کہ ہم محنت کر کے یہ تلاش کریں کہ اصحاب کرام اور ہمارے اسلاف قدیم نے وہ کون کون سی باتیں بتائی ہیں یا تحریریں چھوڑی ہیں جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمۂ قرآن سے مطابقت رکھتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اصحاب علم

۱۔ تصنیف و تالیف سے متعلق مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری کا ایک مختصر لیکن مفید و جامع مضمون " افکار رضا" بمبئی میں شائع ہوا ھے۔ تصنیف وتالیف سے دلچسپی رکھنے والے نوجوان علماء کے لئے اس میں کتنی کام کی باتیں ھیں۔

ودانش ٹیم بناکر یہ کام کریں اور تلاش و تفحص کے بعد باترتیب انداز سے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھیں ایسی کتاب اگر پانچ برس کی محنت کے بعد بھی تیار ہوتی ہے تو وہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمے کی خوبیوں کو کہیں زیادہ اجاگر کرے گی کہ عوام کے دل میں یہ بات ایک دم گھر کرے گی کہ زمانہ نبوت کے قریب ترین اصحاب کے قرآنی آیات کے تعلق سے منشائے خداوندی کے بارے میں کیاخیالات تھے

ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے!۱

مملکت روس کے انتشار کے بعد ایسے کئی طویل وعریض ہرے بھرے ملک آزاد ہوئے جس میں رہنے والی آبادی کا مذہب اسلام تھا اور بڑی حد تک آج بھی ہے۔ بخارا بھی وہیں ہے جہاں کے امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان زمینوں میں ہمارے سینکڑوں اولیاء اللہ آسودۂ خواب ہیں۔ ان ممالک میں ہم نے تحریری تبلیغ کی کیا کوشش کی؟ البتہ دوسرے فرقے آگے بڑھ رہے ہیں۔

یارانِ تیزگام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرس کارواں رہے

ان تمام ممالک کی زبانیں ایک سال کے عرصے میں سیکھی جاسکتی ہیں کہ ان زبانوں کا بنیادی قوام فارسی آمیز ہے۔ یہ اگر نہ بھی ہوتا تب بھی ایک تعلیم یافتہ شخص کام چلانے کی حد تک کسی بھی زبان کو ایک سال کے عرصے میں سیکھ سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان زبانوں کو سیکھا جائے اور مذہب۔ مہذب سے متعلق بنیادی کتابیں، کتابچے اور پمفلٹ شائع کئے جائیں اور انہیں شائع کرنے سے پہلے ان ملکوں کے باشندوں کی تاریخ، جغرافیہ، سیاست، معیشت، نفسیات اور اجتماعی لاشعور سے متعلق لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے۔ ستر سال سے زیادہ عرصے تک جو لوگ اسلام سے دور رکھے گئے ہیں ان کروڑوں لوگوں میں تھوڑی سی محنت کر کے حسنِ تبلیغ کا حق ادا کر دیا جائے تو سوادِ اعظم کا دائرہ کتنا وسیع ہو جائے گا اس کا فی الوقت ہم خوش آئند اور مسرت بخش تصور ہی کر سکتے ہیں۔ ہمارے اہم دارالعلوم اس بارے میں سنجیدگی سے غور

۱۔ "رضویات" پر تحریری کام کرتے وقت اگر پروفیسر مسعود احمد رضوی صاحب اور مولانا عبدالستار ہمدانی قادری برکاتی صاحب سے بذریعہ خط وقتاً فوقتاً مشورہ کیا جائے تو بہت مفید ہوگا کہ اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اصحاب علم کو بڑی وسیع نظر عطا فرمائی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ دونوں حضرات تصنیف و تالیف کے معاملات میں بہت اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ)

فرمائیں اور اپنے لائق وفائق فارغ التحصیل نوجوان عالموں کو اس جانب راغب کریں اور ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے اور فوری توجہ کا طالب۔ اگر پانچ دس برس اور سوکھے گزر گئے تو غبار کارواں کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

سلیس زبان کا استعمال اور ضروری موضوعات کا تعین کے علاوہ دو ایک باتیں اور بھی ضروری ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ہماری کتابیں اور رسائل حسنِ ظاہری سے مالامال ہونی چاہئیں۔ اچھی کتابت، صاف چھپائی اور مضبوط جلد بندی۔ لیکن صرف اسی پر اکتفا کر کے بیٹھ جائیں تو کتابیں درس گاہوں اور کمروں کے گوشوں میں پڑی رہ جاتی ہیں اور کاکروچوں اور دیمکوں کی غذائی قلت دور کرنے کے کام آتی ہیں۔ کتابوں کی تقسیم کا بھی ایک باتدبیر انتظام ہونا چاہئے۔ مصنفین کے پاس ان اداروں اور لائبریریوں کی فہرست ہو جو کتابیں خریدتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ کتابوں کی پبلسٹی بہت موثر ڈھنگ سے ہو۔ کتابوں پر عمدہ تبصرے چھپیں جو پڑھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ آج کل رسائل کے دفتروں میں کارکنوں کی کمی کی وجہ سے قابل تبصرہ کتابیں مدتوں دھول کھاتی رہتی ہیں۔ اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی کتاب پر کوشش کر کے کسی ذی علم معروف عالم سے تبصرہ لکھایا جائے اور کتاب اور تبصرہ دونوں ایک ساتھ رسائل کی خدمت میں ارسال کئے جائیں۔ مختلف اداروں، مدارس وغیرہ میں ذاتی خطوط لکھ کر اپنی کتاب اور اس کے مشمولات کے بارے میں واقفیت کرائی جائے۔ فی الوقت اتنا بھی ہو جائے تو کتابوں کی تقسیم و فروخت کا مسئلہ بڑی حد تک دور ہو جائے گا۔ بس شرط یہ ہے کہ کتابیں مفید اور متنوع موضوعات پر ہوں سلیس، شگفتہ، سنجیدہ اور متین لہجے میں لکھی گئی ہو اور ظاہری حسن سے مالامال ہوں۔

ہمارے بیشتر مقررین اپنی ایک ہی مخصوص ڈگر پر چلتے ہیں۔ اکثر الفاظ کی نشست و برخاست بھی وہی ہوتی ہے جو پچھلے جلسے کی تقریر میں تھی۔ چند مخصوص آیات قرآنی اور چند احادیث کریمہ کی تشریح، کچھ حکایتیں، کچھ شکایتیں اور بس۔ ایک غیر متعلق پڑھا لکھا شخص اگر تواتر کے ساتھ ان مقررین کی تین چار تقریریں سن لے تو سوچے گا کہ ہمارے موضوعات اور الفاظ کس قدر محدود ہیں جب کہ بفضلہٖ تعالیٰ معاملہ برعکس ہے۔ قرآن عظیم و فرقان حمید میں کائنات کی ہر خشک و تر شئے کا بیان ہے یعنی اس میں سبھی معاملات کا اجمالی احاطہ کر لیا گیا ہے۔ احادیثِ کریمہ میں معاملات دین اور معاملاتِ دنیا دونوں کو بھرپور انداز

میں سمیٹ لیا گیا ہے بس کی ہے تو مطالعے کی۔ تفحص کی اور اس بے خوفی کی کہ اگر پہلے سے آزمائش شدہ جملے نہ بولے اور داد نہ ملی تو کوئی قیامت نہیں آجائے گی کہ اس کا وقت مقرر ہے ہمیں آتش بازی چھوڑنے والے مقرر پسند ہیں جب کہ ضرورت ہے ایسے مقرر کی جو دلوں میں چراغ روشن کرنے کا کام کرے۔ خطابت قیادت کا تعاقب کرتی ہے۔ اچھا خطیب افراد کے قلب وذہن کی دنیا بدل دیتا ہے۔ مگر ایسی خطابت کے لئے ضروری ہے کہ

۱ خطیب صاحب کردار ہو اور خود اچھے عمل کا نمونہ ہو۔

۲ نفسِ موضوع کو سمجھتا ہو اور مناسب الفاظ میں سمجھا سکتا ہو۔

۳ قدرتِ بیان ہو جو مطالعے اور سوچ سے حاصل ہوتی ہے۔

۴ الفاظ میں شائستگی ہو، سوقیانہ پن نہ ہو۔

۵ جس سے خطاب کر رہا ہو اس کے علم کی سطح کے مطابق گفتگو کرے۔ لونڈی سے آقا کی زبان میں اور آقا سے لونڈی کی زبان میں خطاب نہ کرے۔

۶ کلام کو خواہ مخواہ طول نہ دے۔

۷ مضامین کے انتخاب میں تنوع ہو تاکہ مخاطب مشتاق رہے۔

۸ پورے خطاب میں کہیں کہیں فرحت کا رنگ بھی شامل ہو کہ یہ بھی سامع کی نفسیات کے عین مطابق ہے۔

۹ پورے خطاب میں کچھ حصہ عبرت ونصیحت سے متعلق ضرور ہو کہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔

۱۰ سامعین کو کن انکھیوں سے نہ دیکھتا ہو بلکہ بے خوفی کے ساتھ خطاب کرتا ہو۔

۱۱ آواز میں بھاری بھر کم پن ہو جو سنجیدگی سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۲ لہجے میں متانت ہو۔

۱۳ ایک خاص حد سے زیادہ اعضائے بدن کو حرکت نہ دے۔

۱۴ گفتگو میں علویت ہو غرور نہیں، واقعات کے بیان میں حقیقت ہو مبالغہ نہیں، لہجے میں سنجیدگی ہو کرختگی نہیں، بیان میں استحضار علم ہو خواہش اظہارِ علم نہیں۔

مندرجہ بالا نکات کا بیان خطابت کے اوصاف کی مکمل فہرست نہیں ہے۔ یہ قلم برداشت بغیر کسی ترتیب کے لکھ دیئے گئے ہیں۔ یہ تقریر کے موضوع، الفاظ اور انداز سے

متعلق چند معروضات ہیں، اصحاب نظر جن سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مقررین حضرات سے میری التماس ہے کہ وہ اپنے خطاب کا ایک حصہ اصلاح کیلئے ضرور وقف کر دیں۔ اپنی تقریر میں چند منٹ کا وقت مندرجہ ذیل معاملات کو ضرور دیں۔

فرائض اور نیکیاں: نماز کی پابندی، روزے کی پابندی، صاحب استطاعت کو حج اور زکوٰۃ کی طرف راغب ومائل کرنا، علم دین اور معاصر علوم کا حصول اور اشاعت، مسکینوں کی مدد، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ تعاون، کسی کو صاحبِ روزگار بننے میں تعاون دینا۔ حق گوئی، صفائی قلب اور طہارتِ بدن، پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی۔ خلق خدا کے ساتھ نیک سلوک۔ معاملت میں دیانت داری، ماں باپ اور عزیز واقارب کے ساتھ اچھا سلوک۔ اہل خانہ اور بچوں کی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ پورا کرنا۔ تہذیب یافتہ طریقے سے زندگی گزارنا وغیرہ وغیرہ۔

برائیوں سے پرہیز: غرور سے پرہیز، چغلی سے بچنا، جھوٹ سے دور رہنا، دل آزاری سے احتراز، کسی کو ذلیل کرنے میں حریص نہ ہونا، لالچ سے خود کو بچانا، فحش باتوں سے خود کو دور رکھنا۔ لہو لعب کے بجائے اچھے مشغلے اختیار کرنا۔ حسد سے پرہیز کہ یہ انسان کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ دل میں کینہ نہ رکھنا وغیرہ۔

ہمارے مقررین اگر مندرجہ بالا دونوں فہرستوں میں سے چند چن لیں اور ان سے متعلق قرآنی آیات، احادیث کریمہ، ثقہ حکایات وروایات اور ضرورت بھر کے چند اشعار چند دن کی محنت کر کے جمع کر لیں تو امید قوی ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہمارے خطیب پہلے سے زیادہ پر اعتماد، زیادہ قابل سماعت، زیادہ مفید اور زیادہ فیض رساں ہو جائیں گے اور عوام کے دلوں میں اپنے لئے ہمیشہ کے لئے جگہ محفوظ کر لیں گے۔

کردار اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اچھا کردار نیک عمل کی تحریک دیتا ہے اور نیک عمل ہی عمدہ کردار تخلیق کرتا ہے۔ عامی کے لئے عموماً اور تبلیغ دین کرنے والے کیلئے خصوصاً صاحب کردار ہونا ضروری ہے۔ کردار تبھی بنتا ہے جب حلال پر عمل در آمد ہو اور حرام سے پرہیز۔ نیکی کو زندگی کا حصہ بنایا جائے اور برائیوں کو تج دیا جائے۔ بھلا اس خطیب یا مبلغ کی نصیحتِ نماز پر کون عمل کرے گا جو خود نماز کے اوقات میں گھر پر بستر استراحت پر پڑا رہتا ہو۔ ہاں معذوری الگ بات ہے۔ شریعت مطہرہ میں جگہ جگہ حکم رخصت عطا کیا گیا

ہے۔

جب تک ہماری تقریر، تحریر اور عمل میں مندرجہ بالا صفات شامل نہیں ہوں گی، ہم حقِ تبلیغ ادا نہیں کر سکیں گے۔ ایک ذرا تیکھی لیکن خدا لگتی بات کہہ دوں کہ تبلیغ دین کو اگر مستقل مشغلے کے طور پر بھی اختیار کیا گیا ہے تب بھی تقریر، تحریر اور عمل و کردار کے ہتھیار دھار چڑھے رہنے چاہئیں کہ مستقل معاش میں بھی وہی کامیاب رہتا ہے جسے اپنے شغل معاش میں خوب مہارت ہو اور جس کے مشغلہ جاتی اسلحے خوب تیز ہوں۔ جب تک ہم مندرجہ بالا پر کسی نہ کسی درجے پر عامل نہ ہوں عوام میں اپنی باتوں کے تئیں سچی کشش نہیں پیدا کر سکتے اور نتیجتاً انہیں دین و دنیا کی سچائیوں کی طرف راغب نہیں کر سکتے۔ یہ تبلیغ کی ناکامی کا المیہ ہوگا۔ ان اوصاف کے بغیر ہم کھینچ تان کر اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی داد تو لے لیں گے لیکن جو گلابی گلابی عقیدے کے ہیں وہ ہم سے بدستور دور ہی رہیں گے۔ آج اس لمحہ موجود میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اپنی کاوشِ تبلیغ میں ایسا حسن و جمال اور خوبی پیدا کریں کہ باطل عقیدے والے اور گلابی عقیدے والے بھی ہماری طرف کھینچتے چلے آئیں۔ تبلیغ جمیل کے یہ چند اشارے اس گنہ گار، دنیادار، بے بضاعت، کم علم راقم حروف کی ذاتی تحقیق نہیں ہیں بلکہ یہ فیضان ہے کلام ربانی اور آیات قرآنی کا جس میں بہت وضاحت کے ساتھ حکم صادر فرمایا جا چکا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے، (سورہ النحل آیت ۱۲۵)

○

شارح بخاری حضرت علامہ شاہ مفتی شریف الحق امجدی قادری برکاتی علیہ رحمہ ورضوان اپنے چاہنے والوں کو مغموم کر کے رخصت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ان کی یاد دیر تک آئے گی اور انکے تحریری کارنامے اہل سنت کا ساتھ دور تک دیں گے۔ خانوادۂ برکات سے ان کا دیرینہ اور خصوصی تعلق تھا۔ حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان سے ان کی یگانگت اور محبت عوام و خواص دونوں کے علم میں ہے۔ دین پر استقامت اور علم دین پر استحضار کے علاوہ ان کی بنیادی اور نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ زاہد خشک نہیں ہے۔ طبیعت کی شگفتگی ان کی تحریر، تقریر اور عام گفتگو میں جگہ جگہ پھول

مہکاتی تھی۔ وہ نئے مسائل سے نہ ڈرتے تھے نہ "اونھ" کہہ کر نظر انداز کرتے تھے۔ زندگی کے بدلتے رنگوں کے ساتھ ابھر کر آنے والے دین و دنیا کے مسائل پر خاطر خواہ توجہ دیتے تھے اور اپنے رفیقوں اور شاگردوں کو بھی متوجہ کرتے تھے اور حتی المقدور اس طرح کے مسائل میں شرعی حدود کے اندر رہ کر ایسا راستہ نکال لیتے تھے جس پر عوام و خواص عش عش کر اٹھتے تھے۔ مفتی صاحب قدس سرہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ امجدیہ میں بیعت تھے۔ درس و تدریس کے میدان میں "روایت امجدی" کا ایک مضبوط ستون تھے اور روحانی معاملات میں شیخ المشائخ حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان سے مجاز و خلیفہ تھے۔ یہ تینوں امتیازات ان کی قامت پر خوب سجتے تھے۔ ان کے بیشتر تحریری کارنامے (فتاویٰ کے علاوہ) شائع ہو کر منظر عام پر آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے رہ نمائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے میں ان کا بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الکریم ﷺ۔

خراج عقیدت و محبت کے طور پر اس مجلے میں "برکاتی مفتی" سے متعلق ایک خصوصی گوشہ شایع کیا جا رہا ہے۔

○

حضرت علامہ مولانا غلام ربانی فائق قدس سرہ بھی اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا اور انکے والد محترم شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی قادری برکاتی قاسمی کا خانقاہ برکاتیہ سے دیرینہ تعلق تھا۔ حضرت شیخ العلماء علیہ رحمت ورضوان نے مارہرہ مقدسہ میں مقیم رہ کر حضور احسن العلماء قدس سرہ کو علم دین کا درس دیا۔ والد گرامی اکثر جب اپنے اساتذہ کا ذکر کرتے تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ شیخ العلماء قدس سرہ کا نام فراموش کیا ہو۔ اسی زمانے میں مولانا غلام ربانی فائق قدس سرہ بھی اپنے والد گرامی کے ساتھ خانقاہ میں مقیم رہے۔ وہ اکثر اس زمانے کو یاد کرتے تھے۔ علاوہ اور نعمتوں کے مولانا موصوف کو ایک شرف اور ایک امتیاز اور بھی حاصل تھا۔ شرف یہ کہ انہیں حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان نے سلسلہ قادریہ جدیدیہ میں مجاز و خلیفہ کیا اور امتیاز یہ کہ وہ اپنے مرشدِ اجازت کے آخری خلیفہ تھے اور اس واقعے کے شاہد میرے غریب خانے کے در و دیوار ہیں۔

حضرت مولانا غلام ربانی فائق قدس سرہ کی یادوں کو پکی سیاہی میں محفوظ رکھنے کیلئے

ان کا ایک مختصر خط اور ایک مضمون اس مجلّے میں شریک اشاعت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے طفیل میں حضرت مولانا غلام ربانی فائق قدس سرہٗ کو اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین ﷺ۔

○

جدید عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے علم دین کی اشاعت و توسیع وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ خانقاہ برکاتیہ کے ارکان بھی اپنی دیرینہ علمی روایات کے پیش نظر اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ پچھلے مجلّے میں خانقاہ برکاتیہ کی سرپرستی میں قائم شدہ البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کا اجمالاً ذکر ہوچکا ہے۔ اس ارادے کا بھی اظہار کیا گیا تھا کہ اگلے سال الجامعۃ البرکات کے نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور نہج کے تعین پر ایک عظیم الشان سمپوزیم مارہرہ مطہرہ یا علی گڑھ میں انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضرت امین ملت الحاج ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کی سرپرستی میں بتاریخ ٢٢، ٢٣ر جولائی ٢٠٠٠ء سرزمین علی گڑھ پر اعلیٰ پیمانے پر علمی اور دانشورانہ شان و شوکت کے ساتھ یہ سمپوزیم بہت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ منتظمین یعنی ہم خدام خانقاہ برکاتیہ کے لئے یہ بڑی مسرت کی بات تھی کہ عصری تعلیم کے جید دانشوران نے نہ صرف ہمارے علمائے کرام کو پسند کیا بلکہ ان سے متاثر بھی ہوئے اور اس کا برملا اظہار کرنے میں بھی انہوں نے کنجوسی سے کام نہیں لیا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات کا کہنا ہے کہ ایک عرصے سے اتنا عمدہ، مفید اور کامیاب سمینار نہیں ہوا تھا۔ الحمد للہ۔ مہمان اداریے میں اجمالی طور پر اس سمینار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ سمینار کی مختصر روداد بھی مجلّے میں شامل ہے۔ اس لئے اس موضوع پر قلم روکتا ہوں۔ البتہ آپ سب سے گزارش ہے کہ میرے ساتھ دعا فرمائیں کہ "الجامعۃ البرکاتیہ" جلد از جلد مکمل طور پر قائم ہو اور اس کا فیضان ہم خدامانِ خانقاہ کے حوصلوں سے کہیں بڑھ کر ہو۔ یہ کام بڑا۔ بہت بڑا ہے۔ دعا فرمایئے کہ قادر مطلق ہمیں اسی مناسبت سے بڑے حوصلے اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین ﷺ۔

○

ہر سال کی طرح اس سال بھی خانقاہ برکاتیہ کے کچھ تبرکات آپ قارئین کے ذوق قرات کے لئے پیش خدمت ہیں۔

سید العابدین حضرت سید شاہ اولاد رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحریر کردہ میلاد نامہ بزبان اردو مکمل طور سے اس مجلّے میں شامل ہے۔ وارث الاکابر الاسیاد حضرت تاج العلماء سید شاہ محمد میاں صاحب علیہ رحمت و رضوان کے مطابق یہ اردو کا پہلا نثری میلاد نامہ ہے۔ یہ قدیم اردو کے طرز پر ہے اور ہم نے جدید املا کے مطابق اس کی تصحیح کرنے کی ہمت دو وجوہ سے نہیں کی ہے۔ اول تو یہ کہ بزرگوں کی تحریر آپ تک بغیر کسی تغیر و تبدل کے پہنچے۔ دوم یہ کہ پرانے طرز کی اردو میں ایک عجیب سوندھی سوندھی خوشبو ہوتی ہے جسے ہم اپنے ہاتھوں زائل نہیں کرنا چاہتے تھے۔

سید العابدین سید شاہ اولادِ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانوادہ برکات کے آثار متبرکہ کے بارے میں بھی ایک تحریر لکھی ہے وہ بھی شامل اشاعت ہے۔

○

حضور احسن العلماء علیہ رحمت و رضوان کی تقاریر کو تحریر کا روپ دے کر شائع کرنے کی تحریک راقم حروف کی تھی۔ حضرت امین ملت مدظلہ العالی نے تائید فرمائی۔ اسے عملی جامہ پہنانے کی کئی حضرات نے کوشش کی مگر برادرِ محترم پروفیسر سید جمال الدین اسلم قادری برکاتی ان سب پر سبقت لے گئے۔ وہ اب تک تین تقریروں کو تحریر میں ڈھال چکے ہیں۔ ان کے پیش لفظ کے ساتھ حضور احسن العلماء کی دو تقریریں "نماز" اور "صبر" سے متعلق شامل اشاعت ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھتے ہوئے یقیناً آپ کو اپنے مرشد تقریر کرتے ہوئے یاد آجائیں گے۔ اللہ پر بھروسہ کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ حضور احسن العلماء علیہ رحمت و رضوان کی زیادہ سے زیادہ تقریروں کو تحریر کی شکل میں لاکر موضوعات کے اعتبار سے درجہ بندی کرکے "ملفوظات احسن العلماء" کے نام سے شائع کیا جائے۔ دعا فرمایئے۔

○

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہ ہے
کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ

خانقاہ برکاتیہ میں ذکر و شغل کی محفلیں، مختلف بزرگوں کے سالانہ فاتحے اور اعراس، قدیم مدرسے کی کارگزاریاں اور مسجد برکاتی کی پابندیاں معمولات میں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ خاص خاص مواقع پر جو اہم تقریبات اور جلسے خانقاہ کے زیر اہتمام ہوتے ہیں ان کی مختصر رودادیں شریک اشاعت ہیں تاکہ ان جلسوں میں شریک نہ ہونے والے مریدین و متوسلین بھی

اپنی خانقاہ کی سرگرمیوں سے کماحقہ' واقف رہیں۔

○

رشد وہدایت، سلسلہ برکاتیہ کی نشر واشاعت اور تبلیغ مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت بھی خانقاہ برکاتیہ کا نصب العین ہے۔ حضرت امین ملت مدظلہ العالی نے بارہا اصرار کرنے کے بعد اپنے تبلیغی اسفار کی مختصر کیفیت برادرم محمد اکبر قادری کو بتائی جسے تحریری طور پر شایع کیا جارہا ہے تاکہ متوسلین خانقاہ کو علم رہے کہ خانقاہ سے رشد وہدایت، تبلیغ دین متین اور اجرائے سلسلہ برکاتیہ کس نہج پر ہورہا ہے۔

آئیے میرے ساتھ دعا فرمائیے کہ رب العالمین اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکین خانوادۂ برکات کو اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دین متین کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ طاقت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مہمان اداریہ

پروفیسر سید جمال الدین اسلم صاحب

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين محمد صلى الله عليه وسلم و على اصحابه الطيبين الطاهرين و على أتباعه و من احتدى بهديهم الى يوم الدين

مجدد اسلام اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ملت اسلامیہ کو علاوہ اپنی تصنیفات کے دو اور عظیم تحفے دیئے۔ ایک حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ اور دوسرے صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہٗ۔ جنہیں دنیائے سنیت اعلیٰ حضرت کے روحانی اور علمی وارث کی حیثیت سے پہچانتی ہے۔ سلسلۂ قادری برکاتی رضوی نوری حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ کے توسط سے خوب پھیلا جس سے سنی قلعہ روحانی طور پر مضبوط ہوا اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہٗ کے توسط سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کا عطا کیا ہوا علمی ورثہ 'امجدی اسکول' کی شکل میں قائم ہوا اور آج اس اسکول کی بدولت ہم اپنے سنی قلعہ کو علمی طور پر بہت مضبوط و مستحکم دیکھتے ہیں۔ برکاتی مفتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی 'امجدی اسکول' کے ایک اہم ستون تھے۔ حضرت سید العلماء قدس سرہٗ اور حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ نے 'امجدی اسکول' کا اعتراف کیا اور اس اسکول کو ہمیشہ کے لئے خانقاہ برکاتیہ سے وابستہ کر لیا۔ آج خانقاہ برکاتیہ کی روحانی اور علمی مجالس میں، نیز نجی صحبتوں میں امجدی اسکول کے علماء پیش پیش نظر آتے ہیں۔ خانقاہ برکاتیہ کے خدام ان پر بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔

جب 'امجدی اسکول' کی بات چل ہی پڑی ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس اسکول کے دو مشہور و معروف علماء کے حال ہی میں شائع ہوئے دو رسالوں کی بابت کچھ بات کروں۔ ایک

رسالہ (۳۲ صفحات) ہے 'علم دین و دنیا' از علامہ مفتی عبدالمبین نعمانی قادری رضوی اور دوسرا رسالہ ہے 'تعارف اہل سنت' از علامہ یٰسین اختر مصباحی۔

....

علامہ مفتی عبدالمبین نعمانی نے 'علم دین و دنیا' میں کئی مباحث چھیڑے ہیں۔ ان پر گفتگو کے لئے باقاعدہ ایک مباحثہ کی ضرورت ہے۔ لیکن یہاں میں دینی تعلیم اور اس کی اہمیت، کے موضوع پر جو انہوں نے آخری بات (صفحہ ۱۸ پر) لکھی ہے اور اس کے بعد جو ایک عملی طریقہ تجویز کیا ہے اس پر کچھ عرض کروں گا۔ وہ لکھتے ہیں "ایمان واعتقاد بنیاد ہے اور بد عقیدگی اصل ایمان میں مخل ہوتی ہے نہ کہ بد عملی۔ یہ صرف موجبِ عذاب ہے اور اس کی معافی کی زیادہ امید ہے مگر بد عقیدگی کی معافی کی امید نہیں۔" علم دین کی اہمیت کے تعلق سے علامہ مفتی عبدالمبین نعمانی نے یہ بہت صحیح بات لکھی ہے۔ اسی بد عقیدگی سے محفوظ رہنے اور ایمان واعتقاد کو مضبوط کرنے کے لئے انہوں نے سنی مطالعاتی کورس تجویز کیا ہے۔ مجھے یہ کورس بہت پسند آیا۔ ضرورت ہے کہ اسے سنی اختیار کریں، لیکن کس طرح؟ علامہ مفتی عبدالمبین نعمانی کی اجازت سے میں یہ تجویز رکھنا چاہوں گا کہ مساجد کے ذریعہ 'سنی مطالعاتی کورس' پر عمل درآمد کرایا جانا چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہو گا کہ پہلے سنی مساجد کے ذمہ داران اور اماموں کو باقاعدہ اس مطالعاتی کورس سے متعارف کرایا جائے اور انہیں ضروری تربیت دی جائے کہ وہ 'سنی مطالعاتی کورس' کو کس طرح Target Audience تک پہنچائیں۔

خانقاہ برکاتیہ کی طرف سے یہ پیشکش کی جاسکتی ہے کہ علامہ مفتی عبدالمبین نعمانی دارالعلوم چریاکوٹ میں ایک تربیتی پروگرام شروع کریں۔ کسی بھی ایک ضلع کو منتخب کر کے وہاں کی سنی مساجد کے ذمہ داروں اور اماموں کو اس تربیتی پروگرام میں شرکت کرنے کی دعوت دیں۔ کورس میں جو کتابیں شامل ہیں انہیں مہیا کرائیں اور ان کتابوں کے مضامین کو کس طرح بچوں، لڑکوں اور بڑوں کے ذہن نشین کرایا جائے اس طریقۂ تعلیم و تربیت سے انہیں بخوبی واقف کرائیں۔ خانقاہ برکاتیہ وسائل کی فراہمی میں بھرپور تعاون کرے گی۔ پہلے کورس کے نتائج پر نگاہ رکھیں۔ وہ اس طرح کہ جب تربیتی پروگرام سے فارغ ہو کر ذمہ داران اور امام اپنی مسجدوں میں واپس پہنچیں تو معائنہ کیا جائے کہ وہ سنی مطالعاتی کورس

کامیابی کے ساتھ چلایا جاسکتا ہے یا اس میں ترمیم واضافے کی ضرورت ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ علامہ مفتی عبدالمبین نعمانی کے تجویز کئے ہوئے سنی مطالعاتی کورس کی مدد سے ایمان واعتقاد میں تو پختگی آئے گی ہی، ساتھ ہی دینی معاشرتی زندگی کے آداب برتنے کا سلیقہ بھی آئے گا ملی اتحاد قائم ہوگا اور سنیوں کو ایک اچھا مشغلہ مل جائے گا۔ چھوٹے اور بڑے لہو ولعب میں جو وقت گزار رہے ہیں اس کی جگہ انہیں ایک صاف ستھرا دینی مشغلہ مل جائے گا۔

....

'تعارف اہل سنت' (صفحات ۶۴) علامہ یٰسین اختر مصباحی کے قلم کی دین ہے۔ اس موضوع پر وہ پہلے بھی لکھ چکے ہیں اس نئے رسالے میں تین مضامین شامل ہیں۔ آخری مضمون 'مصباحی بنام اصلاحی' معرکے کا ہے۔ اس مضمون کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ برصغیر ہندوپاک میں اہلسنت وجماعت کو تصوف سے وابستہ سمجھا جاتا ہے اور معاندین اہلسنت وجماعت ایڑی چوٹی کا زور صرف اس بات پر صرف کر رہے ہیں کہ کسی طرح اہلسنت وجماعت کو تصوف سے دور کر دو۔ یعنی روح کو نکال لو اور پھر بے روح جماعت کو اپنے ڈول پر لے آو۔ اس کام میں جماعت اہل حدیث سب سے آگے بڑھی ہوئی نظر آرہی ہے۔ تاریخ کے طالب علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ برصغیر میں اشاعت اسلام میں صوفیائے کرام کا بہت بڑا حصہ ہے، ان صوفیائے کرام کے آستانے آج بھی منبع فیض عام ہیں۔ نو آبادیاتی اور جدید نو آبادیاتی تقاضوں کے پیر نوزائیدہ 'اہل حدیث' سلفی، اور اثری، دراصل ایک ذہنی الجھن کا شکار ہیں کہ وہ اپنے کو اس الزام سے کس طرح بری کریں کہ وہ ایک 'گرُھنت' ہیں۔ اس سے ان میں ایک طرح کا احساس کمتری پیدا ہوا ہے جس پر قابو پانے کے لئے انہوں نے یہ شیوہ اختیار کیا ہے جس کی طرف علامہ یٰسین اختر مصباحی اس طرح اشارہ کرتے ہیں: "....بات بات پر شرک کا الزام دینا اور مسلمانوں کو بے بنیاد طور پر شرک کا طعنہ دینا حد درجہ جرأت وجسارت اور ظلم عظیم ہے جس کا ارتکاب نجد سے دہلی تک کے بہت سے لوگ (اشارہ جماعت اہل حدیث کی طرف ہے) بے دھڑک کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے رہتے ہیں۔" عبدالمجید اصلاحی کی اس تیشہ زنی کے جواب میں کہ "تصوف وتبرک کی باتیں تو عجمی تصورات کی دین ہیں جو دین عربی کی سرزمین پر جھاڑ جھنکار بن کر ابھر آئے ہیں" علامہ یٰسین اختر مصباحی لکھتے ہیں: "تزکیہ واحسان ہی کا دوسرا نام

تصوف ہے۔ اور یہ صفاء قلب و اخلاص نیت، و زہد و ورع، و تقویٰ و طہارت، و عبادت و ریاضت کی اس صورت کا نام ہے جس میں کوئی بندۂ مومن ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ سے لو لگائے ہوئے اپنے شب و روز گزارے۔ اصحاب صفہ کے طرز پر اپنے ایام بسر کرے اور ان دنیاوی امور سے بے رغبت و بے نیاز رہے جو اس کے ذکر و فکر و یاد الٰہی میں کسی طرح خلل انداز ہو رہے ہوں۔" ائمہ تصوف رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کرتے ہوئے مصباحی صاحب سوال کرتے ہیں کہ: "کتاب و سنت کی اتباع اور شریعت کی پیروی کے سوا ان نفوس قدسیہ نے اور کیا کیا اور کہا جسے جھاڑ جھنکار کہا جائے؟ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہ کے مرشد برحق خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہ سے جب ان کے وصال سے قبل ان کی وصیت دریافت کی گئی تو انہوں نے صرف اتنا ارشاد فرمایا: "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کیا عبد المجید اصلاحی اس وصیت کو معاذ اللہ دین عربی پر ابھر آنے والے جھاڑ جھنکار سے تعبیر کریں گے؟ یہ انکا مسئلہ ہے۔ یہاں ہم اپنے برادران طریقت سے ایک اور سوال کریں گے کہ مصباحی صاحب نے تصوف کی جو تعریف بیان کی ہے کیا انہوں نے تصوف کو اسی طرح سمجھا ہے یا نہیں اور کیا اس کو اسی طرز پر برتنے کی کوشش کی ہے جس طرز پر ہمارے مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے اپنا روزمرہ کا معمول بنالیا تھا۔

....

خانقاہوں میں ہمیشہ علم کا چرچا رہا ہے۔ خانقاہ برکاتیہ کو بالخصوص یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس سے وابستہ مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ صرف عالم تھے بلکہ صاحب تصنیف بھی تھے اور علم کی مختلف اصناف میں انہوں نے اپنی مستقبل تصنیفات سے ثقافت اسلامی کو مالامال کیا ہے۔ خانقاہ برکاتیہ کے موجودہ خدام بھی اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہیں اور اب انہوں نے ایک نئے عزم کے ساتھ علم کی خدمت کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ "البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی" قائم کی جاچکی ہے جس کے صدر برادر عزیز امین ملت ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں ہیں۔ سوسائٹی کا صدر دفتر علی گڑھ میں ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے قریب ایک قطعۂ اراضی خریدا جاچکا ہے جہاں "الجامعۃ البرکات" قائم کی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ عمارتوں کے نقشے تیار ہو چکے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی

تعمیری سرگرمیاں شروع ہو جائیں گی۔ ذہن میں پہلا سوال یہ تھا کہ "الجامعۃ البرکات" میں تعلیم کی نہج کیا ہو اس مقصد کے پیش نظر ۲۲/ ۲۳/ جولائی ۲۰۰۰ء کو ایک سمپوزیم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے آرٹس فیکلٹی لاؤنج میں منعقد کیا گیا تھا۔ سمپوزیم کا عنوان تھا: دینی جامعات: نصاب، نظام تعلیم اور نہج کا تعین، جامعۃ البرکات کے خصوصی تناظر میں" علماء اور دانشوروں نے اس دو روزہ سمپوزیم میں شرکت فرمائی۔ بحث بھی جم کر ہوئی اور خوشی کی بات ہے کہ علماء اور دانشوروں نے اتفاق رائے سے سمپوزیم کے اختتام پر جامعۃ البرکات کے نظام تعلیم کے حوالے سے سفارشات منظور کیں۔ سمپوزیم کی روئیداد انشاء اللہ تعالیٰ علاحدہ سے شائع کی جائے گی۔ یہاں اتنا ہی عرض کریں گے کہ یہ کامیاب تجربہ تھا، اخباروں میں اس سے متعلق رپورٹیں نمایاں طور پر شائع ہوئیں اور سمپوزیم مرکز نگاہ بنا۔ اس سب سے زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے علمائے اہلسنت کو شرکائے سمپوزیم نے بہت سراہا، ان کی بڑی عزت و توقیر کی۔ عام طور سے دانشور نچلا بیٹھنا نہیں جانتے ہیں لیکن اس سمپوزیم کے دوران دیکھا گیا کہ وہ ہمارے علمائے اہلسنت کے افکار و خیالات کو بہت غور سے سن رہے تھے اور ان کا اثر قبول کر رہے تھے، اس سے ہمارے اعتماد میں مزید اضافہ ہوا کہ ہم خدام آستانۂ عالیہ برکاتیہ نے اپنے بزرگوں سے جو تربیت پائی ہے اور ان کی سرپرستی میں اور ان کی دعاؤں کے طفیل میں جو صلاحیتیں حاصل کی ہیں انہیں ہم علم کی خدمت میں بخوبی لگا سکتے ہیں اور اس عمل میں ہمیں اپنے بزرگ اور کم و بیش ہم عمر علمائے اہلسنت (بیشتر مصباحی حضرات) سے بھرپور تعاون حاصل ہوگا۔ وہ ہمیں ہدایت بھی دیں گے اور ہمارے کام کی نگرانی بھی فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو تین سال کے اندر جامعۃ البرکات آب و تاب کے ساتھ منصۂ وجود میں آجائے گی۔ دعاؤں کی ضرورت ہے۔

وباللہ التوفیق

احقر

سید جمال الدین اسلم قادری برکاتی

مہمان مدیر

الحمد للہ

سلسلۂ اشاعت کتب اکابر کرام خانوادۂ عالیہ برکاتیہ مین

یہ دو مبارک تحریرات

ذکر میلاد مبارک ۶۸ھ

و

تفصیل تبرکات خاندانی ۱۲ھ

ہر دو تالیف شریف حضرت جمیل المناقب زبدۃ الاطائب نقاوۃ الاتقیاء العظام سید العابدین الفخام زینت آرائے مسند برکاتیہ احمدیہ مطہرہ مارہرہ مقدسہ جدنا الامجد حضرت سید شاہ اولاد رسول قادری برکاتی احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضی السرمدی

بہ تصحیح واہتمام

فقیر حقیر اولاد رسول محمد میان قادری برکاتی قاسمی غفرلہ خادم سجادۂ عالیۂ غوثیہ برکاتیہ مارہرہ

باہتمام حاجی محمد اسمٰعیل صدیقی

ادبی پریس لکھنؤ مین طبع ہو کر

دار الاشاعۃ برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ سے

شائع ہوئین

۱۳۵۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علٰی رسوله الكريم

حضرت مرشدی سیدی وسندی والد ماجد قدس سرہٗ الشریف نے ایک بار اس حقیر پر تقصیر سے اپنے حضرت جد امجد سید المتقین سند العابدین حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عادت کریمہ کے بیان کے ضمن مین کہ حضرت حتی الامکان اپنی حوائج ضروریہ کا تکفل خود ہی فرماتے۔ اغیار کا دست نگر رہنا گوارا نہ رکھتے۔ فرمایا کہ "حضرت نے مجلس میلاد مبارک مین پڑھنے کے لئے بڑی کتابون سے ایک مختصر میلاد شریف اردو مین جمع فرمالیا تھا۔ وہی پڑھا کرتے۔ یہ میلاد شریف ہمارے بڑے صندوق مین (جس مین اور اوراد و وظائف و تصوف وغیرہ کی مخصوص کتب خاندانی رکھی ہین) ایک تھیلی مین مثل بہی کے لپٹا رکھا ہوا ہے"۔ حسب ارشاد والا فقیر نے اس میلاد مبارک کو جب اس صندوق اور تھیلی سے نکالا تو معلوم ہوا کہ ایک ورق کو دوسرے سے لمبائی مین جوڑ کر ہر ورق کے صرف ایک رخ پر اسے لکھا گیا ہے اور جس جگہ ایک ورق دوسرے سے جوڑا ہے وہان پر صفحات کے شمار کا ہندسہ لکھا ہے۔ اس طرح کل گیارہ اوراق اسمین تھے جن مین صرف سرے کا ورق الگ باقی ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہین۔

اس وقت اگرچہ بہت سے رسائل میلاد مبارک کے شائع ہیں۔ مگر ذکر میلاد مبارک وہ نعمت ہے جس کی ہر بار تکرار مین اہل ذوق و محبت کو حاصل نئی لذت ہے مع ہذا یہ تحریر فقیر کے حضرت جد امجد کی یادگار ہے۔ اس لئے یہ سلسلۂ اشاعت کتب اکابر کرام سلسلۂ عالیہ برکاتیہ فقیر اسے طبع و شائع کرتا ہے۔

اردو زبان کے رسائل میلاد مبارک مین یہ میلاد مبارک نقش اولین بھی ہو تو عجب نہین۔ اس لئے کہ گو اس کے سال تالیف کی تعیین ہم اس وقت نہین کرسکتے۔ مگر اس کے مؤلف ہمارے حضرت جد قدس سرہٗ کا سال وصال ۱۲۶۸ ہجری ہے۔ اور اس زمانہ کا تالیف شدہ کوئی رسالہ میلاد مبارک اردو زبان مین اس وقت شائع شدہ کم از کم ہمارے پیش نظر

نہین۔یون بھی یہ قابل حفاظت ہے۔اور چونکہ خانوادۂ عالیہ برکاتیہ کی عمدہ ترین نعمتون اور بہترین دولتون مین آثار و تبرکات حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت سیدنا مولیٰ علی و حضرت سیدنا امام حسین و حضرت سیدنا غوث الثقلین و دیگر اکابر کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہین۔ لہٰذا اہل ایمان و عقیدت و برادران دین و طریقت کی ان پر اجمالی اطلاع کے لئے ان کی ایک فہرست بھی جو اس میلاد شریف کے ہی حضرت مؤلف جدنا الامجد قدس سرہٗ کی ہی تالیف فرمودہ فقیر کے پاس محفوظ ہے اس کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔اگرچہ اس کی بعض تفاصیل صرف ہم اہل خاندان سے ہی خاص علاقہ رکھتی ہین۔

فقیر اولاد رسول محمد میان قادری برکاتی قاسمی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ذکر میلاد شریف اور حال ولادت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتب معتبرہ سے استنباط کر کے زبان اردو مین لکھا

مسلمانون کو لازم ہے اس زمانۂ پر آشوب مین اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے بیان سے تجدید اور تقویت ایمان کرتے رہین پہلے جاننا چاہئے کہ باعث آفرینش کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہین۔ چنانچہ حدیث شریف مین ارشاد ہے اول ما خلق اللہ نوری یعنی سب سے پہلے جو چیز خدا نے بنائی وہ میرا نور ہے۔اور یہ بات باتفاق ثابت ہے کہ خدا نے اپنے نور سے تمام مخلوقات سے پہلے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔اور وہی نور باعث آفرینش تمام مخلوقات کا ہوا۔اور بعد سجدہ کرنے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد ہوا۔مین نے اسی لئے تجھ کو پیدا کیا اور تیرا نام محمد رکھا ابتدائے خلق کرونگا مین تجھ سے اور رسولون کو ختم کرون گا مین تجھ پر۔ بعد اس کے خالق کون و مکان نے نور پر ظہور سے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے لوح چوتھے سے قلم پیدا کیا۔ بعد ازان قلم کو حکم ہو لکھ اے قلم توحید میری قلم نے کلمہ لا الہ الا اللہ لوح پر لکھا۔ بعد اس کے حکم ہو الکھ حال امتون کا اس طرح سے امت آدم کی جو کوئی اطاعت کرے گا داخل کرے گا خدا اس کو بہشت مین اور جو کوئی نافرمانی کرے گا داخل کرے گا خدا اس کو دوزخ مین۔ اسی طرح سے اس منشی دیوان قضا نے آدم و نوح اور ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امت سے لے کر تا امت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام لکھا بعد اس کے جب نوبت امت بابرکت حضرت خاتم النبیین افضل المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین کی آئی۔ قلم سابق کی طرح لکھنے لگا امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو کوئی فرمانبرداری کرے گا اور حکم مانے گا خدا کا داخل ہو گا بہشت مین اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اور کہا نہ مانے گا خدا کا قلم نے اس قدر لکھا اور چاہتا تھا کہ لکھے کہ داخل کرے گا خدا اس کو دوزخ مین۔ ہنوز قلم نے یہ لکھا نہ تھا کہ پروردگار نے

فرمایاتادب یا قلم تادب یاقلم ادب کراے قلم ادب کراے قلم۔ یہ خطاب سن کر قلم شق ہوااور لکھنے سے رکااور ہزار برس تک کانپا کیا۔اور اپنی جسارت سے شر مندہ ہوا۔ پھر اس مین دست قدرت سے قط لگااور حکم ہوالکھ امة مذنبة و رب غفور ۔امت گنہگار ہے اور پرور دگار غفار ہے۔ قلم نے یہ لکھا سبحان اللہ اس مقام سے مرتبہ اور شرف حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا کا سمجھنا چاہئے کہ جن کے طفیل سے ان کی امت کے حق مین قبل ایجاد عالم اور آدم کے یون نوازش اور مہربانی فرمائی۔ مسلمانون کو لائق ہے کہ ایسے نبی محبوب کی محبت مین دل اور جان اور مال سے مشغول رہین اور اس کی اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین۔ اور ہمیشہ درود اور سلام بھیجا کرین۔اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

روضۃ الاحباب مین لکھاہے کہ جس وقت خداوند کریم نے سیدنا آدم کو پیدا کیااور قالب خاکی ان کا بن کر مرتب ہوا۔کار گزاران قضاو قدر کو حکم فرمایا کہ نور محمدی کو پیشانی آدم علیہ السلام مین امانت رکھو۔اور فرمایا کہ اے آدم یہ نور تیرے فرزندون مین بہتر اور مرسل پیغمبرون کا سرور ہے اور کتب سیر و تواریخ مین مسطور ہے کہ حق تعالیٰ نے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نور سے پیدا کر کے سرِّ عظمت مین ذخیرہ کیااور اسم مبارک حضرت کا عرش پر لکھا۔جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوے اور وہ ان کے صلب مین امانت سونپا گیا۔ آدم علیہ السلام اپنی پشت سے آواز طیر خوش آہنگ سننے لگے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ یہ آواز کس کی ہے۔ فرمایا کہ یہ صدا ہدایت ندا تسبیح خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ تیری پشت سے ان کو پیدا کرون گا اور اصلاب طیبہ طاہرہ مین رکھون گا۔ پھر آدم علیہ السلام نے عرش کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھا ہے عرض کی اے پرور دگار یہ کس کا اسم شریف ہے کہ تونے اپنے نام کے ساتھ ملایا۔ حکم ہوا کہ یہ نام سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ تیری اولاد سے ہوگا۔اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

راقم الحروف کہتا ہے کہ روایت تو بہت ہین مگر صحیح روایت روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ اور کتاب ہائے سیر مین لکھاہے کہ تحویل نطفہ زکیۂ محمدیہ کے صلب عبداللہ سے صدف رحم آمنہ ایام حج مین درمیان اوسط ایام تشریق شب جمعہ کو ہوئی اس سبب سے امام احمد بن حنبل

شب جمعہ کو فاضل تر لیلۃ القدر سے کہتے ہین کہ خیرات اور برکات اور کرامات اور سعادات کہ اس رات مین اہل عالم پر فائز اور نازل ہوئین کسی اور رات مین تا دور قیامت نازل اور فائز نہ ہون گی اور بہمین جہت شب میلاد حضرت کی بہتر شب قدر سے ہوئی اخبار مین آیا ہے کہ اس رات ملک اور ملکوت مین منادی ہوئی کہ تمام عالم کو بانوار قدس منور اور فرشتہ زمین و آسمان کے اظہار سرور اور ابتہاج یکسر کرین اور جبرئیل کو حکم ہوا کہ علم سبز محمدی لے کر فرشتون کے ساتھ دنیا مین جائین اور اس علم کو سقف کعبہ پر کھڑا کرین اور ساری دنیا مین خوشخبری دین کہ نور محمدی نے رحم آمنہ مین قرار پایا بہترین خلائق اور امتون پر مبعوث ہوگا خوشا نصیب اس امت کے کہ محمد سا پیغمبر ہو اور خازن بہشت کو حکم ہوا کہ دروازہ فردوس برین کے کھولین اور عالم کو بفوائح وروائح معطر کرے اور جمیع طبقات سماوات اور بقاع زمین کو بشارت دے کہ آج کے دن نور محمدی رحم آمنہ مین آیا ابن عباس سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اس رات کو چار پایون روئے زمین کو گویا کیا اور سب نے کہا بخدائے کعبہ کہ محمد یعنی نطفہ ان کا شکم مادر مین آیا اس رات وحوش وطیور آپس مین بشارت دینے لگے اور اسی طرح اہل دریا ایک دوسرے کو خوشخبری سناتے تھے اور کہتے تھے کہ وقت وہ آیا کہ ابوالقاسم پیدا ہون۔ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ پیش از انکہ آمنہ حاملہ ہون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش بلائے قحط اور خشک سالی مین مبتلا تھے چنانچہ درخت باغون کے خشک اور چار پائے لاغر جس وقت آمنہ حامل ہوئین مینھ خوب برسا اور نہرین جاری ہوئین درخت سرسبز اور شاداب ہوئے حق تعالیٰ نے ان کے سبب سے سب اہل مکہ پر ارزانی فرمائی اور بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ چھ مہینے تک مجھ کو کچھ آثار حمل نہ معلوم ہوئے مگر بعد چھ مہینے کے کسی شخص نے خواب مین کہا کہ آمنہ تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاملہ ہے جب مجھے یقین ہوا کہ مین حاملہ ہون مدارج النبوۃ مین مرقوم ہے کہ وفات فرمانا سیدنا عبداللہ کا مدینۂ منورہ مین ہوا اور آپ واسطے تجارت کے کسی قریش کے ساتھ گئے تھے سو قضاء الٰہی سے بیمار ہوئے اور وفات پائی۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب عبداللہ نے وفات پائی فرشتون نے کہا یتیم ہوا پیغمبر اور حبیب تیرا حق تعالیٰ نے فرمایا مین حافظ اور نصیر اور کفیل اس کا ہون

درود اور سلام اس پر بھیجو اور برکات اس کے حق مین چاہو اور دعا کرو کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

مولد ابن جوزی محدث مین لکھا ہے کہ جس وقت حضرت آمنہ کو دردزہ پیداہوا تنہائی سے گھبرا کے خدا کی جناب مین رجوع کیں اور کہنے لگین کہ کاش بیٹیان عبد مناف کی اس وقت میرے پاس ہوتین یہ کہتی ہین کہ کیا دیکھتی ہین کہ عورتیں خوب صورت اس قدر حاضر ہوئین کہ سارا گھر بھر گیا اور وہ عورتیں کہنے لگین کہ ہم حورین ہین حق تعالیٰ نے بہشت سے تمہاری خدمت کے واسطے ہم کو بھیجا ہے اور ہم سب تم پر فدا ہیں بی بی آمنہ فرماتی ہین کہ وہ حورین وقت پیدا ہونے آنحضرت کے بیٹھی رہین اور میری خاطر جمع کرتی رہین اور حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ وقت دردزہ کے اور قریب زمانہ ولادت ایک آواز دہشت ناک سننے لگین کہ جس کے سننے سے خوف اور ترس نہایت مجھ کو معلوم ہوا پھر دیکھا مین نے کہ ایک مرغ سفید پیدا ہوا اور اس نے اپنے بازو میرے پیٹ سے ملے وہ خوف اور ترس سب مجھ سے دور ہوا پھر وہ مرغ ایک جوان نرم اور نازک اور خوش شکل ہو گیا اور اس کے ہاتھ مین ایک پیالہ شراب طہور کا تھا میرے روبرو رکھا سپید زیادہ دودھ سے اور میٹھا زیادہ شہد سے وہ پیالہ میرے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ پی مین نے پیا پھر اس نے میرے پیٹ کی طرف ہاتھ پھیلایا اور اس کو ملنے لگا اور کہنے لگا کہ اظہر یا سید المرسلین اظہر یا سید العٰلمین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا رحمۃ للعالمین اظہر یا نبی اللہ اظہر یا رسول اللہ اظہر یا خیر خلق اللہ اظہر یا نور اً من نور اللہ بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبداللہ فظہر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کالبدر المنیر بارہوین تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کے وقت دوشنبہ کے دن محمد رسول اللہ پیدا ہوئے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے چار عورتین آسمان سے اترین مین ان کو دیکھ کر ڈری اور کہا مین نے کون ہو تم کس کی عورتین ہو انہون نے کہا کہ اے آمنہ تم نہ ڈرو اور خوف نہ کرو ایک بولی کہ مین حوا ام البشر ہون ادوسری نے کہا کہ مین سارہ ام اسحاق ہون تیسری بولی کہ مین ہاجرہ ام اسمٰعیل ہون چوتھی کہنے لگی کہ مین آسیہ بنت مزاحم ہون حوا کے پاس طبق سونے کا تھا اور سارہ کے پاس ابریق نقرہ اور اس مین آب کوثر اور ہاجرہ کے پاس عطر تھا عطر بہشت سے اور

آسیہ کے پاس مندیل سبز تھی حضرت کو غسل دے کر بی بی آمنہ کی گود مین دیا پھر حضرت نے سجدہ کیا اور کہا یا رب ھب لی امتی اے پروردگار بخش تو واسطے میرے میری امت کو حق تعالیٰ نے فرمایا وھبتك امتك با علی همتك بخشا مین نے تیری امت کو بسبب بڑی ہمت تیری کے اور فرمایا حق تعالیٰ نے گواہ رہو فرشتو میرے کہ دوست میرا نہ بھولا اپنی امت کو وقت ولادت کے پھر کیونکر بھولے گا اپنی امت کو دن قیامت کے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

کتب سیر مین بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے اور سجدہ کیا اور انگشت تسبیح آسمان کی طرف اٹھائی جیسے کوئی عاجزی کرتا ہے پھر بی بی آمنہ کہتی ہین کہ مین نے دیکھا ایک پارۂ ابر سفید آسمان سے اترا اور حضرت کو لپیٹ کر اٹھا لے گیا اور میرے سامنے سے غائب ہو گیا سنتی ہون کہ منادی ندا کرتا ہے کہ ان کو بطرف مشرق اور مغرب زمین کے پھراؤ اور موالید انبیاء مین رکھو تا ان کے حق مین دعاء برکت کرین اور جامہ ملت حنیفہ کا پہناؤ اور حضرت ابراہیم پر عرض کرو اور دریا اور صحرا پر گذرانو تا ان کا نام اور صفت پہچانے اور تحقیق نام ان کا ماحی ہے یعنی مٹانے والے کفر اور شرک اور بدعت کے پھر بی بی آمنہ کہتی ہین کہ کشاد ہوا ابر اور لپیٹا حضرت کو پارۂ حریر سبز مین اور ایک روایت مین یہ ہے کہ حضرت آمنہ کہتی ہین کہ بعد ایک ساعت کے حضرت کو پھر لائے ایک جامۂ سپید صوف مین لپیٹے ہوئے بیٹھے تھے اور گوئندہ کہتا تھا کیا خوب کیا خوب مقرر ہوئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام دنیا پر یہانتک کہ باقی نہ رہی کوئی مخلوق اہل دنیا سے پھر بی بی آمنہ کہتی ہین کہ دیکھا مین نے حضرت کو گویا ماہ شب چہار دہم ہین اور بو مشک کی آپ کے بدن سے آتی تھی اور دیکھا مین نے تین آدمیون کو ایک کے ہاتھ مین ابریق چاندی کا اور دوسرے کے ہاتھ مین طشت زمرد کا اور تیسرے کے ہاتھ مین حریر سفید تھا پھر نکالی ایک انگشتری کہ اسکے نظارۂ صفا مین ابصار نظارین کے حیران ہوتے تھے پھر دھویا حضرت کو سات بار اور مہر کی درمیان شانہ کے اس انگوٹھی سے اور لپیٹا آپ کو حریر مین اور لائے اپنے بازو مین اور رکھا ایک ساعت تک پھر مجھ کو سونپا حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ مین شب ولادت حضرت کے خانہ کعبہ مین تھا نیم شب کیا دیکھتا ہوں کہ چارون گوشۂ دیوار خانہ کعبہ کے بمقام ابراہیم مائل ہوئے اور سجدہ

کیااور آواز تکبیران سے بلند ہوئی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد ن المصطفیٰ الان قد طھرنی ربی من انجاس الاصنام و ارجاس المشرکین یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر پروردگار محمد مصطفیٰ کااب تحقیق پاک کیا مجھ کو میرے رب نے ناپاکی بتون سے اور پلیدی مشرکون سے اور بت کہ پیرامون خانہ کعبہ تھے پارہ پارہ ہوئے اور کلان ترسب بتون کا کہ نام اس کا ہبل تھا منھ کے بل گر پڑا اور آواز آئی کہ آمنہ سے محمد پیدا ہوئے اور سحاب رحمت اور طشت فردوس سے آیا کہ ان کو دھوئے۔ عبدالمطلب کہتے ہین کہ یہ جو میں نے دیکھا اپنی آنکھون کو ملنے لگا کہ خواب ہے یا بیداری ہے جب تامل کیا معلوم ہوا کہ مین جاگتا ہون اور جو کچھ دیکھا سو بیداری مین دیکھا بعد اس کے عبدالمطلب خانہ کعبہ سے متوجہ خانہ آمنہ ہوئے دروازہ بند پایا پکارا کہ اے آمنہ دروازہ کھولو حضرت آمنہ نے دروازہ کھولا عبدالمطلب کہتے ہین کہ جب دروازہ کھولا پہلے نگاہ میری آمنہ کے منھ پر پڑی اثر اس نور کا آمنہ کے چہرہ مین نہ پایا بے طاقت ہوا اور کہا اے آمنہ وہ نور کیا ہوا آمنہ بولین کہ میرے فرزند پیدا ہوا عبدالمطلب نے کہا میرے پاس لاؤ کہ مین اس کو دیکھون اور اس کے جمال باکمال سے مسرور ہون آمنہ نے جواب دیا کہ ابھی آپ اس کو نہین دیکھ سکتے ہین عبدالمطلب نے کہا کیا سبب آمنہ نے یہ قصہ کہا کہ جس وقت حضرت پیدا ہوئے ایک شخص میرے پاس آیا کہ قد اس کا مانند درخت خرمے کے تھا اور کہا کہ اس لڑکے کو گھر سے باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دیکھنا عبدالمطلب یہ سن کر غصے مین آئے اور تلوار کھینچ کر کہنے لگے کہ آمنہ فرزند دلبند کو جلد دکھلاؤ نہین تو تم کو یا آپ کو ہلاک کرتا ہون جب آمنہ نے یہ حال عبدالمطلب کا دیکھا گھبرا کے کہا کہ فلانے مکان مین ہے جا کے دیکھو عبدالمطلب نے قصد اس مکان کا کیا اندر سے ایک شخص نہایت باعظمت وہیبت ظاہر ہوا عبدالمطلب کہتے ہین کہ اس طرح کا شخص مین نے کبھی نہین دیکھا تھا شمشیر برہنہ اس کے ہاتھ مین مجھ پر حملہ کیا اور کہا ثکلتك امك روئے تجھ کو تیری مان کہان آتا ہے عبدالمطلب نے جواب دیا کہ اس گھر مین آتا ہون اپنے فرزند کو دیکھنے کے لئے وہ شخص بولا الٹے پاؤن پھر جا کہ جب تک فرشتہ اس کی زیارت سے مشرف نہ ہولین گے کوئی بنی آدم اس کو نہ دیکھے گا عبدالمطلب کہتے ہین کہ اس وقت لرزہ میرے بدن پر طاری ہوا اور ہاتھ سے میرے تلوار گر پڑی اور مین باہر آیا کہ قریش کو اس حال سے خبردار کرون ہر چند چاہا کہ بیان کرون ہرگز طاقت نہ پائی کہ اس بات کو بیان کرون

القصہ عبدالمطلب نے جب حضرت کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور ان کو اٹھا کے خانہ کعبہ میں لے گئے اور حق تعالیٰ کی پناہ مین سونپا اور محمد نام رکھا اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہو کر شکر خدا کا بجالائے پھر عبدالمطلب حضرت کو وہان سے آمنہ کے پاس لائے اور ان کی محافظت کے لئے نہایت تاکید کی اور کہا اس میرے فرزند کی بڑی شان ہو گی۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً　　عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

مدارج النبوۃ مین مرقوم ہے کہ پہلے حضرت ثویبہ کنیز ابولہب نے دودھ پلایا اور یہ کنیز وہ ہے جس نے حضرت کے تولد کی خبر ابولہب کو دی اور کہا خوشخبری تم کو کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا ابولہب یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اس مژدہ کے عوض مین ثویبہ کو آزاد کیا اور حکم دیا کہ حضرت کو دودھ پلائے حق تعالیٰ نے بدل اس شادی اور سرور کے ابولہب سے دوشنبہ کے دن عذاب کو موقوف کیا چنانچہ حدیث مین آیا ہے

مسلمانون اس مقام سے اہل موالید کو بڑی سند ہے کہ شب میلاد حضرت کے سرور اور بذل اموال کرین یعنی ابولہب کو کہ کافر قطعی تھا اور قرآن شریف مین اس کی مذمت وارد ہے جب حضرت کے تولد کی خوشی کے سبب تخفیف عذاب مین ہو اور ہر دوشنبہ کو اس پر عذاب نہ ہو خوشا حال مسلمانون کا کہ حضرت کی خوشی میلاد مین کیا کیا ان کو ملے گا حق تعالیٰ سب مومنون کو توفیق دے میلاد شریف کی شادی کیا کرین اور موافق مقدور کے طعام اور نقد اور جنس خرچ کیا کرین لیکن چاہئے مجالس میلاد شریف کے بدعت اور امور ممنوع محرمہ سے خالی اور پاک ہون تا موجب حرمان طریقہ علماء سلف سے نہ ہو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً　　عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

روایت ہے کہ سات دن حضرت نے اپنی والدہ شریفہ بی بی آمنہ کا دودھ پیا بعد اس کے چند روز ثویبہ کنیز ابولہب نے پلایا بعد اس کے یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ کے ہوئی حلیمہ سعدیہ سے روایت ہے کہ سال ولادت حضرت کے ہمارے اہل قبیلہ کمال سختی اور نہایت تکلیف اور مشقت مین مبتلا تھے چونکہ وہ سال قحط کا تھا تردد اور پریشانی مین اوقات بسر ہوتے تھے اور میری ایک مادہ خر تھی کہ بسبب لاغری کے طاقتِ رفتار اس مین نہ تھی

اور ایک بڑی اونٹنی میری مملوکہ تھی کہ ایک قطرہ دودھ کا اس کی چھاتیوں مین نہ تھا اور حال ہماری عسرت کا اس درجہ کو پہونچا تھا کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے اس مشقت اور تکلیف مین بہ صبر مشغول رہتی اور شکر خدا کا بجالاتی اور مین اس ایام مین حاملہ تھی قریب سات دن یا تین دن کے فاقہ رہا اور کچھ کھانا میسر نہ ہوا اسی اثناء مین وضع حمل ہوا اس قدر بے ہوشی بسبب بھوک کے طاری ہوئی کہ زمین اور آسمان مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا اور راتون کو کثرت گریہ طفل اور شدت بھوک سے نیند نہ آتی تھی۔ ایک رات کمال ضعف اور سستی سے آنکھ میری لگ گئی اور نیند مجھ کو آگئی خواب کیا دیکھتی ہون کہ ایک آدمی نے مجھ کو اٹھا کر جوئے آب مین کہ پانی اسکا دودھ سے زیادہ تر سفید تھا غوطہ دیا اور مجھ سے کہا کہ اس پانی کو پی کہ دودھ تیرا زیادہ ہوئے پھر وہ پانی مین نے پیا بخدا اس پانی کا ذائقہ شہد سے زیادہ تر شیرین تھا اس وقت اس شخص نے کہا کہ مجھ کو پہچانتی ہو کہ مین کون ہون مین نے کہا نہین وہ شخص بولا کہ مین تیرا شکر ہون کہ حالت تکلیف اور مشقت مین کرتی تھی اے حلیمہ جانب مکہ روان ہو کہ تیری روزی وہان کشاد ہوگی اور ایک نور روشن وہان سے اپنے ساتھ لائے گی اور اس حال کو کسی سے نہ کہنا خبر دار حلیمہ کہتی ہین جب مین بیدار ہوئی اپنا حال اور دیکھا وہ بھوک اور مشقت کہ سابق مین مجھ کو تھی نہ رہی اور چھاتیان میری دودھ سے بھر گئین۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

القصہ حلیمہ اپنے قبیلہ کی عورتون کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئین حلیمہ کہتی ہین کہ جب مین حوالی بطحا مین پہونچی سنا مین نے ہاتف غیب سے ندا کرتا ہے کہ خبردار اور آگاہ ہو کہ خدا عزوجل نے برکت اس مولود سے کہ قریش مین پیدا ہوا ہے اس برس کو تم پر سہل اور احسان اور موجب فراغت کیا ہے خوشا وقت ان چھاتیون کا کہ اس کو دودھ پلائین اے عورتو بنی سعد کی دوڑو اور شتابی کرو تا اس دولت اور سعادت کو پہونچو جس وقت عورتون نے یہ مژدہ سنا اپنے اپنے شوہرون سے کہا اور ان کو اس خبر خوش سے خبردار کیا اور ہر چہ شتاب تر متوجہ مکہ ہوئین اور چلنے مین شتابی کرنے لگین میری مادہ خر کہ بہت لاغر تھی آہستہ چلتی تھی اور ساتھ کی عورتین آگے جاتی تھین اور مین بہ سبب ناتوانی سواری کے پیچھے رہتی تھی اور میرا شوہر تاکید کرتا تھا جلد چلو اور ہانکو کہ زنانہ قبیلہ آگے جاتے ہین مین اپنے مرکب کو ہر

چند ہانکتی مگر کم طاقتی سے وہ مرکب نہ چلتا تھا اس حالت مین اپنے چپ و راست سے یہ آواز غیبی میرے کان مین آئی کہ گوئندہ نے کہا ہنیئا لک یا حلیمہ خوشا تیرا اے حلیمہ ناگاہ شگاف پہاڑ سے ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا کہ قد اس کا مانند بانس تھا اور اسکے ہاتھ مین ایک حربا نور کا تھا میرے مرکب کی پیٹھ پر مارا اور کہا اے حلیمہ حق تعالیٰ نے تجھ کو بشارت دی ہے اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ شیطان اور سرکشون کو تجھ سے دور کرون حلیمہ کہتی ہین کہ اپنے شوہر سے کہا کہ تم سنتے ہو جو مین سنتی ہون شوہر نے کہا کہ نہین مگر مین تم کو خوفناک دیکھتا ہون پھر میرے مرکب نے چلنے مین شتابی کی دو فرسنگ مکہ رہا کہ اس جگہ مقام کیا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

حلیمہ سے روایت ہے کہ شب کو منزل مین مین نے خواب دیکھا کہ ایک درخت سبز بہت شاخون والے نے میرے سر پر سایہ کیا اور ایک درخت خرما دیکھا کہ انواع رطب اس مین لگے تھے عورتین بنی سعد کی گرد میرے جمع ہن اور کہتی ہین کہ اے حلیمہ تو ہماری ملکہ ہے القصہ حلیمہ کہتی ہین کہ مین مکہ میں داخل ہوئی دیکھا کہ عورتیں میرے قبیلہ کی مجھ سے پہلے مکہ مین پہونچی تھین انہون نے اطفال قبائل اشراف اور مالدار قریش کے جو تھے سو لے لئے اور مین نے ہر چند تلاش کیا کوئی لڑکا نہ پایا بہت غمناک اور آزردہ خاطر ہوئی اسی افسوس مین تھی کہ ناگاہ ایک مرد مین نے دیکھا پھر وہ شخص با آواز بلند کہنے لگا کہ اے عورتون شیر دار بنی سعد تم مین سے کوئی باقی ہے کہ ہمارے لڑکے کو لے حلیمہ نہ کہا کہ مین ایک عورت قبیلہ بنی سعد سے باقی ہون میرا نام پوچھا مین نے کہا حلیمہ تبسم کیا اور کہا خوش خوش دو خصلتین نیک ہین نیک بختی اور بردباری کہ ان دونون مین عزت سرمدی اور عظمت ابدی ہے پھر عبدالمطلب نے کہا کہ اے حلیمہ میرے پاس ایک لڑکا ہے یتیم نام اس کا محمد ہے مین نے اس کو عورتون بنی سعد کو دکھلایا کسی نے قبول نہ کیا پھر عبدالمطلب بولے کہ اے حلیمہ ہم شرافت اور بزرگی خاندانی رکھتے ہین اس لڑکے کو قبول کرو شاید اس لڑکے کے سبب سے تجھ کو غنا حاصل ہو حلیمہ نے اپنے شوہر سے صلاح لے کر قبول کیا اور آپ کو لے کر اپنے مکان پر لائین پھر اپنی اونٹنی کو دیکھا کہ پستان اس کی جو خشک ہو گئی تھین اور ایک قطرہ شیر ان مین نہ تھا دودھ سے بھر گئین اس کو دوہا اور دودھ پیا اور سیر اب ہوئی اور نیند بھر سوئی اور شوہر حلیمہ

نے حلیمہ سے کہا کہ بشارت ہو تجھ کو کہ ایسا لڑکا خیر و برکت کا تجھ کو ملا اور خیر و برکت ہمیشہ سے زیادہ ہو گئی۔ حلیمہ سے روایت ہے کہ مین حضرت کو لے کر کئی دن مکہ مین رہی اور بی بی آمنہ سے رخصت ہو کر سب عورتون کے ساتھ اپنے وطن کو چلی اور حضرت کو اپنے مرکب پر آگے گود کے بٹھا کر روانہ ہوئی اور وہ مرکب جو ضعیف اور لاغر تھا کمال چست اور چالاک ہو کر چلنے لگا یہان تک کہ سب ساتھ والون کے مرکبون سے آگے چلتا تھا اس چالاکی مرکب سے سب عورتین قبیلے کی تعجب کر کے کہنے لگین کہ اے حلیمہ یہ وہی مرکب ہے کہ آنے کے وقت چل نہ سکتا تھا اور طاقت رفتار ہرگز اس مین نہ تھی اب اس کی شان عظیم ہے حلیمہ کہتی ہین کہ مین نے سنا کہ وہ مرکب کہتا تھا کہ بخدا میری شان عظیم ہے زندہ کیا مجھ کو میرے پروردگار نے اور فربہ اور توانائی میری کو پھیرا اے عورتو تم غافل ہو نہین جانتی ہو کہ مجھ پر سوار خاتم النبیین سید المرسلین حبیب رب العالمین ہین پھر حلیمہ کہتی ہین کہ راہ مین داہنے اور بائین سے آوازین آنے لگین کہ اے حلیمہ تو تونگر ہوئی اور اپنی قوم مین بسبب اس لڑکے کے قدر اور بزرگی اور مرتبہ تیرا اعالی ہوا۔ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمْ

اور حلیمہ کہتی ہین کہ مین جس منزل مین اتری اس مکان کو حق تعالیٰ نے سر سبز کیا پھر جو اپنے قبیلہ مین پہنچی حق تعالیٰ نے حضرت کے قدم کی برکت سے خیر اور برکت بہت سی میری بکریون اور جانورون اور مال مین بخشی چنانچہ اس برس میری بکریون نے بچے دیئے اور دودھ بکثرت ان کے ہوا اور میرے جانور اور ون کے جانورون سے فربہ ہوئے جب قوم نے یہ حال دیکھا سب اپنی بکریون کو میری بکریون کے ساتھ چرانے لگے اور میرے یہان آکر حضرت کے پائے مبارک کو دھو کر اپنے جانورون کے حوض مین پانی ڈالنے پھر ان کی بکریون نے بھی بچے دیئے اور موٹی تازی ہو کر دودھ بہت دینے لگین حلیمہ کہتی ہین کہ حق تعالیٰ نے حضرت کی محبت اس قدر میرے دل مین ڈالی کہ سب کامون سے غافل ہو کر حضرت کی خدمت ہزار جان سے کرنے لگی اور رات اور دن سوائے پرورش حضرت کے اور دھیان نہ رکھتی تھی اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمْ

حلیمہ سے روایت ہے کہ حضرت بمقتضائے عادت اطفال اپنے کپڑون میں کبھی بول

و غائط نہین کرتے تھے بستر اور لباس آپ کا ہرگز آلودۂ نجاست نہ ہوا ہر روز ایک وقت معیّن پر بول و غائط سے فراغت کرتے تھے حلیمہ کہتی ہین کہ جب مین ارادہ کرتی کہ دہن مبارک کو دودھ سے پاک کرون بالون کو دھوؤن غیب سے کفالت اس کام کی ہوتی اور اتفاقاً ستر عورت حضرت کا اگر ظاہر ہو جاتا تو آپ غصہ فرماتے اور ڈھانپ لیتے اور بعض روایات مین آیا ہے کہ غیب سے ڈھانپتے تھے اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمْ

حضرت کی بالیدگی کا حال یہ تھا کہ ایک دن مین اس قدر بڑھتے کہ اور لڑکے ایک مہینے مین اور مہینے مین اس قدر بالیدگی ہوتی کہ اور لڑکون کو ایک برس مین چنانچہ دوسرے مہینے حضرت اپنے ہاتھون کی قوت سے زیر چلنے لگے اور تیسرے مہینے اپنے پاؤن کھڑے ہو گئے اور چوتھے مہینے ایک ہاتھ دیوار پر رکھ کر چلے اور پانچوین مہینے مین بقوت تمام پھرنے چلنے لگے اور پہلے کلام جو حضرت نے فرمایا الله اكبر الله اكبر الحمدلله رب العالمين و سبحان الله بكرة و اصيلا حلیمہ کہتی ہین کہ نوین مہینے حضرت بفصاحت تمام کلام بلاغت نظام کرنے لگے اور جب چلنے لگے اطفال جو کھیلتے اور لہو لعب مین مشغول دیکھتے ان سے دور ہوتے اور لڑکوں کو کھیلنے سے منع کرتے اور جو لڑکے آپ کو کھیلنے کو کہتے تو آپ فرماتے کہ مجھ کو کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمْ

حلیمہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ اے مادر مہربان کیا سبب ہے کہ بھائی ہمارے دن کو گھر مین نہین رہتے ہین حلیمہ بولین کہ بکریان چرانے کو جاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ہم بھی بھائیون کے ساتھ بکریان چرانے صحرا کو جائین گے حلیمہ نے بلحاظ اس کے خاطر شکنی نہ ہو اس بات کو قبول کیا وقت صبح کے حضرت کا منہ ہاتھ دھویا اور بالون مین کنگھی کی اور سرمہ چشم خدا بین مین لگایا اور کپڑے سپید پہنائے القصہ حضرت نے عصا ہاتھ مین لے کر بھائیون کے ساتھ متوجہ صحرا ہوئے اور قریب آبادی بکریون کے چرانے مین مشغول رہے دوپہر کیو وقت ضمرہ بیٹا حلیمہ کا دوڑتا گرتا پڑتا بدحواس روتا ہوا گھر مین آیا اور گریہ وزاری سے کہنے لگا کہ مادر بھائی محمد حجازی کی خبر لے کہ قریب ہے کہ تو اس کو جیتا نہ پائے اور کام اسکا تمام ہو جائے حلیمہ یہ بات سن کر گھبرا گئین اور کہنے لگین کہ تو حال

مفصل بیان کر اس نے کہا محمد ہمارے ساتھ چراگاہ مین تھے دو شخص ان کے پاس آکر ان کو اٹھا کر لے گئے اور پہاڑ پر لیجا کر لٹایا اور ان کا پیٹ چیرا پھر آگے مجھ کو معلوم نہین کہ کیا حال گزرا یہ سن کر حلیمہ اور اس کا شوہر سخت سراسیمہ اور حیران ہوئے اور ترسان اور لرزان حضرت کی طرف دوڑے افتان اور خیزان جب آپ کے پاس پہونچے حضرت کو زندہ پایا کیا دیکھتے ہین کہ حضرت پہاڑ پر جلوہ فرماہین اور طرف آسمان کے نگاہ کرتے ہین اور چہرہ مبارک حضرت کا اس وقت منور تھا حلیمہ کو دیکھ کر حضرت نے تبسم فرمایا حلیمہ دوڑ کر آپ کو لپٹ گئین اور نہایت پیار سے حضرت کے سر و چشم کو بوسہ دیا اور سب ماجرا پوچھا آپ نے فرمایا کہ اے مادر مہربان بھائیون کے ساتھ مین کھڑا تھا کہ ناگاہ دو شخص اور ایک روایت میں تین شخص ظاہر ہوئے ایک کے ہاتھ مین طشت زمرد کا دوسرے کے ہاتھ مین ابریق نقرہ مجھ کو بھائیون کے درمیان سے اٹھا کر پہاڑ پر لے گئے اور ایک نے بلطف اور نرمی لٹادیا اور میرا سینہ تاناف شق کیا اور مین اس وقت دیکھتا تھا اور کچھ درد والم مجھ کو معلوم نہ ہوتا تھا پھر ہاتھ میرے پیٹ مین داخل کر کے رودون کو نکالا اور برف کے پانی سے دھو کر صاف کر کے بجائے خود رکھا پھر دوسرا شخص اٹھا اور اس نے ہاتھ میرے پیٹ مین ڈالا اور میرے دل کو اپنے مقام سے نکالا اور شق کیا ایک نقطۂ سیاہ خون آلودہ اسے نکال کر پھینکا اور کہا هذا حظ الشيطان منك يا حبيب الله یہ حصہ شیطان کا تھا تجھ سے اے دوست خدا کے بعد اس کے میرے دل کو معرفت حق ار یقین صادق اور نور ایمان سے بھر کر اس کے مقام پر رکھدیا اور ایک خاتم نور سے مہر کی کہ اس کی خوشی ابتک ہے پھر ہاتھ میرے سینہ کے شگاف پر پھیرا وہ شگاف فی الفور بھر گیا اور سینہ میرا جیسا تھا ویسا ہو گیا پھر سب نے آسمان کی طرف پرواز کی اور مین ان کو دیکھتا تھا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً　　عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

القصہ جب حلیمہ حضرت کو پہاڑ سے لے کر گھر مین گئین ان کے شوہر اور آدمیون نے صلاح کر کے کہا کہ حضرت کو پہونچادو حلیمہ حضرت کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئین راقم الحروف کهتا هے که جو اس رساله کا مختصر کرنا منظور تها اس واسطے اور روایتیں نهین لکهین اوپر اسکے اختصارکیا بعد چند روز کے مکہ مین پہونچکر عبدالمطلب کے سپرد حضرت کو کیا عبدالمطلب نے حلیمہ کو بہت راضی کر کے

رخصت کیا۔

اب یہان سے حلیہ شریف شروع ہوتا ہے اے مسلمانو دین اسلام کی اس بات کو خوب گوش ہوش سے سنو اور دل مین یقین صادق لاؤ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً　　عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تھے حبیب حضرتِ پروردگار　　سب سے خوشرو بس مزین شاندار

تـــــمـــــت

اس سے آگے اصل ہمارے پاس موجود نہیں لہٰذا یہین تمام کیا جاتا ہے، فقیر اس رسالہ کو **ذکر میلاد مبارک** کے نام سے مسمّی کرتا ہے جو حضرت مؤلف قدس سرہٗ کے سال وصال کا مشعر ہے اور اس میلاد کا سن تالیف بھی اس سے آگے متجاوز نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تفصیل اسباب تبرکات خاندانی

بلاحظۂ اصل ہشتم جمادی الاول ۱۲۶۶ھ ہجری لغایت شب نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۶ھ بالمشافہہ برادر کلاں[1] وخورد[2] وشاہ بخش وجملہ اطفال ہر سہ برادران در مسجد ومکان پنچایت[3] ۔ سپرد[4] ہر یک بلاکم وکاست ۔

ڈبہ موے شریف آمد خاندان حافظ جمال الدین | ڈبہ سرخ چوبی

ڈبہ چوبی یک	ڈبہ نقرئی یک	موے مبارک[5] دو شاخ در انبوبہ نقرئی غلافی یک	موے ریش حضرت حسنین رنگ اشہب ۲	پر تلا ریشمین سبز معہ قسمہ ملحق معہ چپراس عاج یک	پر تلا مشر مع قسمہ ملحق یک	پر تلہ ناد علی بران بافتہ است یک
رومال سفید کہنہ ریشمی ۲						

[1] شاہ آل رسول صاحب ۱۲ احمد میاں [2] شاہ غلام محی الدین ۱۲ منہ [3] کہ حالا بمکان کچہری موسوم است دور زمان سابق در یک درجہ آں کہ حالا داخل حویلی سجادہ نشینی سید مہدی حسن صاحب است تبرکات شریفہ نہادہ بودند چنانچہ حضرت سیدی والد ماجد بن فقیر فرمودہ بودند محمد میاں [4] یعنی این فہرست ۱۲ احمد میاں [5] یعنی موئے مبارک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ احمد میاں

ڈبہ سرخ وسبز زنجیر دار[1]

در پوٹلی ۳

تسبیح عقیق سرخ یک	تسبیح الیق کانچ یک	تسبیح زیتون یک	تسبیح سیپاری یک	سمرن بلور ۳

متفرقات

تکمیہ خاک شفا یک

تسبیح زیتون یک	سمرن کہربار یک	تسبیح مالا اسناسی یک	تسبیح صندل والد مرحوم یک	تسبیح زیتون خورد یک

دو شکستہ ودکابت

تھیلی خورد چھینٹ چین سفید زمین
تکمیہ نجف موے ۲ ۔ ۱

تسبیح سفید بلوری در پارچہ سبز یک

از پٹاری چرم در ڈبہ آمد از اسباب جہیز (شاہ) محمد صادق تبدیل کردہ شد

در چھوٹی ڈبی انبوبہ نقرئی کلاں تر موے شریف قدیم یک	در چھوٹی ڈبی نقرئی دگر خورد موے مبارک حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ علیہ السلام یک	معہ صندل در ڈبہ مسطور

در ڈبہ سبز چوبی حوز ونگین کار کمانگری

موئے مبارک حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی در چھوٹی ڈبی شب چپے دار حجرا[2] معہ صندل در پارچہ سفید بستہ در رومال چین بستہ یک

[1] این لفظ در اصل صاف نخواندہ شد ۱۲ احمد میاں [2] شاہ آل برکات قدس سرہ ۱۲ منہ [3] یعنی موئے شریف حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہ روح اللہ ۱۲ احمد میاں۔

در پٹاری نرئی مع قفل بے کلید
و بستہ گیروا

از ڈبی چوبی سیاہ بے سرپوش در ڈبی سبز دوم شاہ محمد صادق والا داشتہ

[illegible] (vertical note)

ڈبی بے سرپوش مع یک عینک شکستہ معہ خانہ — یک

دوات [illegible] (vertical note)

ڈبی [illegible] (vertical note)

بر تلا ریشمی سنگ خیبری در تھیلی جزدان رنگ سبز زربفت و بالائے آں جزدان — یک

کھار واکہ ریشم میشود[1] — یک

تسبیح سلیمانی — یک

چیراس دندان فیل — یک

در تھیلی سفید بستہ

موئے شریف نامعلوم در چھوبچی جستی کلان در تھیلی سفید بستہ — یک

در رومال کہنہ بستہ

کشتی یشب کندہ دعا — یک

پیالہ یشب کندہ کسے دعا — یک

در پٹاری کہنہ چرم

کلاہ معہ کتبہ مولوی غلام جیلانی سہسوانی علاقہ ریشمی در کاغذ پیچیدہ — یک

تبرک مکہ مکرمہ سیاہ در رومال بوسیدہ بستہ — یک

تبرک سیاہ غلاف مکہ مکرمہ بوسیدہ — یک

نقشہ بیت اللہ شریف مکہ مکرمہ و نقشہ مدینہ منورہ — ۲

[1] یعنی آن سنگ ریشم می شود ۱۲ محمد میاں [2] حضرت سیدی والد ماجد این موئے شریف را موئے مبارک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در خاندان برکات نوسیانیدہ اند کہ از عہد اعلی شاہ عبد الجلیل ۱۲ محمد میاں

کفنی چٹائی[1] پوشیدن فقرا مع کلاہ یعنی تاج — ۲

خشت سنگی سنہری زیر بالین حضرت مرتضی علی سرخ طلائی چھاپہ در رومال ریشمین سرخ بستہ — یک

نعلین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکے در رومال بستہ یکے در رومال ریشمین بستہ

درگٹھری سجادہ نشینی

۲ کرتے و یک کلاہ

کرتہ صندلین تنزیب معہ کلاہ حضرت شاہ برکت اللہ صاحب کہ روز زیارت ہر یک سجادہ نشین می پوشد

کرتہ	کلاہ
یک	یک

کرتہ حضرت سید آل محمد صاحب مثل نیم خرقہ صندلین پارچہ سفت کہنہ — یک

خرقہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ ریشمین مثل بکری سفت کندہ — یک

خرقہ خلافت ہمین است کہ از شاہ برکت اللہ بہ شاہ آل محمد عنایت شدہ (vertical margin note)

کرتہ شاہ حمزہ صاحب صندلین و سوزنی ڈوریا دو عدد مع شاہ آل احمد صاحب — ۲

شاہ آل احمد صاحب صندلین (diagonal note)

سوزنی سفید شاہ حمزہ صاحب — یک

کرتہ باریک ململ شاہ آل برکات صاحب عرف ستھرے صاحب — یک

در بستہ گٹھری سفید کہنہ نہادہ است

[1] شاید این لفظ چینائی باشد در اصل نقطہا متروک است ۱۲ محمد میاں

قدم شریف در پارچہ بستہ دو[۵۱] یک یک — دو عدد ریشمین کسنہ یک، سفید یک
رومال سرخ سبز و آسمانی مونگیا ریشمین معہ کمخواب و چھاپا وتحریر کلمہ و درود وغیرہ ہفت عدد ۷
رومال چھینٹ چین سرخ وسبز وغیرہ دو عدد ۲

رومال قدیم معہ منقش کہ بر موئے شریف انداختہ می شود یک
دمعہ رومال انداختن بر موئے شریف سفید زرد سہ عدد ۳ — سفید ۲، زرد یک

درصندوقچی رنگین چھاپہ امواکار کمانگری

دو قطعہ خط مرسلہ از طرف میر بدلے سانڈنی والا بابت قرضہ سید آل برکات صاحب تعدادی یکہزار یک صد روپیہ المارے

تبرکات مکہ شریف در پارچہ بستہ یک پوٹلی

مہر سجادہ نشینی درگاہ شاہ برکت اللہ در تھیلی بند شدہ یک

در ڈبی خورد سرخ مبلغ یک روپیہ چہار گوشہ تحریر کلمہ برنجی ونقرئی یک عدد

ڈبی سرخ خالی یک

تختی ریشب سبز یک

سیلی بوسیدہ در کاغذ یک

گل خاک شفا قدرے

مہر فقیران شاہ آل محمد یک

تھیلی زرد خالی یک

۵۱ یعنی در دو پارچہ بستہ ۱۲ محمد میاں

مہر قطعہا دو یکے صاحب اولاد و یکے صاحبان[۵۳] خورد

اسباب متفرق

صندوق کلاں تبرکات یک

صندوق خالی کتب والا بلا قفل یک

چوکی مع تکیہ یک

صندوق دگر چوبی بالاسرپوش یک

بر دروازہ کوٹھا تبرکات سہ قفل ہر سہ[۵۲] برادران

گھڑونچی چوبی یک

درگٹھری کھارو ۲۱

چادر ریشمی چین زرد اطلس چینی یک

آستی یعنی شطرنجی نشستن در باغات حضرت اچھے صاحب یک

گٹھری مسطور یک

سنگہا

سنگ تاریخ ہا سہ عدد ۳

سنگ کلاں سرخ بٹی یک

چوکی چوبی کندہ درود ہا و دعا ہا یک

صندوق کاغذات اسناد کلاں پر از بیع نامجات وغیرہ مقفل یک

کھرل سماق مع دستہ وخانہ آمدہ کو اتھ وغیرہ یک

۵۱ یعنی حضرت شاہ اولاد رسول ۱۲ محمد میاں ۵۲ یعنی حضرت شاہ غلام محی الدین ۱۲ منہ

۵۳ یعنی شاہ آل رسول وشاہ اولاد رسول وشاہ غلام محی الدین ۱۲ محمد میاں۔

گھڑیاں معہ دو پیالہ یعنی کٹورا گھڑی سہ رقم شدید ۳

سوائے گھڑی ہا یک موگری یک

کھرل سنگی کلان معہ دستہ سنگ سرخ یک

اسال[۴] اچھے میاں سلمہ[۵] چڑے دونی تپائی یک ۲

کلس ہا برنجی سہ عدد ۳

کفل وغیرہ[۶] چھاپا شکستہ سہ عدد ۳

ہانڈی شیشہ سفید معہ سرپوش ہا یعنی جھا بارو شنی ۲

(حاشیہ: …بست و سہ پارچہ یعنی … ۲۳ پارچہ)

چادر ہا ۱۱ عدد

چادر مزار حضرت حضرت شاہ حمزہ صاحب چھینٹ قلم کار ریشمی سفید رنگ یک

چادر مزار حضرت صاحب البرکات صاحب چھینٹ مرقع سوتی یک

چادر مزار شاہ آل محمد صاحب چھوٹی[۷] سبز و اطلس سفید معہ تبرک مدینہ منورہ جاشیہ مشجر یک

چادر مزار سید آل برکات صاحب کمخواب سرخ بوتہ کلان یک

چادر مزار والدہ صاحبہ تاش یک

چادر مالوہ سرخ مزار شاہ حمزہ صاحب مع تبرک مکہ معظمہ یک

چادر اطلس انگریزی مشجر مزار حضرت سید شاہ آل احمد صاحب۔ یک

شامیانہ اطلس انگریزی مشجر مزار شاہ آل احمد صاحب یک

شامیانہ حضرت شاہ حمزہ صاحب چھینٹ چین سرخ یک

چادر مزار شاہ آل محمد صاحب سفید مرقوم درود و دعا ہا و کلمہ وغیرہ یک

بستہ چادر ہا یک عدد یک

مکہ معظمہ یک

---

۱ فہمیدہ نمی شود در اصل ہم چنین بے نقطہ است ۱۲ محمد میاں ۲ فہمیدہ نمی شود کہ چہ نوشتہ ۱۲ محمد میاں

ہشت عدد مع بستہ

مصلی و جائے نماز ہا سوائے بستہ

نزد رمضانی ۴ — در مسجد ۸

جائے نماز شطرنجی[۱] سرخ رنگی ساخت اکبر آباد نو تیار سیاہ یک

جائے نماز چھینٹ چھاپہ وغیرہ نشان محراب ہا وغیرہ پارچہ قدیم یک نیلا گل دار یک سرخ

جائے نماز چھینٹ چھاپہ کا تگنج پارچہ سہ محرابی دو عدد ۲

جائے نماز شطرنجی سرخ قدیمی ۱۴ مصلی کہنہ در مسجد یک

جائے نماز سفید خانہ برادر خورد کہنہ چھاپہ در مسجد است ہفت محراب بلکہ زائد در مسجد است یک

و یک در مسجد سفید سطرنجی پیش امام یک محراب ست یک

بستہ جائے نماز ہا کہنہ یک

فہرست تمام شد۔ در اصل بعد این شش صفحہ سادہ است

و بر حاشیہ صفحہ چہارم این عبارت مرقوم است

رسید[۲] روپیہ ہمشیرگان کاغذ اختر جہان کو بجری ہبہ نامہ سید ارشاد حسین بنام بہار فاطمہ

اقرار نامہ نقارہ ہا بوفاتن۔ خطوط نجم الدین حید ربابتہ نذر سالیانہ عاریت نامہ دوکان بھرجی بہاری تمولی اسیر شیلو زرگر

اقرار نامہ بھڈریان کاغذ تفصیل اسباب تبرکات یک جز عاریت نامہ[۳]

عاریت نامہ خیراتی بھرجی۔ عاریت نامہ بھڈریان۔

---

۱ در اصل صاف خواندہ نمی شود ۱۲ محمد میاں ۲ خواندہ نمی شود ۱۲ امنہ ۳ کاغذ دریدہ شدہ ۱۲

گوشۂ فقیہ اعظم ہند

خراج عقیدت

بخدمت فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری
حضرت شاہ مفتی شریف الحق صاحب قادری برکاتی
قدس سرہٗ

”برکاتی مفتی“-ایک تاثر

امین ملت الحاج ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب
صاحب سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ

وے لوگ ”ہم“ نے ایک ہی شوخی میں کھودیئے
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھان کے

فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری حضرت علامہ شاہ مفتی شریف الحق قادری برکاتی رضوی امجدی علیہ رحمت ورضوان کادم قدم اہل سنت کے لئے غنیمت نہیں ایک نعمت تھا۔ سنیت کے لئے ان کی محنت وخدمت ع

نصف صدی کا قصہ ہے دوچار برس کی بات نہیں

ان کی علمیت ، خدمات، سیرت اور قربانیوں پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ یہ چند تاثرات اس ذات گرامی صفات کے لئے صرف عقیدت ومحبت کے جذبات ہیں۔

وہ سلسلۂ برکاتیہ میں حضور صدرالشریعہ علیہ رحمت ورضوان کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ ان کے سر پر خلافت واجازت کا تاج شیخ المشائخ حضور سیدی احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان نے درگاہ برکاتیہ میں عین عرس قاسمی کے ایام میں رکھا تھا۔ خلافت کی نعمت حاصل ہونے پر مفتی صاحب قدس سرہٗ کا تاثر تھا:

”خلیفہ بننے سے پہلے عام رعایا میں محسوس ہوتا تھا کہ ہوں اور خلیفہ بننے کے بعد بااختیار منصب دار ہوگیا۔“

مفتی صاحب دینی تعلیم کی امجدی روایت کے وہ جید عالم تھے جو خود اپنی ذات سے روایت ساز تھے ۔ حضور صدرالشریعہ کو ایک مدت تک انہوں نے فتاوۃ سنائے ۔ مفتی صاحب برسہابرس حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ان کے نائب مفتی بن کر رہے۔ اس دربار گہربار سے مفتی صاحب نے بہت کچھ حاصل کیا۔ وہ اپنے وقت کے اکابر

مشائخ عظام وعلمائے کرام کے صحبت یافتہ تھے۔

مفتی صاحب کے علمی کارنامے گوناگوں موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں جو ان کی کتابوں کی فہرست سے ظاہر ہے۔ اشرف السیر، مقالات شارح بخاری، اسلام اور چاند کا سفر، فتنوں کی سرزمین کون۔ نجد یا عراق، اثبات ایصال ثواب، امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر - منصفانہ جائزہ، اذان خطبہ کہاں ہو، تنقید بر محل اور پھر بخاری شریف کی ضخیم شرح جو نو جلدوں پر محیط ہے۔ اسکے علاوہ، ایک محتاط اندازے کے مطابق انہوں نے ۵۰ ہزار سے زیادہ فتاویٰ تحریر فرمائے۔

پیرومرشد حضرت تاج العلماء علیہ رحمت ورضوان نے مفتی صاحب قدس سرہٗ کی کتاب ”اشک رواں“ بہت پسند فرمائی تھی۔ اس واقعے پر نصف صدی سے زیادہ کا وقت گزر چکا ہے۔

بڑے ابا حضور سید العلماء علیہ رحمت ورضوان نے ایک بار بستی کے ایک جلسہ میں فرمایا۔

”اعلیٰ حضرت نے صدرالشریعہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پایئے گا اور میں کہتا ہوں کہ موجودہ دور میں تفقہ جس کا نام ہے وہ چند اکابر کو چھوڑ کر مفتی محمد شریف الحق امجدی میں زیادہ پاؤ گے۔“ (بروایت مولانا عبدالحق صاحب شاگردِ رشید شارح بخاری)

میرے والد ماجد حضور سیدی احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان نے فرمایا

”انسان کے لئے لازم ہے کہ جس طرح چھان بین کے بعد اپنے معالج کا انتخاب کرتا ہے اسی طرح غور وفکر اور تحقیق کے بعد کسی کو اپنا مفتی بنائے۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ کے بعد بہت سوچ سمجھ کر ہم نے نائب مفتی اعظم مفتی محمد شریف الحق امجدی کو اپنا مفتی بنایا ہے۔ یہ ”برکاتی مفتی“ ہیں۔“

والد ماجد علیہ رحمت ورضوان جب مفتی صاحب قدس سرہٗ کی تکلیف کے بارے میں مطلع ہوتے تو مضطرب ہوجاتے اور فوراً تعویذ لکھ کر روانہ فرماتے اور تعویذ کو استعمال کرنے

کا طریقہ تفصیل کے ساتھ تحریر فرماتے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری کے فتاوئی پر بہت اعتماد کرتے تھے ۔ حضور حافظ ملت علیہ رحمت ورضوان اور حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ شارح بخاری کے فتاوئی کی تعریف و تحسین فرماتے تھے۔

ماہنامہ کنزالایمان اکتوبر ۱۹۹۹ء میں شارح بخاری کو "فقیہ اعظم ہند" کا خطاب دینے کی تجویز ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی نے پیش کی جس کی تائید و تصدیق رئیس القلم علامہ ارشد القادری مدظلہ، مفتی محمد میاں ثمر دہلوی اور مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی دہلوی کی جانب سے ہوئی

شارح بخاری کی علمی خدمات، فقہی بصیرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے خانوادے کے اسلاف کے باطنی اشارے پر عرس قاسمی برکاتی کے موقع پر ۲۰؍رجب المرجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱؍اکتوبر ۱۹۹۹ء کو سینکڑوں علماء و مشائخ اور ہزاروں سامعین کی موجودگی میں قل شریف سے چند لمحے پہلے اس خادم نے اعلان کیا کہ یہ فقیر برکاتی خادمِ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی حیثیت سے حضرت شارح بخاری کو "فقیہ اعظم ہند" کا خطاب دیتا ہے اور ان سارے مشاہیر علماء کرام کے سامنے اس بات کا اعلان کرتا ہے اور بمبئی میں منعقد ہونے والے جشن شارح بخاری میں اس خطاب کا اعادہ کرتے ہوئے برکاتی فاؤنڈیشن کی جانب ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر گولڈ میڈل اور دوسرے اعزاز واکرام بھی پیش کئے۔ جشن شارح بخاری جس دینی شان و شوکت اور جذبۂ محبت و عقیدت سے بمبئی میں ان کے چاہنے والوں نے منایا اب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے جسے لوگ دیر تک یاد رکھیں گے۔

میرے والد ماجد علیہ رحمت ورضوان شارح بخاری سے بڑی انسیت رکھتے تھے۔ عرس کے دوران بار بار خدام سے معلوم کرتے کہ "ہمارے مفتی صاحب" تشریف لائے کہ نہیں۔ ادھر شارح بخاری کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ مجھے اپنے ہوش میں ایسا کوئی عرس قاسمی یاد نہیں جس میں وہ حاضر نہ ہوئے ہوں۔ مفتی صاحب قدس سرہٗ کے قیام وطعام کا انتظام برخوردار رفیق ملت سید نجیب حیدر سلمہ کے ذمہ رہتا تھا جس کی تاکید حضور والد ماجد علیہ رحمت ورضوان کی طرف سے تھی۔

مفتی صاحب قدس سرہٗ میں زبردست لحاظ تھا۔ میں نے آج تک انہیں اپنے والد

ماجد علیہ رحمت ورضوان کے سامنے بحالتِ خنداں نہیں دیکھا، صرف زیر لب تبسم ہی پایا۔ جشن شارح بخاری کے موقع پر برادرِ طریقت امین سلایا صاحب کے یہاں دعوت طعام کے بعد مفتی صاحب ٹانگ کی معذوری کی وجہ سے پلنگ پر بیٹھ گئے۔ یہ فقیر اپنے برادرِ خورد سید محمد اشرف قادری برکاتی سلمہ کے ساتھ اسی کمرے میں مفتی صاحب سے ایک خصوصی معاملے میں مشورت کے لئے حاضر ہوا۔ وہ فوراً پلنگ سے جوانوں کی سی سرعت سے اترے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ ہم نے لاکھ لاکھ انہیں پلنگ پر بٹھانا چاہا لیکن وہ آخر تک راضی نہ ہوئے ناچار ہم تینوں نے وہ گفتگو فرش پر بیٹھ کر مکمل کی۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی اور معاملہ وہی ہے کہ ع

عشق بن یہ ادب نہیں آتا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ انسان کی پہچان تین وقتوں میں ہوتی ہے ۔ سفر، معاملت اور پڑوس۔ مجھے عمرے کے واسطے سے اور افریقہ کے دورے میں ان کے ساتھ سفر کا موقعہ ملا۔ معاملت کے بھی کئی معاملے سامنے آئے اور دورانِ سفر ان کا پڑوس بھی ملا۔ بفضلہٖ تعالیٰ میں نے انہیں ہر مقام پر مفتی پایا، ہر جگہ شریف دیکھا اور ہر موقعے پر حق پر پایا۔

مفتی صاحب قدس سرہٗ نے ۵۰ ہزار سے زائد فتوے لکھے۔ امید ہے کہ ان کے مخلصین اور شاگرد ان فتاوئی کو مرتب کر کے کتابی شکل میں جلد از جلد منظر عام پر لائیں گے۔

اللہ رب العزت قادر مطلق سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے طفیل میں مفتی صاحب قدس سرہٗ کو اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔ ان کے اعزہ اور لواحقین مخلصین اور شاگردوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم اہل سنت کو "برکاتی مفتی" کا بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیہ اعظم ہند-ایک تاثر

پروفیسر سید جمال الدین اسلم صاحب

میرے عزیز بھانجے سید سبطین حیدر سلمہ‘ نے ای-میل کے ذریعہ حضرت فقیہ اعظم ہند شارح بخاری علامہ محمد شریف الحق قادری برکاتی رضوی امجدی کے سانحہ ارتحال کی اطلاع دی۔ دل کو ایک دھکا لگا کہ ہمارے ’برکاتی مفتی‘ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ بچپن سے انہیں خانقاہ برکاتیہ کے اعراس کی محفلوں میں دیکھتا آیا تھا۔ ان کے مواعظ کو ہمیشہ بہت ذوق و شوق سے سنا کرتا تھا۔ ان کا ظاہری رکھ رکھاؤ بھی ایسا تھا کہ دل از خود ان کی طرف جاتا تھا۔ سدا انہیں متبسم پایا۔ ان کے نورانی چہرے پر انتہائی سکون اور اطمینان دور سے پڑھا جاسکتا تھا۔ اس لئے انکے وصال کی خبر پڑھ کر جب میں نے انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اپنے دینی و علمی سرائے کی طرف رجوع کیا تو سورۃ الفجر کی آخری چار آیات نے میری رہنمائی فرمائی:

يَـاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٢٧	اے اطمینان والی جان
اِرْجِعِىْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٢٨	اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی
فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ٢٩	پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو
وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ٣٠	اور میری جنت میں آ

ان آیات کو پڑھا اور سمجھنے کی کوشش کی تو ’برکاتی مفتی‘ رحمۃ اللہ علیہ کے پرنور ”حسنی“ چہرہ پر درخشاں اطمینان کی وجہ دل پر روشن ہو گئی کہ وہ اللہ سے راضی رہے تو اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور پھر وقت آیا کہ اللہ رب العزت نے انہیں اپنے خاص بندوں میں داخل ہونے کے لئے بلالیا، اپنی جنت میں بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے برکاتی مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس ہزار سے زائد فتاویٰ لکھے۔ فتاوی کی اساس قرآن و حدیث پر

ہوتی ہے یعنی جو مسائل مفتی کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں ان کے جواب میں مفتی بتاتے ہیں کہ اللہ کا کیا حکم ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کا کیا حکم ہے۔ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کا حکم ماننے والوں کے لئے قرآن حکیم یہ مژدہ سناتا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ٥ سورة النساء : ٦٩

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔)

برکاتی مفتی رحمۃ اللہ علیہ کا نصب العین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول تھا۔ قرآن و حدیث پر عامل تھے اور اسی پر عمل کرنے کا فقہی حکم جاری فرماتے رہے۔ اس لئے مجھے پختہ یقین ہے کہ بے شک ہمارے برکاتی مفتی ہم سے تو جدا ہو گئے لیکن انہیں ان کے اور ہم سب کے آقا و مولیٰ سرور کائنات ﷺ کے طفیل میں اور اللہ رب العزت کے حکم سے ان کی رفاقت ملی ہے جن کی رفاقت کی تمنا ہر مومن کے دل میں جلوہ افروزہ ہے۔

پھر برکاتی مفتی رحمۃ اللہ علیہ ہم سے صرف اس طور پر جدا ہوئے ہیں کہ وہ اپنی ظاہری شکل و صورت میں ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن ان کے رشحات قلم، ان کے پند و نصائح نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے بھی رہنما بنے رہیں گے۔

البتہ ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ ان کے علم کے وارث اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان کی صف میں سے کوئی تو اس مقام کو پہنچے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) جسے سید ملت اور امین ملت خانقاہ برکاتیہ میں وعظ و نصیحت کے لئے برکاتی مسند رسول پر برکاتی مفتی کے قائم مقام کے منصب پر فائز کریں گے۔ آنکھیں لگی رہینگی۔ شارح مسلم، شارح ترمذی، شارح ابی داؤد، شارح نسائی، شارح ابن ماجہ کا انتظار رہے گا۔

مرشدِ اعظم ہند حضور احسن العلماء کے چہیتے

فقیہِ اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

محمد اکبر قادری برکاتی

نحمدہٗ و نصلی علی رسوله الکریم و علیه افضل الصلوٰۃ والتسلیم

میں پورے اعتماد کے ساتھ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قادری برکاتی امجدی قدس سرہٗ کو اپنے مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ کی کرامت کہہ سکتا ہوں۔ وہ نورانی منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ نے حضرت مفتی صاحب کو برکاتی تاج یعنی خلافت سے نوازا اور ان کے سر پر نورانی عمامہ باندھا۔ مفتی صاحب کی آنکھوں سے ساون بھادوں برس رہا تھا اس وقت تک مفتی صاحب نائب مفتی اعظم ہند کے نام سے جانے جاتے تھے مگر حضور احسن العلماء کی ان پر ایسی نظر کرم ہوئی کہ دنیا انہیں فقیہ عصر اور شارح بخاری جیسے بھاری بھر کم الفاظ سے پکارنے لگی اور جب جانشین مرشدِ اعظم ہند امین ملت حضرت علامہ ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کی نظر کرم ہوئی تو انہوں نے مفتی صاحب کو سینکڑوں علمائے کرام اور ہزاروں زائرین کی موجودگی میں عرس قاسمی منعقدہ ۱۹۹۹ء میں "فقیہِ اعظم ہند" کے لقب سے نوازا اور "نزہۃ القاری شرح بخاری" کی تکمیل پر اعزازی چادر عطا کی۔ ع

"یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے"

مفتی صاحب کے بارے میں کچھ لکھنا یا ان کے کسی علمی کارنامے پر روشنی ڈالنا کسی وسیع النظر فقیہ اور عقیل و فہیم ادیب کا کام ہے۔ مجھ جیسے کم علم اور بے سواد انسان کا کام نہیں چونکہ وہ میرے مرشد کے بہت چہیتے تھے اور میرے مرشد ان سے بہت محبت فرماتے تھے اس لئے مجھے بھی ان سے بہت محبت ہے یہی وجہ ہے کہ میرے دل نے چاہا کہ میں مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے تعلق سے اپنے مختصر تاثرات قلمبند کردوں۔

جس طرح اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کا نام

سن کر میرے دل کی کلی کھل اٹھتی تھی اور کھل اٹھتی ہے اسی طرح اب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے ترجمہ و شرح احادیث بخاری نزہت القاری کا نام سن کر مجھے کیف و سرور حاصل رہتا ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کے بعد اہلسنت و جماعت کو اردو میں کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں رہی اسی طرح نزہۃ القاری شرح بخاری کے بعد اب اردو زبان میں کسی شرح کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

مفتی صاحب کے فتاویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں مستند حوالوں سے مزین ہوتے ہیں۔ ان کے یہاں باریک بینی، دور اندیشی اور وقت کی ضرورت کو خوب مد نظر رکھا گیا ہے۔ آسان اور سلیس انداز تحریر ہوتا ہے جس سے ہر خاص و عام فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مفتی کا کام حق و باطل کو واضح کرنا اور احکام خدا اور رسول کو کماحقہٗ صادر کرنا ہوتا ہے اور یہ کام بڑا مشکل اور ہمت کا ہوتا ہے اسلئے کبھی کبھی ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ مفتی صاحب کے مزاج میں ذرا سی ترشی ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ مفتی صاحب نہایت رحم دل اور ہمدردِ قوم و ملت تھے۔

رحمدل اور ہمدرد کے علاوہ مفتی صاحب فراخ دل بھی تھے اس کی مثال ان کا وہ کارنامہ ہے جس سے قوم انہیں یاد بھی رکھے گی اور قیامت تک ان کے نامۂ اعمال میں ثواب جاریہ اور نیکیاں لکھی جائیں گی اور وہ ہے تقریباً چھ لاکھ روپئے کی وہ خطیر رقم جو تقریباً پینسٹھ کلو گرام چاندی کے وزن کی ہوتی ہے جو کہ انہیں ممبئی میں جشن شارح بخاری کے موقع پر چاندی میں تولا گیا تھا حاصل ہوئی تھی اور انہوں نے اس رقم کا ایک تہائی حصہ رضا اکیڈمی ممبئی اور دو تہائی حصہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کو پیش کر دیا تھا۔

مفتی صاحب سیدنا اعلیٰ حضرت اور حضور غوث پاک کے سچے عاشق تھے اور جب بھی ان بزرگوں کا ذکر ہوتا ان کی عجیب کیفیت ہوتی تھی بہت ہی ادب اور شایانِ شان القاب کے ساتھ نام لیتے تھے۔

میں نے تقریباً تیس سال مفتی صاحب کو دیکھا، تقریریں سنیں کچھ خدمت کا موقع بھی ملا عرس قاسمی مارہرہ شریف میں کھانا وغیرہ علماء کو کھلاتے وقت۔ مجھے یاد نہیں عرس قاسمی مارہرہ شریف میں کسی سال ان کی حاضری نہ ہوئی ہو۔ عرس قاسمی کی اختتامی قل شریف کی محفل میں ان کی آخری تقریر ہوا کرتی تھی۔ اس ضعیفی اور طول عمری میں بھی ان کی آواز میں

بجلی کی سی کڑک اور ایمانی کھنک تھی۔

دینی و علمی معاملات میں وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ فن مناظرہ میں بھی اپنے ہم عصروں مین نمایاں مقام رکھتے تھے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک جید عالم مولوی خلیل احمد بجنوری کو جب شیطان ملعون نے انگلی دکھائی اور اسے اعلیٰ حضرت سے حسد پیدا ہوا اور وہ حسد اسے کفر کی دہلیز تک لے گیا۔ اس کا پیچھا مفتی صاحب نے اس وقت تک کیا جب تک دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نہ ہو گیا اس دوران مرشدِ برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ کی سرپرستی انہیں برابر حاصل رہی۔

جب کبھی نجدی وہابیوں یا دیوبندی ندویوں نے کوئی گل کھلایا مفتی صاحب نے تقریری اور تحریری طور پر اس کا منہ توڑ جواب دیا جس کی مثال ابھی حال ہی میں نجدی لوگوں نے ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ کی مقدس والدۂ محترمہ کا مزار شریف جو مقام ابواء میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے راستہ میں پڑتا ہے توڑ دیا اور اس کے راستے میں غلاظت وغیرہ ڈال دی اور آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ کی پیاری والدہ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے مفتی صاحب کی غیرت ایمانی جوش میں آئی اور انہوں نے قرآن و حدیث کے حوالے سے ثابت کر دیا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مواحدہ و مومنہ ہیں۔ ان کا یہ مضمون الجامعۃ الاشرفیہ کے ماہانہ رسالہ اشرفیہ میں چھپ چکا ہے۔ میں نے خود اپنے پیر و مرشد حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ سے سنا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا میرے والدین تم سب کے والدین سے بہتر ہیں اور میں اپنے والدین سے بھی بہتر ہوں۔

مفتی صاحب میں سیاسی اور سماجی بصیرت بھی خوب تھی اور ذی حس بھی تھے۔ مردم شناسی اور انتظامی امور میں ماہر تھے۔ ان کا علم تازہ تھا اور اس وقت پائے کے علمائے کرام ان کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے حج بھی کئے او عمرے بھی۔ انہوں نے ملک و بیرونِ ممالک تبلیغی دورے بھی کئے۔ انہیں متعدد ایوارڈ اور اعزازات سے نوازا گیا۔

مفتی صاحب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے وقت کے ماہر علم و فن، متقی پرہیزگار علمائے کرام و اولیائے عظام جیسے حضور تاج العلماء مارہروی، حضرت صدر الشریعہ، حجت الاسلام، حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت محدث اعظم ہند، حضرت حافظ ملت، حضور سید العلماء اور حضرت احسن العلماء علیہ الرحمۃ سے براہِ راست فیض حاصل کیا۔

مفتی صاحب اس معاملہ میں بھی مخصوص نظر آتے ہیں کہ ان کی حیاتِ ظاہری ہی میں "معارف شارح بخاری" کے نام سے ان کی مکمل سوانح حیات شائع ہوئی اور انہوں نے اپنے عظیم کارناموں کی پذیرائی خود اپنی آنکھ سے دیکھی۔ ہر شخص کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ اس نے جو کچھ کیا ہے اس کو سراہا جائے اس سے دوسروں کی بھی ہمت بڑھتی ہے اور انہیں حوصلہ ملتا ہے۔

بہر کیف مفتی صاحب ایک ذمہ دار شخصیت اور ماہر دینیات تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے سنی علمی دنیا میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے پیارے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں دعا ہے کہ ان کے جانشین و وارثوں کو صحیح معنی میں ان کا جانشین و وارث بنائے اور پھر کوئی ایسی ہی پر وقار شخصیت ان کے خاندان یا شاگردوں میں ابھرے جو قوم و ملت اور جماعت اہلسنت کی بھرپور خدمت انجام دے۔ آمین بجاہِ حبیبہٖ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

خلیفۂ حضور احسن العلماء
شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی نور اللہ مرقدہٗ
بقلم خود

نام	:	محمد شریف الحق
تاریخ پیدائش	:	١٣٤٠ھ دن اور مہینہ معلوم نہیں
مقام پیدائش	:	محلّہ کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو مشرقی یوپی انڈیا
والد کا نام	:	عبد الصمد دلال صاحب
تعلیمی لیاقت	:	فاضل فل درس نظامی قدیمی
والدہ کا نام	:	سکینہ

ان کی کوئی نصیحت ، دادا چچا ماموں کی نصیحت :
والدہ کا وصال شعور پختہ ہونے سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور دادا صاحب کا وصال میری پیدائش سے پہلے۔ چچا اور ماموں کا زمانہ پایا مگر ان لوگوں کی کوئی نصیحت یاد نہیں۔

ننھیال ، ددھیال یا سسرال میں کوئی عالم یا صوفی ھوئے ھیں تو انکے نام اور ضروری معلومات : میری چوتھی پشت میں اوپر حضرت مولانا خیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں جو عالم ظاہر و باطن عارف باللہ تھے ،ذاکر شاغل تہجد گذار بزرگ تھے، بلاناغہ مسجد میں جاکر تہجد پڑھتے پھر ذکر و مراقبہ کرتے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے بعد بھی اوراد و وظائف میں مشغول رہتے نماز اشراق پڑھ کر گھر واپس آتے انہیں کی نسل سے صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف بہار شریعت بھی ہیں۔

تعلیم : درجۂ چار تک پرائمری قدیم فارسی نصاب سکندر نامہ تک قرأت بروایت حفص درس نظامی قدیم مکمل بشمول امور عامہ مسلم الثبوت شمس بازغہ اقلیدس افتاء۔

اساتذہ کے نام ابتداء سے اخیر تک : مولوی غلام یٰسین، مولوی محمد

شریف ، ماسٹر علیم اللہ ، مولوی حکیم احمد علی صاحب ، (گھوسی کے اساتذہ) (مبارکپور کے اساتذہ) مولانا سید شمس الحق ، مولانا غلام محی الدین بلیاوی ، مولانا ثناء اللہ صاحب مئوی، مولانا محمد سلیمان صاحب بھاگلپوری ، استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب حافظ ملت بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور (میرٹھ) جناب مولانا سید غلام جیلانی صاحب، جناب مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی (بریلی) حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰی رضا خان صاحب، حضرت صدر الشریعہ ابو العلی مولانا امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت۔ اخیر کے دو بزرگوں سے کچھ احادیث بھی پڑھی ہیں مزید افتاء کی تعلیم و تمرین انہیں دونوں بزرگوں سے حاصل کی ہے۔

اپنے کن اساتذہ نے متاثر کیا وہ اساتذہ کن علوم میں ماھر تھے ان سے متعلق یادیں : اساتذہ میں سے جس نے مجھ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ سر فہرست ہیں ان کی کسی خاص فن میں امتیازی شہرت نہیں میں نے ان سے نحو، تفسیر، حدیث، منطق، فلسفہ، عقائد پڑھا میں نے ان کو ان تمام علوم میں بحر بیکراں پایا دوسرے حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب ہیں میں نے ان سے صرف دورۂ حدیث پڑھا ہے اور میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ یہ علم حدیث میں اپنے وقت کے ابن حجر عسقلانی اور بدر الدین محمود عینی تھے ان کی خدمت میں حمد اللہ کے سبق میں بھی بیٹھ جاتا ان کو منطق کا بھی ماہر پایا ان کی خدمت میں فتوٰی نویسی کی ابتداء کی تھی میں نے ان کو فقہ اور عقائد کا بھی امام وقت پایا حضرت صدر الشریعہ ، حضرت مفتی اعظم ہند قدست اسرارہم کے بارے میں کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضرت صدر الشریعہ کی جامعیت اور عبقریت سب کو معلوم ہے کہ آج پوری دنیا میں اہل سنت کے علماء، فضلا، خطباء، ادبا، مشائخ کی غالب اکثریت حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ ہی کے بواسطہ یا بلاواسطہ فیضیاب ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند نے چونکہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری نہیں رکھا اسلئے ان کی شہرت فقہ اور عقائد کے علاوہ دوسرے علوم میں نہیں ہوئی لیکن میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ بھی جملہ علوم معقول و منقول کے امام تھے ایک بار دار العلوم منظر اسلام کے ایک مدرس جو حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے کچھ کدورت بھی رکھتے

تھے فلسفہ کے ایک مسئلہ پر بحث کرنے آگئے وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت مفتی اعظم ہند نے کبھی فلسفہ پڑھا ہوگا اب بھول گئے ہونگے انہوں نے جب بحث شروع کی میں بھی حاضر تھا مجھے بھی وسوسہ گذرا اور میں نے چاہا کہ ان کو بحث نہ کرنے دوں غالباً حضرت مفتی اعظم ہند میرے اس خطرے پر مطلع ہوگئے اور کچھ جلال کے ساتھ فرمایا کہ یہ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں آپ کیوں بیچ میں دخل انداز ہورہے ہیں بہرحال انہوں نے اپنا سوال پیش کیا اور حضرت مفتی اعظم ہند نے ایسا محقق مدلل مسکت جواب دیا کہ وہ دم بخود رہ گئے اپنی ملائی کے باعث کچھ نہ کچھ بولتے ضرور رہے لیکن بے جان باتیں۔ میں تو دنیا سے مخاطب ہوکر کے اپنے اساتذہ کے بارے میں یہ کہتا ہوں

اولئك ساداتی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یاجریر المجامع

آپ کو علم کی کس شاخ میں زیادہ دلچسپی تھی تفسیر، حدیث، فقہ یا کوئی اور

کیا آپ سمجھتے ھیں که عصری علوم کا مطالعه بھی ضروری ھے : میرے خیال ہی میں نہیں بلکہ اپنے تجربہ کی روشنی میں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء خصوصاً مبلغین اور مفتی صاحبان عصری علوم کو ضرور حاصل کریں اس کے بغیر جدید پیدا ہونے والے مسائل کا حل ممکن نہیں نیز معاندین اسلام کے اوہام و شبہات کا ازالہ بھی ممکن نہیں۔

آپ کو دستار فضیلت کس نے پیش کی : گستاخی معاف—پیش کی— پیش کی نہیں—عطا فرمائی۔ بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ مجھے میرے مرشد برحق حضرت صدرالشریعہ قدس سرہٗ اور مسند وقت حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ اور حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ اور حضرت محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل سردار احمد صاحب اور استاذ العلماء حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے میرے سر پر دستار فضیلت باندھا۔ پندرہ شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ میں دارالعلوم منظر اسلام کے جلسۂ دستار بندی میں۔

آپ کا کیا مشغله ھے : اس وقت بائیس سال سے فتویٰ نویسی اور تبلیغ دین کی خدمت انجام دے رہا ہوں اس کے قبل تدریس بھی میرے ذمہ تھی۔ والد صاحب کا مشغلہ بہت چھوٹی موٹی تجارت تھی۔

کھاں کھاں ملازمت کی : مدرسہ بحر العلوم مئو، مدرسہ خیر الاسلام حسین آباد جپلہ ضلع پلاموں، مدرسہ سنیہ حنفیہ مالیگاؤں، مدرسہ عین العلوم گیا، شمس العلوم گھوسی، فضل رحمانیہ، پچ پیڑوا ضلع بلرام پور، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، جامعہ عربیہ انوارالقرآن بلرام پور، مدرسہ ندائے حق جلال پور، جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

موجوده ملازمت : جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

موجوده پته : نوشوال لغایت ۱۱ شعبان جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی کوڈ نمبر ۲۷۶۴۰۴۔

۱۲ شعبان لغایت ۸ شوال برکات نگر کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو یوپی پن کوڈ نمبر ۲۷۵۳۰۴۔

بیعت و خلافت : ۱۳۵۹ھ میں حضرت صدرالشریعہ مولانا ابوالعلی محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلۂ برکاتیہ رضویہ میں مرید ہوا میں نے حضرت صدرالشریعہ میں علم ظاہر و باطن، تصلب فی الدین، اتباع شریعت، زیادہ پایا اس لئے ان سے بیعت ہوا۔

نیز حضرت ہی نے ۱۳۶۷ھ کے شوال میں سلسلۂ برکاتیہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی نیز حضرت مفتی اعظم ہند نے بتاریخ ۱۷ ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو سلسلۂ برکاتیہ رضویہ کی اجازت کے ساتھ ساتھ رسالہ مبارکہ "النور والبهاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء" میں مندرج تمام سلاسل حدیث و طریقت کی اجازت عطا فرمائی نیز ۱۴۰۲ھ میں عرس قاسمی کے موقع پر قل کے وقت احسن العلماء زین الاصفیاء سرکار حضرت مولانا شاہ حافظ حسن میاں صاحب مارہروی برکاتی قدس سرہٗ العالی تاجدار مسند غوثیہ برکاتیہ مطہرہ نے اپنے خاندان عالیشان کے تمام سلاسل جلیلہ کی اجازت عطا فرمائی اور دستار بندی فرمائی۔ نیز حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے خاص سلسلۂ معمریہ منوریہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی جو سلسلۂ برکاتیہ کے علاوہ اور طریقے سے ہے۔

حضور تاج العلماء، سید العلماء، احسن العلماء رضوان الله علیهم اجمعین میں سے کس کو آپ نے برتا: حضرت تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے اور ملاقات سے میں مشرف نہیں ہوسکا میری تالیف "اشک

رواں" حضرت کی خدمت میں پیش ہوئی حضرت نے اسے بہت پسند فرمایااور میرے حق میں دعا فرمائی اور بہت سی جگہوں پر حضرت نے اس کتاب کو بھجوایا۔ حضرت سید العلماء واحسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے بارہا ملاقاتیں بھی ہوئیں اور ان کے ساتھ کئی کئی دن تک رہنے کا اتفاق بھی ہوا ان دونوں بزرگوں کی کرم نوازی اور ذرہ پروری آج بھی یاد آتی رہتی ہے۔ ان حضرات سے میرے تاثر کا سبب ان حضرات کے عقیدے کی پختگی اور ان کا تصلب فی الدین، استقامت علی الحق، حق گوئی اور اس بارے میں کسی ملاحت کرنے والے کی ملامت اور دنیوی سود وزیاں کی پرواہ نہ کرنا ہے۔

جب آپ کے شیخ طریقت نے آپ کی خلافت کا اعلان کیا تو کون کون علماء ومشائخ محفل میں موجود تھے : حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے رات میں تنہائی میں خلافت عطا فرمائی تھی تہجد کے وقت۔ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے جب خلافت عطا فرمائی تو علماء کا کثیر مجمع تھا جن میں سے صرف حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب رضوی یاد ہیں۔ حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ نے عرس قاسمی کے قل والی مجلس میں قل سے پہلے اعلان فرمایا تھا سبھی حضرات شہزادگان موجود تھے علماء میں صرف حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھ یاد ہیں اور احباب میں جناب مولوی بشیر احمد صاحب اُرئی والے ویسے کثیر علماء موجود تھے۔

آپ کو اس وقت کیا محسوس ہوا تھا:

ع میں کیا جانوں رات کی بات

زبان پر برکاتی قفل لگا ہوا ہے برکاتی مئے کش کتنی ہی پلاتے جائے پیتے چلے جایئے پی کر بہکنے والے نہیں کہ میخانے کی بات میخانے سے باہر ہو سکے میاں آپ کیا چاہتے ہیں دار الافتاء میں بیٹھے رہنے دیں گے یا نہیں؟

خلیفہ بننے سے پہلے کیا محسوس کرتے تھے اور بعد میں کیا محسوس کرتے ھیں: خلیفہ بننے سے پہلے عام رعایا میں محسوس ہوتا تھا اور خلیفہ بننے کے بعد با اختیار منصب دار ہو گیا۔

خلافت کس جگہ اور کس تاریخ کو عطا ہوئی : گذر چکا کہ حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ نے ۱۴۰۴ھ کے عرس قاسمی میں خانقاہ برکاتیہ کے اندر

قل کے وقت عرس کے منبر پر عطا فرمائی تھی چونکہ عرس قاسمی کی تاریخیں معین نہیں اور اتفاق سے اس سال کی تاریخیں یاد بھی نہیں۔

خلافت ملنے کے بعد آپ کی اپنی شیخ طریقت سے جو پھلی گفتگو تھی وہ کیا تھی ؟ : چونکہ احسن العلماء قدس سرہٗ نے صرف سلاسل جدیدہ کی اجازت دی تھی اور یہ بلا طلب تھی خلافت ملنے کے بعد میری پہلی گفتگو حضرت سے یہی ہوئی میں نے عرض کیا حضور سلاسل قدیمہ کی بھی اجازت عطا فرمائیں فرمایا پھر دیکھا جائے گا۔

کیا آپ کے شیخ طریقت نے آپ کو خط لکھے ان کی نقل آپ نے جواب لکھا اگر اس کی نقل ھو : سرکار احسن العلماء قدس سرہٗ سے میری کافی خط وکتابت تھی لیکن وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں ضائع ہو گئے یا کہیں ایسی جگہ دب گئے کہ مل نہیں رہے ہیں مخصوص خطوط کا ایک بکس جس میں اور بھی نوادر تھے مثلاً اس مخصوص حزب یمانی کا وہ نسخہ جسے حضرت مفتی اعظم ہند نے پڑھ کر سنایا تھا وہ کوئی سارق اٹھالے گیا میں کوشش کروں گا اگر کچھ خطوط مل گئے تو اس کی زیروکس کاپی حاضر کروں گا۔

آپ کے شیخ طریقت سے دنیاوی امور یا دینی امور میں جو گفتگو وقتاً فوقتاً کی اسے نقل فرمادیجئے : میری حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ سے بہت کافی دنیوی امور پر بھی اور دینی امور پر بھی بات چیت ہوئی ہے کبھی کبھی دو دو تین تین گھنٹے تک ہوئی ہے لیکن وہ باتیں اچھی طرح یاد نہیں اور جب اچھی طرح یاد نہیں تو ان کو نقل کرنے میں کچھ ردوبدل ہو سکتا ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں اس وقت میں بے حد مصروف ہوں فرصت ملنے پر سوچوں گا اور قطعی طور پر جو باتیں یاد آجائیں گی ان کو لکھ کر حاضر کردوں گا۔

آپ کے شیخ طریقت آپ کو کیا کھہ کر مخاطب کرتے تھے : مفتی صاحب۔ ہمارے مفتی صاحب۔

آپ کو اپنے شیخ کی سیرت کے کس پھلو نے بہت زیادہ متاثر کیا دیگر پھلو کا بھی ذکر کیجئے : مجھے حضرت احسن العلماء قدس

سرہٗ کی سیرت کے اس زریں پہلو نے سب سے زیادہ متاثر کیا کہ آپ مذہب حقہ اہل سنت و جماعت خصوصاً مسلک اعلیٰ حضرت کے اعلیٰ درجے کے پابند تھے اور اس میں اتنا تصلب تھا کہ کم بینوں کو تعصب کا دھوکہ ہوتا تھا مسلک اعلیٰ حضرت میں نہ ادنیٰ سی مداہنت خود فرماتے تھے اور نہ اس کو برداشت فرماتے تھے اگر کسی اپنے مرید یا متعلق کو مسلک اعلیٰ حضرت سے ذرا بھی ذرے کے برابر بھی متجاوز دیکھتے تو برداشت نہیں کرسکتے تھے وہ اپنے آپ کو کتنے ہی نیاز مند ظاہر کرے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتے تھے الاستقامة فوق الكرامة کی عملی تصویر تھے۔ ایک بہت مشہور سلسلے کے افراد ہیں جن کا تعلق تاج العرفاء حضور اچھے میاں صاحب کے عہد پاک سے ہے اس خاندان کے بہت سے افراد بعض مشائخ برکاتیہ کے استاذ بھی ہیں اور یہ لوگ ظاہری نیاز مندی اور عقیدت ظاہر کرنے میں سب سے آگے بھی ہیں اور یہ لوگ جب بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے احسن العلماء ان کے شایان شان ان کی آؤ بھگت فرماتے مگر جب انہوں نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ایک فتوے پر کچھ ناروا جملے استعمال کردیئے تو حضور احسن العلماء قدس سرہٗ نے ان لوگوں سے بالکلیہ تعلقات منقطع فرمادیئے ہندوستان کے ایک بہت بڑے سنی خطیب ہیں اور وہ حقیقت میں سنی صحیح العقیدہ ہیں عقیدے کے معاملے میں ان کے اندر ذرا بھی ان میں لچک نہیں مگر سیاسی ماحول میں پھنس کر بدمذہبوں کے ساتھ کبھی کبھار کھاپی لتے ان کے ساتھ اسٹیج پر تقریر بھی کرلیتے ایک دفعہ کچھ لوگوں نے گذارش کی احسن العلماء سے عرس قاسمی میں انہیں بھی مدعو فرمائیں جلال آگیا فرمایا وہ بدمذہبوں سے ملتے جلتے ہیں ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں میں ان کو مدعو کروں گا؟ یاد رکھئے وہ کبھی ازخود بھی آگئے تو منبر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دوں گا تقریر تو دور کی بات ہے۔ رہ گئے احسن العلماء کی سیرت کے دوسرے پہلو ان کو میں نے ماہنامہ اشرفیہ کے سیدین نمبر کے لئے جو مضمون احسن العلماء پر لکھا ہے وہ حضور کے یہاں نظر ثانی کے لئے موجود ہے تکلیف فرماکر اسے ملاحظہ کرلیں میں ان کے کس کس پہلو کا ذکر کروں علم ، فضل، زہد ورع، اخلاق، کرم، علمانوازی، بلکہ علماء کا اعزاز واکرام، کشف وکرامت، تصرف، استجابت دعا۔ کن کن باتوں کو ذکر کروں ان سب کے باوجود تواضع، فروتنی، ایسی کہ ہم جیسے لوگ شرم سے پانی پانی ہوجاتے عرس کے ایام میں کثیر بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے عوام ہیں کہ گرے پڑتے ہیں باہر نکلنا تو الگ حویلی کے اندر سجادے پر بیٹھنا مشکل ہے لیکن عادت کریمہ تھی کہ

قل کے روز اس بوڑھے غلام کی قیامگاہ پر ایک بار ضرور تشریف لاتے۔

ع چپ ہو رہا ہوں کہہ کے کہ کیا کیا کہوں تجھے

کیا آپ نے خلافت ملنے کے بعد سلسلے کا اجراء کیا : اللہ کے فضل سے تھوڑا بہت کیا ہے۔

آپ نے خانقاہ برکاتیہ کا ذکر کس عمر میں سنا : یہ یاد نہیں اتنا یاد ہے کہ شعور پختہ ہونے کے بعد ہی سے خانقاہ برکاتیہ سے متعارف ہوا اور اس کا سبب حضرت صدرالشریعہ قدس سرہٗ کی ذات گرامی تھی۔

آپ کو خانقاہ برکاتیہ آنے کا شوق کیوں پیدا ہوا : اس کا بنیادی داعیہ یہ ہوا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ خانقاہ برکاتیہ ہی سے مرید تھے ذہن میں پہلا نقش یہی ثبت ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ جس خانقاہ کے مرید ہیں وہ خانقاہ سب سے بڑی خانقاہ ہوگی۔

اعراس جو خانقاہ میں منعقد ہوتے ہیں ان کی نوعیت آپ کو کیسی لگتی ہے : بہت عمدہ اور بہت اچھی۔

درگاہ خانقاہ کے انتظامات آپ کو کیسے لگتے ہیں : بہت اچھے اور مناسب۔

خانقاہ برکاتیہ کے علمی و روحانی وقار کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے : ہندوستان کی جن خانقاہوں کو میں جانتا ہوں ان سب میں خانقاہ برکاتیہ بہت باوقار ہے علمی اعتبار سے بھی اور روحانی اعتبار سے بھی اگرچہ بظاہر خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین نے باقاعدہ کسی مدرسہ میں دینی نصاب نہیں پڑھا ہے لیکن ان حضرات کو دینی معلومات عقائد کی بھی اور اعمال کی بھی اتنی زیادہ ہے کہ اس دور میں نناوے فیصد مدرسہ کے فارغین میں نہیں اس کا سبب بزرگوں کی دینی ماحول میں تربیت اور مسلسل تعلیم وتلقین اور کثرت مطالعہ اور روحانی فیض ہے۔

خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز کیا ہے : خانقاہ برکاتیہ کے امتیازات مندرجہ ذیل ہیں:

ا یہ حضرات تحقیقی طور پر سید ہیں جس میں نہ کہیں داغ ہے اور نہ کہیں لوچ اور اس کی

دلیل ان خانقاہ کے افراد کے وہ اخلاق ہیں جو اخلاق نبوی کے مانند ہیں۔

۲ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پورے طور سے پابند جس میں کوئی مداخلت اور پلپلا پن نہیں۔

۳ ان کا سلسلہ بلاشبہ متصل اور بیعت وارشاد کے اصول کے عین مطابق ہے جس میں کہیں کوئی خلاء نہیں، ان کا سلسلہ سلسلۃ الذہب ہے۔

۴ شریعت کے کماحقہ متبع ہیں خلاف شرع کسی بات کو گوارہ نہیں کرتے۔

۵ استقامت علی الحق اور حق کی اعانت ونصرت اور ہر باطل کا رد و تردید ان کا طرۂ امتیاز ہے۔

۶ علماء کرام کا کماحقہ اعزاز واکرام کرتے ہیں انتم الاعبید لآبائی کے غرور میں آکر یا جلب منفعت کی امید میں مالداروں اور سیٹھوں کو ان پر ترجیح نہیں دیتے۔

۷ مریدین سے کوئی طمع نہیں رکھتے بلکہ عند الضرورت اپنے مریدین کی کافی امداد واعانت کرتے ہیں میرے علم میں ہے کہ حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ نے ایک عالم کو علاج کے لئے پچیس ہزار روپے نقد یک مشت عطا فرمایا تھا اور اپنی بارگاہ کے اس بوڑھے ناکارہ غلام پر ایک بار نہیں متعدد بار کرم فرمایا۔

۸ عرس کی تقریبات میں کوئی رسم خلاف شرع یہاں رائج نہیں سارے مراسم عرس شریعت کے دائرے میں ادا ہوتے ہیں ایام عرس میں پابندی کے ساتھ پنج وقتہ وقت معینہ پر اذان اور باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اهل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان قادری برکاتی رحمة الله علیه کی خانقاه کے نسبت کے تعلق سے کیا شیخ طریقت نے آپ کو کوئی تحفه دیا کیا وه محفوظ هے : نہیں عطا فرمایا۔

اهل سنت کی آواز قدیم و اهل سنت کی آواز جدید کے بارے میں آپ کا کیا تبصره هے : ’’اہل سنت کی آواز‘‘ قدیم کا میں بالاستیعاب میں نے مطالعہ کیا ہے جس کی روشنی میں میں کہہ سکتا ہوں کہ اس رسالۂ مبارکہ میں مذہب حقہ اہل سنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ایسے وقت میں ترجمانی اور نشرو

اشاعت کی ہے جبکہ ہر طرف سکوت طاری تھا بلکہ جس وقت کہ مذہب اہل سنت وجماعت کے بعض احکام کی صریح خلاف ورزی ہو رہی تھی ہندوستان کے جرائد ورسائل میں اہل سنت کی آواز قدیم کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے بلاخوف لومۃ لائم حق ظاہر فرمایا اور اعلانیہ شائع فرمایا یہ رسالہ جن نامساعد حالات میں نکلتا تھا خود ایک بہت اہم معاملہ ہے۔ جنگ اعظم کے اثرات سے ان دنوں نہ آسانی سے کاغذ مل رہا تھا اور نہ کسی رسالے کے لئے پرمیشن مل رہا تھا۔ یہ حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ کی کرامت ہی تھی کہ رسالہ نکل رہا تھا اسی رسالے نے اس رسالے کے مدیر حضرت سید العلماء قدس سرہٗ کی علمی ادبی عظمت میرے دل میں بیٹھائی اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ عام طور پر خانقاہیں شمشیر وسنان اول طاؤس ورباب آخر کی مصداق ہے لیکن یہ متبرک مقدس خانقاہ ہمیشہ اول بھی آخر بھی طاؤس و رباب سے دور رہی بلکہ طاؤس ورباب شکن رہی اور اول بھی شمشیر وسنان کی مالک رہی اور آج بھی فرق اتنا ہے کہ جب آہنی شمشیر وسنان کا زمانہ تھا تو اس کے دھنی تھے اور آج جبکہ قلمی سیف وسنان کا زمانہ ہے اس کے بھی یہ لوگ دھنی ہیں۔

کیا آپ سمجھتے هیں که خانقاه کے موجوده مشائخ اور شاهزادگان قدیم روایات خانقاه کی حفاظت کررهے هیں کیا دوسرے تقاضوں سے واقف هیں؟: جی ہاں خانقاہ برکاتیہ کے موجودہ مشائخ و شہزادگان خانقاہ شریف کی قدیم روایات کی حفاظت بھی فرما رہے ہیں اور جدید تقاضوں سے بھی واقف ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ قدیم برکاتی شراب کو جدید عمدہ سے عمدہ اچھے سے اچھے ظروف میں بھر کر دنیا کو پلا رہے ہیں جس کی دلیل دن بدن عرس مبارک کے مجمع کی زیادتی ہے مجمع کی زیادتی اس عظیم تناسب سے ہو رہی ہے کہ ہم جیسے بوڑھوں کو سوچنا پڑتا ہے کہ اس میں شریک ہوں یا نہ ہوں اس لئے کہ علماء نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ حجر اسود کا بوسہ لینے کے لئے نہ کسی کو دباؤ اور نہ دبو نہ کچلو کچلاؤ

رسمے ست کہ مالکان تحریر آزاد کنند بندہ ٔ پیر

مگر یہ جذبہ صرف سوچنے کی حد تک ہے ورنہ جب عرس قریب آتا ہے تو

ع دیدنت دشوار و نادیدن ازاں دشوار تر

کشاں کشاں لئے ہوئے پہونچا ہی دیتی ہے۔

ان کی دینی و تبلیغی کاوشوں کے بارے میں کیا کھنا چاھیں گے : اس خانقاہ کی دینی و تبلیغی کاوش قابل صد ستائش ہے۔ البتہ خواہشمندوں حاجتمندوں کی درخواستوں کے قبول کرنے کا تناسب اور بڑھا دینا چاہئے اگر اس پر عمل ہو گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا چشم سر سے دیکھ لے گی کہ اذا جاء نهر الله بطل النحر الباطل ۔

کیا آپ نے ادارہ برکات کے بارے میں سنا؟ : جی ہاں سنا اور بانی ادارہ کی زبانی سنا اور بہت کچھ سنا یہ وقت کی سب سے اہم اور مفید ضرورت ہے خدا کرے جلد اس کی تکمیل ہو جائے میں تو اب بوڑھا از کار رفتہ ہو چکا ہوں سوائے دعا کے اور کچھ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ اس ادارے کو جلد مکمل کرائے اور اس کے فیض کو پوری دنیا میں پہونچائے میری آرزو ہے کہ میں وہ دن دیکھوں اور ادارے میں حاضر ہو کر دنیا کو سناؤں

جو ابر یہاں سے اٹھا ہے وہ سارے جہاں پر برسا ہے
اور جو ابر یہاں سے اٹھے گا وہ سارے جہاں پر برسے گا

قال بفمه و امر برقمه
محمد شریف الحق امجدی
خادم الافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور
یکم رجب ۱۴۲۰ھ ۱۱/۱۰/۹۹ء

خط منجانب حضور احسن العلماء بنام مفتی شریف الحق صاحب

مورخہ ۱۳/۳/۱۴۱۲ھ۔ 24/9/1991
مکرمنا المحترم علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب زید مجدکم السامی
السلام علیکم ثم وعلیکم السلام والرحمۃ

بفضلہ تعالیٰ طالب خیریت بخیر ہوں

گرامی نامہ کچھ تاخیر سے ملا۔ پتہ کی نگارش میں لفظ "ایٹہ" لکھ دیا گیا تھا اس لئے وہ ایٹہ پہنچا اور وہاں سے ۳؍ یوم کے بعد یہاں کے لئے "Posted" کیا گیا۔ آئندہ کے لئے کاتبین کو ہدایت فرمائیں صرف اتنے پتہ ہی پر مجھے خط لکھیں:۔

S.H.Qadri,107, Po. MAREHRA, Dist:- ETAH ,(U.P.)

اکثر بھائی لکھنے والے ایٹہ اور مارہرہ دونوں کی جو قانونی اسپیلنگ ہے اوس میں غلطی کر دیتے ہیں۔

مندرجات کو پڑھنے کے بعد میرے عمل نے مجھے اشارہ دیا "سحر" تو نہیں کیا گیا ہے البتہ اس "حرکت شنیعہ" کے پیچھے "مخالفین وحاسدین" کا پورا پورا ہاتھ ہے بہر حال ایک عدد نقش خاندانی جس پر نمبر ا لکھا ہے بھیج رہا ہوں اسے موم جامہ فرما کر پاک کپڑے میں سلوا کر مستقل اپنے گلے میں رکھیں۔ اگر کسی وجہ سے گلے میں نہ رکھیں یا رکھنا نہ چاہیں تو پھر جس "تکیہ" کو رات میں یا دن میں سوتے وقت سر کے نیچے لگاتے ہیں اوس غلاف میں ڈال کر سر کے نیچے رکھیں۔ نمبر ۲ کھلے ہوئے کاغذ پر جو نقش ہے اوسے دفتی پر چپکا کر "دار الافتا" کے دروازہ داخلہ پر لٹکا دیں ایسے کہ اوس کے نقوش کا رخ باہر کی جانب رہے تا کہ جو شخص یا اشخاص اندرون دار الافتاء داخل ہوں اون کی نظر پہلے اس "تختی" پر پڑے پھر وہ اندر داخل ہوں۔ اس طرح ہر وہ آدمی جو خدانخواستہ کسی بری نیت سے اندرون دار الافتاء داخل ہونا چاہے گا نقش پر نظر پڑنے کے ساتھ ہی اوس کی آنکھوں میں اندھیرا آکر کافی دیر کے لئے وہ بیکار ہو جائے گا۔ نہ ہل سکے گا نہ چل سکے گا نہ آگے بڑھ سکے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ میں نے خط پڑھتے ہی اس سلسلہ میں "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کا خاندانی عمل شروع کر دیا ہے کہ "حاجات قہری" کے لئے مشائخ مارہرہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے خانوادۂ عالیہ میں اسی طرح منقول و ماثور ہے۔ میں آپ کو بھی انہیں "مقاصد" کے لئے اس عمل کی اجازت دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے بھی آپ مجاز و ماذون ہوں۔

بہت زیادہ محتاط اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ محترم کھلے ہوئے مرتدین و مبتدعین تو ہیں ہی یہ جو بظاہر اپنے والے کہلاتے ہیں ان میں بھی جو "بغلی گھونسے" ہیں وہ اون اول الذکر سے زیادہ خطرناک ہیں مجھے اپنے حضور خال محترم ممدوح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بارگاہ غوثیت مآب میں پیش کردہ منقبت کا ایک شعر یاد آیا۔ فرماتے ہیں:۔

ل کے ماریں گھس کے پھاڑیں ایسے پرفن بھیڑیے بھولی بھیڑوں کے ہیں بنتے یہ نگہباں الغیاث

میری نظر میں ہماری جماعت کے مقتدر علماء کرام میں آپ ماشاء اللہ تعالیٰ بہت "سوجھ بوجھ" کے آدمی ہیں۔ لہٰذا میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے لہٰذا "ان من الحزم

لسوء الظن " کے پیش نظر ہر طرح کی احتیاط، ہوشیاری، پیش بندی اختیار فرماتے ہوئے "اعقل" ہمارا کام ہے اور "فتوکل" تو ہر مومن کا ایمان ہے۔

میں شاید اپنی "بساط" سے کچھ آگے بڑھ گیا لہٰذا میرے اس "بچپن" کو نظر انداز فرماتے ہوئے میرے حق میں دعاہائے خیر فرماتے رہیں۔ میں بھی تو کل لگ بھگ انہیں حاسدوں، مفسدوں، فتنہ پردازوں کی ریشہ دوانیوں سے دوچار ہوں لیکن جب یہ شعر پڑھ لیتا ہوں۔

سن لیں اعداء میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

تو ساری کلفتیں باذنہ تعالیٰ کافور ہو جاتی ہیں اور اپنے دل میں ایک عجیب سی خوشی محسوس کرنے لگتا ہوں۔

عرس سراپا قدس کے بارے میں اس سے پہلے تفصیلاً عرض کر چکا ہوں کہ ۱۶/۱۷ اکتوبر نہیں۔ ۲۶/۲۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء، دن ہفتہ اتوار ہے۔ ایک بار پھر آپ کی خدمت میں بہ صمیم قلب "شرکت عرس شریف" کی دعوت پیش کرتا ہوں کرم فرمائی کا منتظر رہوں گا۔ بواپسی ڈاک اپنے نظام الاوقات سے مطلع فرمائیں۔ ع

کرم نما وفرود آکہ خانہ خانۂ تست

اور

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

جواب وخیریت رسید خط اور اپنے پروگرام سے جلد مطلع فرمائیں جملہ احباب اہل سنت و برادران طریقت سلمہم کی خدمت میں سلام مسنون

والسلام خیر ختام
گدائے برکاتی
سید حسن بقلم خود
24/9/1991

قطعات تہنیت

فی شانِ شارح بخاری
علامہ مفتی شاہ محمد شریف الحق صاحب قادری برکاتی امجدی

نتیجہ فکر: سید محمد اشرف قادری برکاتی

بموقعہ جشن شارح بخاری، منعقدہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء، بمقام حج ہاؤس ممبئی
زیر صدارت: حضرت امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ

صبا باناز و ادا گلستاں میں آئی ہے
کلی کلی چمنِ دل کی مسکرائی ہے
چمن میں لالہ و گل اپنا زر لٹاتے ہیں
کہ آج "شرحِ بخاری" کی رونمائی ہے

خدمتِ دینِ حق ، جذبۂ بے ریا
تقویٰ و دانش و علمِ دینِ ہدیٰ
الفتِ شاہِ برکات ، عشقِ رضا
یہ بہم جب ہوئے تب یہ مفتی بنا

دنیوی مرحلہ ، مسئلہ دین کا
جس نے جس وقت پوچھا بتا کر دیا
اپنے استاد و مرشد کی شاگردی کا
حق یہ ہے حقؔ نے سب حق ادا کردیا

مذہب اعظم، مشرب اعظم اور مسکن بھی اعظم ہے
ان کا قلم بھی طاقتور ہے ان کا فن بھی اعظم ہے
مفتی شریف الحق صاحب کے سارے حوالے ارفع ہیں
چاہنے والا ان کا سوادِ اہلِ سنن بھی اعظم ہے

صدرِ شریعت، حافظ ملت، احسن العلماء، مفتی اعظم
سارے بڑوں کو ہم نے ان پر خوب ہی مائل دیکھا ہے
فیض طریقت، فیض شریعت ان سے کیوں نہ جاری ہو
حبِ نبی میں ہم نے ہمیشہ ان کو گھائل دیکھا ہے
شرحِ بخاری لکھ کر ان کو سیرت پر بھی لکھنا ہے
اسی۸۰ سال کے جسم میں ہم نے ایک جواں دل دیکھا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پروفیسر سید جمال الدین اسلم قادری برکاتی

گزشتہ سال کے " اهلسنت کی آواز" کے شمارے سے حضور احسن العلماء ، سراج الاصفیا، مرشد اعظم سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ کی تقاریر کو ضبط تحریر میں لانے کا سلسله شروع هوا ۔ قارئین نے اسے سراھا ۔ آڈیو کیسٹ کو سننا، سمجھنا اور سمجھ کرلکھناسل نهیں ۔ لیکن توفیق الٰهی سے مشکل کام بھی سهل هوگیا ۔ پیش نظر شمارے میں اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے هوئے دو تقریریں " نماز قائم کرو" اور " صبر کرو" کے عنوان کے تحت شائع کی جارهی هیں۔ ان تقریروں کو پڑھتے وقت قارئین اس بات کو مدنظر رکھیں که تقریر کا اسلوب کچھ اور هوتا هے اور تحریر کا کچھ اور ۔ اور حضور احسن العلماء قدس سرہٗ کی تقاریر تو دراصل تقریر کے عام اسلوب سے هٹ کر هوتی تهیں ۔ انهیں ملفوظات کی صنف میں رکھا جائے تو زیادہ مناسب هوگا ۔ اگر مشائخ کرام کے ملفوظات کا مطالعه کریں تو ان کا ایك اسلوب واضح طور پر سامنے آتا هے اور وہ هے سوال و جواب کا طریقه یعنی کرید کرید کر سوال کرنا اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کاشافی جواب دینا اور ساتھ هی جواب کو عملی زندگی اور زندگی کے تجربے سے جوڑ دینا ۔

صوفیائے کرام کاایك پسندیدہ شغل رها هے ، دین کو سهل بناکر پیش کرنا۔ " نماز قائم کرو" کے عنوان کے تحت جو تقریر نقل کی جارهی هے اس میں حضور احسن العلماء قدس سرہٗ ایك جگه نماز کے حکم کو اس خوبی سے پیش کرتے هیں که بے نمازی پڑھ لے تو توفیق الٰهی سے نماز پڑھنے کی طرف راغب هوجائے۔ اوراد و وظائف کی شرائط سخت هیں اورانهیں پڑھنا فرائض و واجبات میں نهیں آتا۔ دوسری طرف نماز هے ، پڑھنا فرض ، نهیں پڑھی تو گناہ گار ۔ اب ملاحظه کیجئے که نماز پڑھنے کے حکم کو حضور احسن العلماء قدس سرہٗ کس قدر سهل بناکر پیش فرماتے هیں : ایك مخصوص وظیفے کے دوران کے چلے کی شرائط بیان کرتے هوئے فرماتے هیں :" جب آپ اس چلّے میں هوں ، عمل صندونی کے ، صرف اس کے (منکوحه عورت) دوپٹے سے هاتھ چھل جائے تو دماغ خراب

هوجائے گا ، پلٹ جائے گا دماغ ۔ جب تك كه آپ کا چلّه پورا نه هولے آپ عورت یعنی اپنی منکوحه عورت کی اوڑھنی کو هاتھ نهیں لگاسکتے ۔ عورت تو الگ رهی اور وه بهی آپ کی منکوحه عورت کی اوڑھنی هے ، کسی اجنبیه کی نهیں هے ۔ الله اکبر ۔ تو یه خطرات نماز میں نهیں هیں۔ مان لو تهوڑی دیر کے لئے شیطان نے انگلی دکهائی اور اغوائے وصل هوا ۔ اور هماری ایك آدھ وقت کی قضا هو گئی ۔ الله نے پهر توفیق عطا فرمائی اور هم نے الله کی دی هوئی توفیق سے قضا پڑھ کر ادا کرلی ۔صحیح هے نا ؟ اتنا هی تو هوگا که وهی نماز پهر پڑھ لیں گے ۔ ارے بهائی وقت پر نهیں پڑھ پائے تو پهر دوسرے وقت پر پڑھ لیں گے ۔ قضا کا تو کوئی وقت هی نهیں ... سمجھ گئے ، پهر پڑھ لیں گے ۔ لیکن ایسا کوئی خطره نهیں هے که دماغ پلٹ جائے ، یا منه الٹا هوجائے ۔ خدانخواسته نصیب دشمناں اٹائیں شٹائیں باتیں کرنے لگیں ، ایسا کوئی خطره نهیں هے ...“ اس نصیحت میں بشری کمزوری کی طرف بهی اشاره هو گیا اور نماز جو فرض عبادت هے وه کس قدر سهل نسخه هے یه بهی واضح هو گیا ۔

پیش نظر دونوں تقریریں خانقاه بر کاتیه کی بر کاتی مسجد میں خطبهٔ جمعه سے پهلے کی هیں ۔ بر کاتی مسجد میں اذان ثانی ڈیڑھ بجے هوتی هے ۔ حضور احسن العلماء کا معمول تها که ایك بجے مسجد میں تشریف لاتے اور سنت مؤکده ادا کرنے کے بعد تقریباً آدها گهنٹه تقریر فرماتے ۔مقتدی حضرات منتظر رهتے که کب ’ میاں‘ تشریف لائیں اور هم ان کی نورانی تقریر سن کر فیض حاصل کریں۔ ان تقریروں کو سن کر اندازه هوتاهے که حضور احسن العلماء قدس سرهٗ اور بر کاتی مسجد کے مقتدیوں کے درمیان کتنا گهرا ذهنی اور قلبی ربط تها ۔ ذهنی ربط کا اندازه تو ان کے سوالوں اور مقتدیوں کے مختصر جوابات یا سبحان الله کی ندا سے هوجاتا هے اور قلبی ربط و تعلق کا اندازه اس سے هوتا هے که وه اپنے مقتدیوں کو بخوبی پهچانتے تهے ، ان کے ناموں سے انهیں پهچانتے تهے ۔مقتدیوں سے قلبی تعلق کا اندازه اس دعائے مغفرت سے بهی هوتا هے جو انهوں نے ا یك تقریر (به عنوان ” صبر کرو“) کے اختتام پر اپنے ایك مقتدی عبدالرشید مرحوم کے لئے کی ۔

سامعین سے ذهنی ربط قائم کرلینا حضور احسن العلماء قدس سرهٗ کے کمالات میں سے ایك تها ۔ موضوع کا انتخاب ایسا هوتاتها جس سے ایمان مضبوط هو ، دین کے تقاضے پورے هوں اور وه ایمانی قوت اور سمجھ حاصل هو که زندگی میں پیش آنے والی دشواریوں پر قابو پایاجاسکے ۔ ذهنی ربط قائم کیسے هوپاتا تها ۔ حضور احسن العلماء اپنے موضوع پر قرآنی حوالوں سے روشنی ڈالتے تهے اور قرآنی آیات کا اپنی زبان میں آسان ترین ترجمه کرتے تهے اور پهر اس کی تفسیر کے لئے ،

وضاحت کے لئے ایسا مضمون بناتے تهے که عام زندگی کا تجربه رکهنے والوں کے دل میں بات اترتی چلی جاتی تهی ۔ عوام کی بولی ٹهولی کا خیال رکهتے تهے ۔ محاوروں اور ضرب الامثال سے بات کو بالکل کهول کر رکھ دیتے تهے ۔ لیکن محاوروں کے استعمال میں احتیاط برتتے تهے کیونکه احترام مسجد اور احترام نبوت همیشه پیش نظر هوتا تها ۔

حضور احسن العلماء کی تقریروں (یا خطبات یا ملفوظات) کو سن کر ایسا محسوس هوتا هے جیسے کوئی استاد اپنے شاگردوں کو انتهائی شفقت کے ساتھ پڑھا رها هو۔ هر بات کو کهول کر رکھ رها هو که کند ذهن سے کند ذهن بهی بات کو دماغ میں بٹها لے۔ ان کی تقریر کو سن کر محسوس هوتاهے که وه کسی خاص دینی مقصد کے تحت کلام فرمارهے هیں۔

درس دینے کاایك طریقه یه هے که منتخب موضوع پر ضروری معلومات مهیا کردی جائیں ۔ درس دینے کاا یك اور طریقه یه هے که موضوع سے متعلق ضروری معلومات کے علاوه وه جزوی معلومات بهی دے دی جائیں جس سے نظر وسیع هوجائے ۔ حضور احسن العلماء قدس سرهٗ کی تقریروں کا ایك یه وصف بهی هے که وه ضروری معلومات دینے کے علاوه ایسی معلومات بهی عطا فرمادیتے هیں جس سے نظر میں گهرائی پیدا هو اس کے لئے انهیں موضوع سے هٹنا بهی پڑتا تها لیکن بات گهوم کر پهر موضوع پر آجاتی تهی اور سننے والوں کو یه محسوس هی نهیں هوپاتا تها که ’ میاں‘ کب موضوع سے هٹے تهے ۔ انهیں تو بس یهی محسوس هوتا تها که ’ میاں ‘لگتی بات کهه رهے هیں ۔ مسجد بر کاتی دراصل حضور احسن العلماء قدس سرهٗ کا اسلامی مدرسه اور وه خود اس اسلامی مدرسه کے ایك مشفق استاد تهے ، سمجهانے والے ، سمجهنے والی سمجھ سُجهانے والے استاد ۔ سبحان الله ۔

قارئین ! پیش نظر تقریروں کے مطالعے کے بعد محسوس کریں گے که حضور احسن العلماء قدس سرهٗ کو تاریخ سے کافی شغف تها ، نه صرف یه که وه ماضی کی تاریخ سے واقف تهے بلکه اپنے زمانه کی تاریخ کے گواه بهی تهے ۔ تاریخ کا ذوق انهیں قرآن حکیم سے ملا هوگا اور اپنے استاد محترم ، مرشد اجازت ، خال محترم مؤرخ خاندانِ بر کات تاج العلماء حضرت سید شاه اولاد رسول محمد میاں علیه الرحمة والرضوان کی صحبت کا فیض بهی انهیں بدرجهٔ اتم ملا اسی لئے ان کی تقریروں میں تاریخ کا عنصر شامل رهتا تها ۔ تاریخ کا حواله وه اس لئے بهی دیتے تهے که اس سے سبق حاصل کیا جائے ۔

انکساری حضور احسن العلماء کی طبیعت کاجوهر تها ۔ دوران تقریر وه

اپنے کو اپنی Audience سے بڑا بناکر پیش نہیں کرتے تھے، نہ اپنا کوئی امتیاز جتاتے تھے ۔ بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے کوعام آدمیوں جیسا ، بہت چھوٹا بناکر پیش کرتے تھے ۔ اس طرح بھی وہ اپنے سامعین کے ذهنوں هی سے نہیں بلکه ان کے دلوں سے بھی بہت قریب هوجاتے تھے ۔

شعر فہمی ان کا خاصا تھا ۔ اور کلام امام اهلسنت (علیه الرحمة والرضوان) کی تشریح میں تو انہیں ملکه حاصل تھا ۔ شاید ایك طویل مضمون تو اسی پر لکھا جاسکتا هے که انهو ں نے کلام امام اهلسنت کی شرح کس طرح بیان کی هے ۔ انشاء الله تعالیٰ اس پر بھی قلم اٹھایا جائے گا ۔

یهاں جو تقریریں پیش کی جارهی هیں ان کا زمانه ۱۹۹۲ء کا هے ۔ هندوستانی مسلمانوں کی زندگی میں ۱۹۹۲ء ایك سانحهٔ عظیم کی علامت بن گیا هے ۔ کیا کچھ نہیں هوا ۔ بڑے خطرات سامنے تھے لیکن خانقاه برکاتیه کے عظیم فرزند اور صاحب سجاده نے سیاسی بازی گری کا کوئی اثر خانقاه پر نه آنے دیا ۔ نه یه سیاسی موقف اختیار کیا اورنه وه ۔ میانه روی ان کا طرّهٔ امتیاز تھا هی اس پر خود همیشه استقامت دینی کے ساتھ قائم رهے اورا پنے پیرووں کو بھی اسی کی تلقین کی ۔ ۱۹۹۲ء کے مشکل دور میں انهو ں نے یهی فرمایاکه نماز کو وسیله بناکر دعاء کریں آفت ٹل جائے گی ۔ حضور احسن العلماء قد سرهٔ شیخ طریقت اور مرشد اعظم کے منصب پر فائز تھے ، نائب حضور صاحب البرکات تھے ، نائب سید شاه آل رسول تھے اور اپنے منصب کی ذمه داریوں سے بخوبی واقف تھے ۔ فرماتے هیں : " جهاں انهیں (نیتاؤں کو) میٹھا میٹھا ملتا هے سب هپ هپ کر کے کھاجاتے هیں اور کڑوا کڑوا قوم کے لئے چھوڑ دیتے هیں... لیکن نهیں، خانقاه برکاتیه کے غلام ، خانقاهِ برکاتیه کے جو خدّام هیں ، خانقاه برکاتیه کے صاحب البرکات نے یه تعلیم نهیں دی رضی الله تعالیٰ عنه که تم جذبات سے کھیلو، اپنے بھائیوں سے کھیلو نهیں ، میں نه کبھی جذبات سے کھیلا هوں ، میں صرف اپنی ذمه داری لے رها هوں- ... کبھی نه تمهارے جذبات سے کھیلا هوں ۔ بهت سے موقعے آئے ، سن ۹۰ ء میں بھی تمهیں یاد هوگا میں نے کبھی جذبات سے کام نهیں لیا ۔ اس لئے تمهاری خدمت میں جو کچھ عرض کیا هے اور تمهیں وهی طریقه بتایا هے جو طریقهٔ احسن هے آج بھی میں وهی تمهیں تعلیم کرنا چاهتا هوں- اپنی اپنی جگه پر اپنے اپنے کاموں میں مصروف رهو ۔ اور اسی بات پر تو هر مسلمان کا یقنی یقینی یقینی ایمان هے اور هونا چاهئے که جب تك الله نهیں چاهے گا کوئی همیں مار نهیں سکتا ... "

ان تقریروں میں جو یهاں پیش کی جارهی هیں ایك اور خاص بات نوٹ کی جاسکتی هے که حضور احسن العلماء قدس سرهٔ کسی بھی موضوع پر تقریر فرماتے

عقائد اهلسنت کا اس میں بھرپور ذکر هوتا اور اپنی سند قرآن حکیم فرقان مجید سے پیش فرماتے تھے اورایك هی مفهوم کی کئی آیات کا حواله دیتے تھے ۔ فرمایا : "قرآن پڑھتا هوں تمهارے سامنے قدم قدم پر کیونکه مجھے حدیث شریف زیاده نهیں آتی ... قرآن کا میں حافظ هوں الحمدلله ۔ وه تو میرے سینه میں محفوظ هے وهاں تو بقول شخصے چار گھڑے رس کے بھرے چور تکیں لے نه سکیں۔" قرآن کی دولت ان کے سینے میں آخر دم تك محفوظ رهی ۔ اس دولت کو انهو ں نے سنی مسلمانوں میں خوب خوب تقسیم کیا ، اور یه ایسی دلوت تھی که کبھی ختم نه هوئی ۔

اب تقریروں کو پڑھیئے اورا یمان تازه کیجئے ۔ ضروری نهیں که آپ اس پیش لفظ میں کهی گئی تمام باتوں سے اپنے ذهن کو باندھ لیں ۔ راقم السطور نے ان تقریروں کو جس طرح سمجھا هے ۔ یهاں محض کچھ اشارے پیش کئے گئے هیں تاکه تقریروں کو صرف تبرك سمجھ کر آنکھو ں سے لگانے پر اکتفا نه کیا جائے بلکه ان کے معنی کی گهرائی پر غور کیا جائے اور اپنے لئے سبق اخذ کیا جائے ۔ ان تقریروں میں جو طریقه احسن بیان هوا هے اس پر چلنے میں هم سب کی فلاح هے ۔

وما توفیقی الا بالله

احقر

پروفیسر سید جمال الدین اسلم قادری برکاتی

نماز قائم کرو

مرشد اعظم احسن العلماء سراج الاصفیاء
حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قدس سرہٗ
مرتب :– سید جمال الدین محمد اسلم

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الكريم و آله واصحابه الفضل العميم ۔ اما بعد ۔ فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم ۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم : يَااَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلوٰةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوْ الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الجمعة :۹) صدق الله مولانا العظيم و بلغنا رسوله مولانا النبى الكريم و نحن على ذلك من الشاهدين و الشاغلين والعابدين والمطمئنين والموقنين و به نستعين و صلى الله على خير الانبياء سيدنا و مولانا محمد وآله واصحابه اجمعين ۔

اجتماعی اور یکجائی طور پر آٹھ دن کے بعد ہماری اور آپ کی ملاقات بڑی شبھ گھڑی اور بڑے اچھے موقع پر ہوتی ہے، آپ پوچھیں گے کیا؟ ظاہر ہے کہ ہم سب یہاں جو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو یہاں آنے کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے، ہمارا بھی اور آپ کا بھی، ساری دنیا کے مقتدی جو بھی نمازی آئے یعنی نماز جمعہ ادا کرنا اس کے برابر کوئی شبھ گھڑی نہیں ہے نہ ہی اس سے بڑھ کر، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن عظیم فرقان حمید میں جتنے فرائض ہم بندوں پر بیان فرمائے ان میں سب سے زیادہ زور اور تاکید ہے نماز کے بارے میں۔ کہیں اس انداز میں فرمایا۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (الاسراء:۲۸) کہیں یوں فرمایا وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ (البقرة:۱۷۷) اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے۔ کہیں فرمایا وَ اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ (البقرة:۴۳) بہر حال اسلوب کچھ بھی ہو، طرز بیان قرآن کا کچھ بھی ہو لیکن آخر میں مفہوم اور معنی اور مطلب وہی ہے کہ نماز پڑھو۔ اور جمعہ کی فضیلت اور

جمعہ کی تاکید تو ظہر سے زیادہ ہے۔ اسی لئے فقہ کا مسئلہ ہے کہ جس کسی جگہ جہاں ایک سے زائد مسجدیں ہوں اور ان میں کسی ایک مسجد میں یا دو میں نماز جمعہ ہوتی ہو جیسے اپنے قصبہ میں تو کئی مسجدوں میں ہوتی ہے ماشاء اللہ۔ تو جن میں نہ ہوتی ہو ان میں حکم ہے کہ اس روز یعنی جمعہ کے وقت قفل ڈال دیا جائے۔ جتنے بھی ہیں پڑھنے والے اس دن سب کے سب اکٹھا ہو کر نماز جمعہ ادا کریں۔ فرماتا ہے يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا۔ اے ایمان والو۔ اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعہ:۹) جب تمہیں نماز کے لئے جمعہ کے دن بلایا جائے پس دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف، بیع اور یہ جو اپنی دکانیں سجائے بیٹھے ہو بیع و شرا کر رہے ہو، خرید و فروخت ہو رہی ہے اسے چھوڑ دو، کچھ دیر کے لئے، نماز کو چلو۔ فرماتا ہے۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یہی تمہارے لئے بہتر ہے، کیا بہتر ہے؟ یعنی جیسے ہی مؤذن پکارے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان لا الہ الا اللہ الا اللہ ۔الی آخر الکلمات...... فرماتا ہے، دوڑو، چلو نہیں، چلنے میں اور دوڑنے میں تو فرق ہے چلنے کی آخری منزل جو ہماری نگاہوں کے سامنے اب تک آئی ہے وہ دوڑنا ہی ہے۔ ایک صاحب! گھوڑے کی چال ہے جسے واہ واہ کہتے ہیں، ایک ہے جسے صبا رفتار کہتے ہیں اور ایک ہے جسے ڈلکی کہتے ہیں اور ایک چال ہے اس کی جسے سرپٹ کہتے ہیں۔ کیا سمجھے آپ؟ ایک لکیر بن جاتا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ اس کے کان ہیں ناک ہے منہ ہے ہاتھ ہے پاؤں ہے پیر ہے! کچھ ہے کہ نہیں۔ وہ پھر یہ نہیں دیکھتا کہ جس راستہ پر وہ دوڑ رہا ہے اس میں کہیں نالہ بھی ہو سکتا ہے ندی بھی ہو سکتی ہے دریا بھی ہو سکتا ہے کوئی نہر بھی ہو سکتی۔ کہیں پتھر پڑے ہوں کہیں کچھ پہاڑی ہو، نہیں، وہ تو بس ایک ہی لگن میں بھاگا چلا جاتا ہے سرپٹ۔ تو فرماتا ہے۔ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور یہ سب چھوڑو اس سے پہلے جو کر رہے تھے، خرید و فروخت کر رہے تھے اور اسی ضمن میں دوسرے کام بھی آگئے جو آدمی کرتا ہے، کھانا کھا رہا تھا، کچھ اور دنیا کے کام کر رہا تھا، سب کو چھوڑ دیجئے۔ اور فرماتا ہے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔ سارا سوال تو علم کا ہے۔ سارا سوال تو جانکاری کا ہے۔ اور کتنا بھی آپ کو، جتنی ہماری پہنچ ہے، بتادیں لیکن آپ اس کو سمجھ نہ پائیں یا اس کو یاد نہ رکھیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے، ہم اللہ کے سامنے بری الذمہ ہیں۔ ہم نے تو بتا دیا تھا ہم نے تو پہنچا دیا، اب نہ مانے کوئی یا نہ سمجھے کوئی اس کا اپنے پاس

کوئی علاج نہیں ہے۔اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ایمانی سمجھ عطا فرمائے۔ (سامعین : ''آمین'') عقل ایمانی عطا فرمائے (سامعین: آمین۔اللھم آمین) پھر فرماتا ہے۔کوئی یہ سمجھے کہ بس اب جو اذانِ جمعہ ہوئی جمعہ کے دن تو بھیا پھر باقی آدھا دن ؟ ہم تو بھیا دھندے بیوپار والے ہیں تو یہ تو مطلب نہ ہے ؟ کہ بس بیٹھ گئے تو بیٹھ گئے مسجد میں ہی۔ نہیں۔ فرماتا ہے اور قرآن میں جو کچھ ہے وہ سب ہماری پوری زندگی پر اس طرح سے چھایا ہوا ہے جیسے کبھی کبھی موٹی کالی گھٹا بادل، آسمان پر چھا جاتی ہے۔اور وہ ہمارا دین دینِ اسلام جو دینِ فطرت ہے تو فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہماری زندگی میں تنوع ہوتا رہے یعنی ہیر پھیر ہوتا رہے ابھی کھانا کھا رہے ہیں، ابھی چل دیئے، چل دیئے تو اپنی دکان پر پہنچ گئے، یا اپنے کھیت پر پہنچ گئے، یا اپنے کارخانہ میں جہاں کام کرتے ہیں وہاں پہنچ گئے یا اپنی فیکٹری میں پہنچ گئے۔اور پھر بھیا وہاں کچھ دیر کام کیا پھر اٹھے، پھر ذرا اپنے کپڑوں کو جھر جھرایا، پھر بیٹھ گئے، پھر کام کرنا شروع کر دیا، زندگی تنوع چاہتی ہے، یعنی رنگ برنگا پن تنوع کے معنی ہیں بہت ہی چالو اردو میں رنگ برنگیت۔ تو فرماتا ہے۔فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةَ ، جب نماز پوری ہو جائے جمعہ کے دو فرض اور اس کے بعد کی سنتیں وغیرہ سب ہو جائیں پوری۔فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (الجمعۃ:۱۰) تو پھیل جاؤ زمین میں، اور اللہ کا فضل تلاش کرو تمہارے اوپر جو فضل الٰہی ہے۔وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعۃ:۱۰) اور اللہ کا ذکر بہت کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ تاکہ تم کامیاب ہو کامیاب زندگی گزارنے کے لئے بہترین نسخہ عطا فرمایا ہمارا ذکر کرو۔ اور ایک موقع پر فرمایا اپنے ذکر کے متعلق۔ فَاذْكُرُوْنِی اَذْكُرْكُمْ (البقرۃ:۱۵۲) وہ فرمارہا ہے، ہم پر تو اس کا ذکر کرنا فرض ہے۔ بولو بھائیوں ہے کہ نہیں ہے؟ (سامعین : بے شک) یا کوئی انکار کرنے والا ہے؟ (سامعین: نہیں) وہ اللہ ہے نہ ؟ نہ تو اس پر کوئی احسان ہے اور نہ ہمیں اس کی اجازت ہے کہ ہم چیتے بیٹھیں کہ اب یہ ہمارا ذکر کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے اور کریگا تو ہم بھی کریں گے اور نہیں کریگا تو ہم بھی نہیں کریں گے۔ تم ہمارے یہاں آوگے تو ہم بھی تمہارے یہاں آئیں گے۔ تم ہماری مصیبت کے وقت میں ہمارا ہاتھ پکڑو گے تو ہم بھی تمہارا ہاتھ پکڑیں گے۔ خوشی میں خوشی منائیں گے اور غم میں غم منائیں گے۔اور جو بھیا تم نہ آوگے تو ہم بھی نہیں آئیں گے۔ ہے نہ ؟ یہ دنیا میں چلتا ہے، اپنے جیسوں میں چلتا ہے لیکن اللہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ ہم تو جب

نماز پڑھیں گے جب تو ہمیں اتنے پیسے عطا فرمائے، اتنی دولت عطا فرمادے، یہ عہدہ عطا فرمادے، ایسے بچے عطا فرمادے اتنے باغات اور اتنی کھیتیاں عطا فرمادے۔اور اگر بالکل عطا نہ فرمائے تو نماز نہیں پڑھو گے ؟ (سامعین: ''پڑھیں گے'') ہاں۔ یہ تو فرض ہے اللہ کے لئے، یاد رکھو۔وہ فرماتا ہے۔لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (آل عمران: ۹۲) اللہ کو ہر چیز سے، سارا عالم اگر خدانخواستہ نصیب دشمناں اس کا انکار کر دے تو فرماتا ہے۔فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ o (آل عمران: ۹۷) سارے عالموں سے اللہ بے پرواہ ہے۔ کوئی پروا نہیں۔ نہیں پوجتے مت پوجو، تمہارے پوجنے کا محتاج تھوڑے ہی ہوں، وہ کسی کا بھی کسی محل وجود میں محتاج نہیں، یہی وہ عقیدے ہیں جو ہمیں اللہ کے بارے میں ہمارے بزرگانِ کرام نے بتائے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ہم سب محتاج ہیں، تو آپ نے نماز جمعہ پڑھی، ظہر پڑھا یا عصر پڑھی، مغرب پڑھی، نوافل ہی پڑھتے رہے آپ نے رات بھر نوافل پڑھے، دن میں روزہ رکھا، تو نہ دن کے روزے کا اس پر کوئی احسان ہے نہ رات کے نوافل کا اس پر کوئی احسان ہے، بلکہ الٹا آپ کے اوپر اس کا احسان ہے کہ اس نے آپ کو مسلمان بنا کر پیدا فرمایا اور پھر آپ کو آپ کے بڑوں نے نماز سکھائی اور نماز بتائی۔ اور اللہ نے اپنی اتنی بڑی نعمت، سبحان اللہ کہ سارے فرائض زمین پر فرض کئے گئے۔ روزہ زمین پر فرض کیا گیا، زکوٰۃ زمین پر فرض کی گئی اور دوسرے فرائض کا حکم زمین پر جبرئیل لے کر آئے، علیہ السلام۔اور اب مجھے بتادو کہ یہ نماز کا فریضہ ؟ (سامعین : ''معراج'') ہاں معراج کا تحفہ۔ نماز تحفۂ معراج ہے۔اس لئے عربی میں کہتے ہیں۔اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ نماز مسلمانوں کی ایمان والوں کی کیا ہے ؟ (سامعین: ''معراج'') معراج ہے اللہ اکبر۔ تو یہ وہ فریضہ ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے، دیکھو نا بلا تشبیہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے یہاں، کسی کے یہاں مہمان آئیں، میرے یہاں مہمان تشریف لائیں۔اور یا میں آپ کے یہاں کسی وقت حاضر ہو جاؤں بطور مہمان کے، کچھ دیر وہاں بیٹھ کر پھر میں رخصت ہوں تو آپ کم از کم چند گھونٹ پانی کے تو مجھے پلا ہی دیں گے کہ بھائی یہ ہمارے یہاں مہمان آئے تھے۔ لہٰذا ان کی کچھ مہمانی، کچھ استقبال ہونا چاہئے، ایک الائچی بھی کھلادیں گے، ایسے ہی میں آپ کے ساتھ برتاؤ کروں گا، اللہ جل جلالہٗ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جا رہے ہیں اتنی دور سے مہمان بنے ہوئے، تو جب

واپسی ہوئی تو فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمہیں اپنے یہاں کا ایک تحفہ عطا فرما رہے ہیں ۔یہ معراج کی یادگار ہے۔ معراجِ مصطفےٰ کی یادگار ہے۔اور یہ فرما کر پچاس وقت کی نمازوں کے فرض ہونے کی امت پر اور خود ان پر صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری دے دی۔ بات تو یہی ہے کہ انہوں نے اپنے کو مستثنیٰ نہیں کیا کہ ہم تو چونکہ اللہ کے محبوب، خدا کے رسول ہیں۔ لہٰذا تم پڑھو نماز۔ سمجھنے والی بات ہے۔ ہمیں تو سب معاف ہے۔ ہم کیوں روزہ رکھیں ہم کیوں حج کریں؟ ہم کیوں کام نیک کریں۔ یہ سب تم کرو۔ ہم تو اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے نبی ہیں۔ نہیں۔ اللہ نے تو ان کے متعلق فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱) فرماتا ہے، تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین پیروی ہے۔ وہ نماز پڑھ کر نہ بتاتے تو ہم نماز کیسے پڑھتے، بولو؟ کیا اللہ آتا نماز پڑھانے کے لئے؟ (سامعین: نہیں) بتاؤ میرے بھائیو؟ (سامعین ''نہیں'') سوال تو اس سے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اللہ کے سر ہے (سامعین: ''نہیں'') نہیں ہے نہ؟ (سامعین: نہیں) ہاں تو اب حکم تو اس نے دے دیا۔ اچھا اور اس کا ہر حکم فریضہ ہے ہمارے لئے، فرض ہے ہمیں اسے بجالانا ہے۔ پڑھنا ہے۔ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ '' یہ ابھی میں نے آیت کا ایک ٹکڑا پڑھا نماز قائم کرو۔ تب سوال پیدا ہوا ہماری طرف سے كَيْفَ نُقِيْمُ الصَّلٰوةَ '' کیسے قائم کریں نماز؟ کیسے پڑھیں نماز؟ سمجھے آپ؟ معراج سے پہلے جو عبادت ہوتی تھی وہ اس طرح سے نہیں تھی جیسے اب ہماری نماز ہے، اس کی ہیئتِ ترکیبی، اس کے اجزائے ترکیبی میں فرق تھا۔ عبادت تو ہوتی تھی۔ اللہ کی عبادت، اللہ وحدہٗ لاشریک کی۔ لیکن یہ تو تحفۂ معراج ہے جو اس نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔ تو اب ہم نے پوچھا کہ ہم کیسے نماز پڑھیں؟ اللہ اکبر تب اس نے اپنے محض فضل و کرم سے اس ذاتِ پاک کو جسے اپنے پاس رکھا تھا جو وہاں رہنے والی تھی اور برسہا برس وہ نورِ پاک ہزاروں سال پیدائش سے پہلے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے عرش کی نورانی قندیلوں میں اپنے رب کے حضور میں حاضر رہا۔ اور رب کی تعریف و تسبیح میں مشغول رہا۔ تو یہ نورِ پاک وہیں کا وہیں رہتا۔ یہاں تشریف نہ لاتا، وہ تو عرشی ہیں، اللہ اکبر وہ تو عرشی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

لیکن ہم فرش والوں کا مرتبہ بڑھانے کے لئے، ہم فرش والوں کی عزت بڑھانے کے لئے اس زمین کی عزت بڑھانے کے لئے زمین پر تشریف لائے۔ تب ہی تو آج زمین فخر

سے آسمان سے کہتی ہے کہ بتا وہ تجھ میں کیا کیا ایسی چیزیں ہیں جو میرے آقا و مولیٰ ﷺ کے مقابل پیش کی جاسکیں؟ ساتوں آسمان نہیں پیش کر سکیں گے، بھائی سورج کو پیش کریں گے ،چاند کو پیش کریں گے، تاروں کو پیش کریں گے، جنتوں کو پیش کریں گے، رضوان کو پیش کریں گے اور صاحب، حور و غلمان کو پیش کریں گے، لیکن ان میں کوئی بھی ان کا مثل نہیں ہے۔ اللہ اکبر، ان کا تو کوئی مثل ہے ہی نہیں۔ جس طرح سے بلا تشبیہ ان کے رب کا کوئی مثل نہیں ہے اسی طرح اس نے اپنے محبوب کو بھی بے مثل و بے مثال بنا کر پیدا فرمایا۔ ان کا کوئی مثل نہیں ہے۔ تب تو سایہ جدا کر لیا گیا۔ تب تو پرچھائیں جدا کرلی گئی۔ اس لئے کہ پرچھائیں جس کی ہوتی ہے اسی کی سی بالکل ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا سایہ نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایے کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

تو وہ خود نور مطلق کا سایہ ہیں۔ نور مطلق کون؟ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ، اس کا سایۂ رحمت آپ بن کر تشریف لائے ہیں، تو ہم روز دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہم چلتے ہیں اٹھتے ہیں، بیٹھتے ہیں، پھرتے ہیں تو ہمارا سایہ پڑتا ہے۔ لیکن کبھی آپ نے سایے کا بھی سایہ دیکھا ہے؟ پرچھائیں کی پرچھائیں دیکھی ہے؟ اللہ اکبر تو یہ تو سایۂ رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ دوسری بات اور فرمائی علماء نے ایک اور نکتہ بیان فرمایا انہوں نے کہا دیکھو ایسا ہے کہ جس جگہ آدمی کی پرچھائیں پڑتی ہے وہاں اندھیرا ہوتا ہے۔ اب ذرا غور کیجیو نماز کے بعد جہاں آدمی کی پرچھائیں پڑتی ہے اتنی جگہ میں کیا ہوتا ہے؟ (سامعین: ''اندھیرا ہوتا ہے'') اجالا تو نہیں ہوتا ہے نا؟ (سامعین: نہیں) اندھیرا ہوتا ہے۔ اور ان کے یہاں تو اندھیرے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کفر و شرک سب سے بڑا اندھیرا ہے۔ ان کی ایک نظر رحمت اٹھ جاتی ہے تو عمر کے بڑے حصے جن کے بیت جاتے ہیں کفر کرتے کرتے لیکن ایک نظر رحمت اٹھی نہیں اور پھر معلوم نہیں کیا سے کیا بن جاتے ہیں۔ اللہ اکبر، درود پاک پڑھ لیجئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ۔ تو قرآن عظیم فرقان حمید نے نماز ہمیں عطا فرمائی۔ اللہ نے ہمارے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ کو نماز جیسا تحفہ عطا فرمایا، پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ لے کر آ رہے تھے راستے میں ملاقات ہو گئی

جناب موسیٰ سے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ اکبر۔ فرمایا: وَكَانَ مُوسىٰ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيهًا (الاحزاب: ۶۹) یہ موسیٰ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی وجاہت والے ہیں، بڑی عظمت والے ہیں، بڑے مرتبے والے ہیں، اللہ اکبر یادر کھواپنے آقا و مولیٰ کا ذکر کرتے وقت خبر دار خبر دار جوانبیاء و مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کوئی بھی نیچی بات زبان سے نکلی تواس پر پکڑ ہو گی۔ ارے اعلیٰ حضرت سے سیکھو فرماتے ہیں۔

انبیاء سے کروں (انبیاء جمع ہے نبی کی) عرض کیوں مالکو!

کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

یعنی ان کا مالک ہونا پہلے تسلیم کر لیا۔ پہلے مصرعے میں انہیں مالک کہہ لیا۔

اس نبی کو تو دیکھو خالی ہمارا ہی نبی نہیں ہے بلکہ آپ کا بھی نبی ہے ﷺ۔

ایسے پڑھی جاتی ہے نعت، ایسے کہی جاتی ہے نعت، ایسے لکھی جاتی ہے نعت، بہت بڑی اور بہت ہی خطرناک منزل ہے نعت شریف کی اللہ اکبر۔ اس میں صرف وہی پار اترتے ہیں صحیح سلامت اپنا ایمان لے کر جن پر ان کا کرم ہوتا ہے ورنہ اچھے اچھوں کے قدم بہک جاتے ہیں، قلم بہکتے ہیں، زبان بہکتی ہے، ذہن بہکتا ہے معاذ اللہ اور دل بہکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان سب چیزوں کے بہکنے سے محفوظ رکھے (آمین) پوچھا حضرت موسیٰ نے علیہ السلام، تو بتائیے تو سہی کیا لائے؟ یہاں گئے یہاں گئے، یہاں گئے، سب دیکھا بھالا یہ تو بتائیے وہاں سے کچھ تحفے میں ملا؟ کہا ہاں ہاں پچاس وقت کی نمازیں ۔ کہا پھر واپس جائیے لوٹ جائیے، کہا کیوں؟ کہا میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں، میں اپنی امت بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں، آپ کی امت سے پچاس وقت کی نماز ادا نہیں ہو گی۔ سچ فرمایا اے موسیٰ آپ نے علیک السلام۔ پانچ وقت کی تو ادا ہی نہیں ہو تیں تو دس گنا کیسے ادا ہو جائیں۔ بولو ۵ دھاون پچاس (سامعین -۵۰) تو پچاس کیسے ادا ہو جائیں گی۔ پانچ میں تو میں تو ہم یہی سوچتے رہتے ہیں کہ اٹھیں کہ نہ اٹھیں، جائیں کہ نہ جائیں، ارے بھائی کیا ہے اگر ایک آدھ دن نہیں پڑھی مہینہ کے تیس دن میں انتیس دن تو پڑھی اور ایک دن نہ پڑھی تو فرق پڑ جائے گا، یہ ہم سوچتے رہتے ہیں اور جو پچاس وقت کی ہوتی؟ تو پھر کیا حال ہوتا؟ گئے صاحب موسیٰ علیہ السلام نے کہہ دیا اور تشریف لے گئے حاضر ہوئے اپنے رب کے حضور میں، پھر لوٹ کر آئے، کہا فرمائیے اب کیا بات ہے؟ کتنی؟ کہا پینتالیس ہیں، پانچ کم ہوئیں۔ یہاں تک کہ

ہوتے ہوتے جب ۵ رہ گئیں۔ ارشاد فرمایا موسیٰ کلیم نے علیہ السلام، یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ آج جو ہم کرتے ہیں موسیٰ اب سے بہت پہلے وہ دیکھ رہے تھے۔ تب تو فرمایا نہیں ادا ہو نگی اگر علم غیب نہیں ہوتا نبیوں کو، اگر رسولوں کو علم غیب اللہ دے کر نہیں بھیجتا ہے تو کیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھی آپ کی امت سے ادا نہیں ہو نگی۔ آج ہم جو اس دور میں ہیں یہاں سنہ ۱۹۹۲ء میں بیٹھے ہیں۔ اللہ اکبر اب سمجھ لیجئے چودہ سو سال تو میرے سرکار کو ہجرت فرمائے ہو گئے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بہت پہلے ہیں۔ سرکار عیسیٰ سے بھی پہلے ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ اکبر موسیٰ علیہ السلام اتنے بعد میں ہونے والے ہم جو گنہگار ان امت ہیں ان کے تکاسر اور تساہل، ان کی کاہلی کا پہلے سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ پانچ بھی ادا نہیں ہوں گی، سچ فرمایا موسیٰ آپ نے، بے شک ہم سے پانچ بھی ادا نہیں ہوتی ہیں۔ ہاں اللہ کے بھروسہ پر امید ہے کہ جو بھی ٹوٹی پھوٹی ادا ہو جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کو قبول فرمالے۔ (سامعین: "آمین") محض اپنے کرم سے ان کو شرف قبول عطا فرمائے (سامعین: آمین) تب حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں حضرت موسیٰ کو کیا پڑی تھی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ وہ بار بار بھیج رہے تھے، ارے حضور جانتے حضور کی امت جانتی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد رہتا معاملہ، وہ پچاس وقت کی نہ پڑھتے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنی جگہ پر پہنچ گئے وہاں اللہ کے حضور میں، تو انہیں کیوں اتنا پیار آیا ہمارے اوپر کہ جو پچاس پینتالیس اور پینتالیس سے چالیس، ۴۰ سے ۳۵ اور ۳۵ سے ۳۰ اور ۳۰ سے ۲۵ اور ۲۵ سے ۲۰- پھر ۱۰ اور ۱۰ سے ۵ اور ۵ میں بھی فرمایا پھر جاؤ، حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دامت برکاتہم القدسیہ کہ بات ایسی ہے کہ میاں محبوب کا چہیتا بھی محبوب ہوتا ہے، پیارے کا پیارا بھی محبوب ہوتا ہے، تو فرماتا ہے جو میں نے آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران: ۳۱) آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم کو چاہنے لگے گا یعنی تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ تم اللہ سے محبت کرتے ہو، یہ کوئی اللہ پر احسان نہیں اگر تم اسے چاہتے ہو۔ ہاں اللہ کا احسان عظیم ہے کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے لیکن شرط یہ ہے کہ اتباع رسول ہونا چاہئے اتباع مصطفیٰ ہونا چاہئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔ تو موسیٰ کلیم اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم پر جو نظر کرم ہوئی اور انہوں نے جو یہ کم کرائیں اس کی وجہ تو یہ تھی، اور حضرات علماء کرام فرماتے ہیں اور دوسری وجہ یہ تھی کہ سرکار موسیٰ کو خود جب معراج ہوئی تو بار بار عرض کیا: رَبِّ اَرِنِی اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ (الاعراف: ۱۴۳) اے اللہ مجھے دکھادے اے میرے رب مجھے دکھادے، میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، فرمایا لَنۡ تَرَانِی ، تم ہر گز ہم کو نہیں دیکھ سکو گے۔ اور فرمایا وَلٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَى الۡجَبَلِ ۔ لیکن اس پہاڑی کی طرف دیکھو۔ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرَانِیۡ ج فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا (الاعراف: ۱۴۳) اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہ جائے تو سَوۡفَ تَرَانِیۡ تم ہمیں دیکھ لوگے۔ اللہ اکبر، فرماتا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ ۔ جب اللہ کی تجلی پڑی رب کی تجلی پڑی اس پہاڑ کے اوپر پہاڑ پس کر غرے جیسا ہو گیا اور موسیٰ باعظمتِ جلیل جو قرآن نے فرمایا۔ وَعِنۡدَاللّٰهِ وَجِیۡهًا o وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اللہ اکبر۔ اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو اور تمنا تشنہ کی تشنہ ہی رہ گئی۔ وہ اپنے رب کو نہیں دیکھ سکے، حالانکہ ہر حاضر ہونے والا اور ہر چاہنے والا یہی تمنا لے کر جاتا ہے کہ ہم اپنے پیارے کو دیکھ لیں، ایک ہی جھلک دیکھ لیں، اللہ اکبر۔ مجھے غزل کا شعر یاد آیا ۔

ان کے حریم ناز کہاں اور ہم کہاں
نقش و نگار پردۂ در دیکھتے رہے

وہ کہاں دیکھنے کو ملتے، پردہ پڑا تھا اس پر جو پھول بوٹے بنے ہوئے تھے تو ان کا حریم ناز کہاں اور ہم کہاں، نقش و نگار پردۂ در دیکھتے رہے۔ اس لئے کہ پردۂ در بھی محبوب ہے اور پردۂ در پر جو نقش و نگار بنے ہیں وہ بھی محبوب ہیں۔ اس لئے کہ پردہ پڑا تو محبوب کے دروازے پر ہے نہ؟ اللہ اکبر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین و برحمتک یاارحم الراحمین۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بار بار بھیجا اس کی ایک وجہ تو وہ فرمائی علمائے کرام نے اور دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام دیکھ نہیں پائے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار عرض کیا اَرِنِی اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ ، دکھادے میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا لَنۡ تَرَانِی ۔ ہر گز ہمیں نہیں دیکھ پاؤ گے۔ اللہ اللہ ہر گز ہمیں نہیں دیکھ پاؤ گے اور وہ جو آگے والا مضمون ہے اس کے لئے تو میں صرف ایک ہی وہ شعر جو بڑا مشہور و معروف ہے، میں کہتا ہوں اس پورے سلام کی جان وہی ایک شعر ہے کہ کس کو

دیکھا۔ ارے کس کو دیکھا، علماء تو فرماتے ہیں فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ۔ قرآن کی نص صریح موجود ہے اللہ اکبر۔ کہ رب کی تجلی تھی۔ اللہ اللہ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ ۔ وہ پہاڑ پر جو تجلی پڑی جو جلوہ پڑا، جو جھلک آئی تو وہ رب کا جلوہ تھا جل جلالہ و عم نوالہ لیکن بقول خود میرے کہ مکھم مکھم میں فرمارہے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کہ:

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

ارے کس کو دیکھا؟ ارے حضور ذرا بتا تو دیں کہ آپ نے دیکھا کس کو؟ یہ آپ جو بے ہوش ہو گئے، آپ کا ستر گز کا قد مبارک اور ستر گز کا عصا اتنے آپ جلالی کہ ملک الموت آئے قبض روح کرنے کے لئے تو آپ نے ایک لافہ رسید کیا تو وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ حالتِ بشری میں آیا کرتے تھے، لباس بشری میں آیا کرتے تھے ان کی آنکھ نکل پڑی تو بشری آنکھ لئے ہوئے حاضر عرش ہوئے۔ زیر عرش حاضر ہوئے کہا اے اللہ کیسے جلالی کے پاس بھیج دیا اس نے ہمارا یہ دھاڑا کیا۔ کہا رکھو آنکھ کو حلقۂ آنکھ میں، حلقۂ چشم میں رکھو، دستِ رحمت پھرا دیا۔ آنکھ صحیح ہو گئی، کہا جاؤ موسیٰ کے پاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان سے ہماری طرف سے یہ کہو موسیٰ! اگر تم دنیا چاہتے ہو، دنیا کی زندگی چاہتے ہو تو بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دو۔ جتنے بال جتنے رونگٹے تمہاری ہتھیلی کے نیچے چھپ جائیں گے اتنے سالوں کی میں عمر عطا فرماؤں گا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ ہم میں کا کوئی پانچ فٹ ہے کوئی چار فٹ ہے، سب سے لمبا آدمی جو عالم چنا ہے آج کل وہ شاید پونے آٹھ فٹ کے ہیں۔ سمجھ گئے آپ؟ سب سے اونچے ہیں، ان سے تو عید کا مصافحہ اور معانقہ کرنا ہی مشکل ہوتا ہو گا ہر آدمی کو۔ بہت اچھا صاحب۔ تو حضرت موسیٰ ۷۰ گز کا قد مبارک اور ۷۰ گز کا عصا باندھتے تھے تو اگر وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ دیتے تو بولو کتنے بال آتے بھائی ایک ہزار آجاتے، لاکھوں بال آجاتے اس لئے کہ ہاتھ کے حساب سے تو ہتھیلی اور ہتھیلی کے حساب سے ہتھیلی کا پنجہ اور ہتھیلی کے حساب سے ہاتھ کی انگلیاں یہ سب اپنے حساب کتاب ہی سے تو ہیں۔ اللہ اکبر۔ ہمارا جتنا قد ہے اس حساب سے ہاتھ ہے ہمارا۔ اس حساب سے ہمارے ہاتھ کی انگلیاں ہیں، اسی حساب سے ہمارے ہاتھ کا پنجہ ہے، ہم بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دیں تو ہزار نہیں ہزاروں بال ہمارے پنجے کے نیچے آجائیں گے ہماری ہتھیلی کے اندر چھپ جائیں گے۔ لیکن فرمایا نہیں نہیں، مجھے دنیا کی زندگی نہیں چاہئے، بات ایسی ہے یہ تو بتاؤ ملک الموت، اچھا مان لو کہ ہم نے ہاتھ

رکھ دیااور بال آگئے۔ اللہ نے اتنے سالوں کی ہمیں عمر عطا فرمادی پھر کیا ہوگا پھر عرض کیا کہ حضور والا میں پھر آؤں گا، میں تو بہر حال آؤں گا، پھر وہی موت۔ کہا کہ جب موت ہے تو اب موت تو بہر حال ہے۔ فرماتا ہے۔ اَیۡنَ مَاتَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡکُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔(النساء:۷۸) تم سیسہ پلائے ہوئے برجوں میں اپنے آپ کو گھرالو لیکن موت وہاں بھی پہنچ جائے گی تمہارے پاس۔ اللہ اکبر، تو فرمایا بات ایسی ہے کہ ہم یہ برداشت نہیں کرپائے کہ بغیر تم نے پوچھے گچھے ہمارے گلے پر ہاتھ ڈال دیا۔ تم نے بغیر ہم سے اجازت لئے ہوئے ہماری حلق دبانا شروع کردی۔ عرض کیا اے حضور، اے کلیم اللہ علیک السلام پوری مخلوق میں جواب تک پیدا ہوئی ہے اور جواب تک پیدا ہو رہی ہے اور جو آئندہ پیدا ہوگی قیام قیامت تک۔ ملک الموت نے تو پڑھا ہی نہیں ہے سیکھا ہی نہیں ہے، ملک الموت کو بتایا ہی نہیں گیا ہے۔ اس کے متعلق تو صرف اس نے اتنا ہی سنا ہے کہ جو خدا حکم دیتا ہے، جس وقت حکم آتا ہے پیلا پتا پڑتا ہے اسی وقت سب تیاری شروع کر دیتے ہیں، قبض روح کرلیتے ہیں جاکر۔ اے حضور ہم کسی سے پوچھنے گچھنے کے عادی نہیں ہیں۔ ہاں ایک ذات ایسی البتہ آئے گی دنیا میں کہ جس کے یہاں میں پوچھ کر جاؤنگا۔ وہ واقعہ پھر کسی وقت انشاءاللہ بیان کرونگا درود شریف پڑھ لیجئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحۡبِہٖ وَ بَارِکۡ وَ سَلِّمۡ ۔ ۔دوسرا نکتہ علمائے کرام نے یہ بیان فرمایا کہ چونکہ بار بار بھیج رہے تھے تو اس میں اور بھی کوئی بات تھی۔ ہاں ایک بات یہ تھی کہ ان کو تو اللہ کی زیارت نہیں ہو سکی۔ اللہ کو نہیں دیکھ پائے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ اپنی معراج میں جو کوہ طور تک ہی محدود تھی۔ وہ نہیں دیکھ پائے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کو تب انہوں نے سوچا ہوگا کہ یہ بڑا اچھا موقع ہے، ان کو جتنا زیادہ بھیجا جائے گا اتنا ہی زیادہ اپنے رب کو دیکھیں گے، ان کی آنکھیں اپنے رب کو دیکھیں گی۔ ان کی آنکھوں کو میں دیکھوں گا۔ اللہ اللہ (سامعین: "سبحان اللہ") ان کا دیکھنا رب کا دیکھنا ہے۔ اللہ اکبر۔ میرے پاس حدیث موجود ہے کہ ان کا دیکھنا رب کا دیکھنا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ وہی بلّیا کے باپ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) ہاں انہی سے مروی ہے، متفق علیہ حدیث ہے: بخاری میں بھی ہے اور مسلم میں بھی ہے۔ فرماتے ہیں۔ رأیت ربی فی سکۃ المدینۃ" میں نے مدینہ کی گلیوں میں رب کو چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ بولو بھائی کیا رب چلتا پھرتا ہے' (سامعین: "نہیں") کیا خدا

نیچے اتر آتا تھا؟ کیا خدا نیچے اتر سکتا ہے؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مطلب ان کے فرمانے کا یہ ہے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ میں نے اسکو دیکھا ہے جو صرف صفات کا مظہر بن کر نہیں آیا ہے مظہر صفات تو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں بلکہ مظہر ذات الٰہی بن کر دنیا میں تشریف لایا ہے میں اسے مدینہ کی گلیوں میں چلتے پھرتے دیکھتا ہوں۔ اللہ اکبر۔ یہ میاں عاشقوں کے بول ہیں، یہ عاشقوں کے بول ہیں۔ اور وہ ہیڑا جو بول بولتا ہے وہابی جو بول بولتا ہے اس کو تو سن کر تے ہونے لگتی ہے اس لئے ہم کہا کرتے ہیں کہ اس سے دور رہو۔ اور کچھ نہ ہو تو قے تو کم از کم خدانخواستہ ہو ہی جائے گی۔ اور اس کے قول سنیں میں کہتا ہوں کہ بدتراز بول ہیں اس کے قول۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا جب میں تفصیل سے اس پر گفتگو کروں گا کہ اس نے کیا کیا بکواس کی ہے۔ اور علمائے اہلسنت نے کس طرح سے اس کا رد کیا ہے۔ اب آج ہمارے سامنے کلمہ اور تبلیغ کا نام لیتے ہو اور کچھ ایسے ہوگئے ہیں، میری سماعت میں آیا اگر وہ بات صحیح ہے، کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جی سنت رسول اللہ نہیں سنت اللہ کہنا چاہئے۔ میرے سامنے نہیں آپائیں گے۔ وہ تو ادھر ادھر میرے جیسے کم پڑھوں کے سامنے بکواس کیا کرتے ہیں۔ میرے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ مجھ سے آنکھ نہیں ملاپائیں گے ایک ہی انشاءاللہ سوال اوندھے ہو جائیں گے۔ پھر پڑھ لیجئے درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحۡبِہٖ وَ بَارِکۡ وَ سَلِّمۡ ۔

تو۔ کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

توجب پانچ رہ گئیں اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں کمی کرائیے تو ندا آئی ہاتفِ غیبی پکار اٹھا۔ اے پیارے! صلی اللہ علیک وسلم، تمہاری امت میں جو کوئی سچے دل سے یہ پانچ ادا کرلے گا ہم اسے پچاس کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ (سامعین "سبحان اللہ") اب فرض نہیں رہیں پچاس، اب فرض نہیں ہیں پچاس وقت کی نماز، یعنی جو فرض نماز ہے وہ پچاس نہیں ہے۔ اللہ اکبر بلکہ صرف پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ لیکن فرمایا کہ ہم جب دینے پر آئیں تو کوئی نہیں ہے ہمارا ہاتھ پکڑنے والا۔ وَ قَالَتِ الۡیَھُوۡدُ یَدُاللّٰہِ مَغۡلُوۡلَۃٌ غُلَّتۡ اَیۡدِیۡھِمۡ (المائدۃ: ۶۴) یہودیوں نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اللہ فرماتا ہے

يَدُاللّٰهِ۔ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں ہے بلکہ انہیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ یعنی بڑے کنجوس ہیں۔ بڑی کنجوس پاپی کٹنک قوم ہے۔ اللہ اکبر۔ جی، یہود قوم بڑی پاپی کٹنک قوم ہے۔ تو فرماتا ہے قرآن غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ ۔ ان کے خود ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ۔ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ (المائدۃ: ۶۴) اللہ کے دونوں رحمت والے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے جتنا چاہتا ہے لیتا ہے۔ وہ اگر دینے پر آئے تو کوئی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا اور اگر لینے پر آئے تو اس کا کوئی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا وہی دستِ قدرت، وہی رحمت والا ہاتھ ۔ ہمارے آپ کی طرح ہاتھ تھوڑے ہی ہے۔ پھر پڑھ لیجئے درود شریف۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ۔

بات یہاں سے اٹھی تھی، بات یہاں سے چلی تھی کہ اللہ نے حکم دے دیا کہ اقم الصلوٰۃ۔ نماز پڑھو، اللہ نے حکم دیا روزہ رکھو۔ اللہ نے حکم دیا اگر شرائط پائی جائیں تو حج کرو۔ اللہ نے حکم دیا مال پایا جائے اور اس پر شرائط ہوں تو زکوٰۃ دو وغیرہ وغیرہ۔ اور صدقات نافلہ میں پھر تو بہت سی چیزیں ہیں، یتیموں مسکینوں کی خدمت کرو۔ بیواؤں کی خدمت کرو، کوئی مسافر خانہ بنوا دو، کوئی یتیم خانہ کی خدمت کرو وغیرہ وغیرہ بہت سی چیزیں ہیں۔ تب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن میں حکم دے کر چھوڑ دیا۔ اور اسی لئے کہا گیا کہ قرآن امت کے حق میں مجمل ہے اور نبی کے حق میں مفصل ہے۔ تو وہ تشریف لائے۔ فرمایا سنو ہم خالی صرف حکم ہی نہیں دیں گے، حکم ہمارا ہوگا اور اس حکم کی پورتی کرانے والا ہمارا پیارا محبوب ہوگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وہ تمہیں اپنے آپ کو نمونہ بنا کر پیش کرے گا۔ جب ہی تو فرمایا "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب: ۲۱) بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین پیروی ہے۔ بہترین نمونہ ہے۔ کاش ہم کو وہی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کی مقدس حیات طیبہ مبارکہ کے نقش قدم پر پورا تو کیا ہم چل پائیں گے لیکن جتنا بھی چل لیں ہمارے لئے اتنا ہی پورا ہے۔ وہی ہمارے لئے بہت ہے ایک بار درود شریف پڑھ لیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ۔

تو یہ نماز ہماری وہ عبادت ہے خواہ جمعہ کی ہو یا ظہر کی ہو یا فجر کی ہو یہ وہ عبادت ہے

جس میں کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے ہماری اس عبادت میں، ہماری اس نماز میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس لوگ آتے ہیں میاں فلاں عمل بتا دو فلانی دعا کی اجازت دے دو اور فلاں ورد ہم پڑھ لیں اور کوئی دستِ غیب کا ایسا حساب کتاب ہو جائے کہ صبح اٹھے تکیہ کو ٹٹولا تو دو اشرفیاں رکھی تھیں۔ ایسا کوئی بتا دو، ٹھیک ہے، ہے خاندان میں ایسا عمل۔ عملِ صندونی کہلاتا ہے، لیکن عمل صندونی اب اس ۱۹۹۲ء میں تو میں دیکھتا نہیں کہ کوئی اس کی شرائط پوری کر پائے جان بوجھ کر خلاف ورزی نہیں ہوگی تو بھولے ہی میں ہو جائے گی خلاف ورزی، ایک چھوٹی سی بات بتاؤں۔ اپنی منکوحہ عورت جسے آپ قاضی صاحب کی قبلت اور نکحت میں اور ایک بھری برادری کے اندر آپ بیاہ کر لے کر آئے اسکا جسم تو الگ رہا جب آپ اس چلّے میں ہوں عمل صندونی کے صرف اس کے دوپٹے سے ہاتھ چھل جاے، تو دماغ خراب ہو جائے گا، پلٹ جائے گا دماغ جب تک کہ آپ کا چلّہ پورا نہ ہو لے آپ عورت کی اوڑھنی کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ عورت تو الگ رہی اور وہ بھی آپ کی منکوحہ عورت کی اوڑھنی ہے۔ کسی اجنبیہ کی نہیں ہے۔ اللہ اکبر۔ تو یہ خطرات نماز میں نہیں ہیں۔ مان لو تھوڑی دیر کے لئے شیطان نے انگلی دکھائی اور اغوائے وقت وصل ہوا اور ہماری ایک آدھ وقت کی قضا ہو گئی۔ اللہ نے پھر توفیق عطا فرمائی اور ہم نے اللہ کی دی ہوئی توفیق سے قضا پڑھ کر ادا کر لی۔ صحیح ہے نہ؟ اتنا ہی تو ہوگا وہی نماز پھر پڑھ لیں گے۔ ارے بھائی وقت پر نہیں پڑھ پائے تو پھر دوسرے وقت پر پڑھ لیں گے قضا کا تو کوئی وقت ہی نہیں ہے۔ (سامعین "سبحان اللہ سبحان اللہ) سمجھ گئے پھر پڑھ لیں گے۔ لیکن ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ دماغ پلٹ جائے، یا منہ الٹا ہو جائے خدانخواستہ نصیب دشمناں اٹائیں شٹائیں باتیں کرنے لگیں ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تو میرے دوستو بزرگو اور عزیزو! مجھے آپ سے یہی کہنا ہے اور یہی عرض کرنا ہے کہ مصائب کا اور آفات کا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے قرآن نے ہمیں بہترین نسخہ عطا فرمایا۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اے ایمان والو صبر سے مدد چاہا کرو اور صلوٰۃ سے مدد چاہا کرو سوال یہاں پر ایک پیدا ہوا بس اس کو میں تھوڑا سا بیان کر دوں او رپھر نماز کا ٹائم آرہا ہے۔ مدد ہمیشہ اپنے کسی بڑے سے لی جاتی ہے بولو ہے یا نہیں؟ اپنے سے جو زیادہ طاقت رکھتا ہو اپنے سے جو زیادہ ہمت رکھتا ہو۔ ایک چھوٹا سا بچہ ہے جی، اور آپ کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ آپ کا کیا ہاتھ پکڑے گا۔ بولو؟ وہ دست گیری کر لے گا (سامعین

...... نہیں) وہ کوئی آپ کی مدد کر سکے گا؟ ہاں مدد ہمیشہ کسی بڑی شخصیت سے لی جاتی ہے اور یہاں پر دو چیزیں بیان فرمائیں، ایک صبر بیان کیا اور ایک صلوٰۃ بیان کی بولو بھائی۔ جیسے آپ تو میرے سامنے بیٹھے ہو کبھی ایسے صبر بھی بیٹھتا ہے میرے سامنے آکر (سامعین: نہیں) سوالوں کے جواب دیتے جایا کرو۔ صبر بیٹھتا ہے؟ (نہیں) نماز بیٹھتی ہے (سامعین: نہیں) بولو نماز بیٹھتی ہے کسی کے بھی سامنے نماز بیٹھتی ہے؟ نماز کھڑی ہوتی ہے (سامعین: نہیں) تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کی اس آیت پر عمل کیسے کر پائیں گے؟ ہماری طرح یہ دونوں بیٹھتے نہیں، ہماری طرح یہ دونوں بھاگتے نہیں ہماری طرح یہ دونوں سوتے نہیں، ہماری طرح یہ دونوں چلتے نہیں تو پھر عمل کیسے ہو پائے گا۔ لہٰذا علماء فرماتے ہیں کہ اب ہم کو ایسی شخصیتیں تلاش کرنا پڑیں گی جو صاحب صبر ہوں جو صاحب صلوٰۃ ہوں (سامعین: سبحان اللہ) جو مجسم صبر ہوں، جو مجسم صلوٰۃ ہوں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہستیاں کون ہیں؟ کہاں سے شروع ہوتا ہے معاملہ، زندگی بخیر تو آنے والی ملاقات میں ہم آپ کو سنائیں گے۔

یہاں ہمارے عبدالرشید خاں مرحوم جو رہا کرتے تھے ان کا آج انتقال ہو گیا ہے۔ لہٰذا آپ سب حضرات میرے ساتھ ہاتھ اٹھائیں ان کی مغفرت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) اور ان کے اور ہمارے، سب کے چھوٹے بڑے گناہ بخش دے۔ آمین۔ اور ان کو اپنے جوار رحمت میں رکھے۔ اور ان کو جگہ عطا فرمائے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم کے سایۂ رحمت میں وہ اب سے لے کر قبر سے لے کر حشر تک اور حشر سے لے کر انشاء اللہ دخول جنت تک پیارے محبوب ﷺ کے سائے میں رہیں۔ آمین۔ اللھم ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم ۔ و صلى الله على خير خلقه سيدنا ومولٰينا محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين ۔ بحق لا اله الا الله محمد رسول الله ۔ صلى الله عليه و سلم ۔

●●●

صبر کرو

مرشد اعظم احسن العلماء سراج الاصفیاء

حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قدس سرہٗ

مرتب سید جمال الدین محمد اسلم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o
(آل عمران ۱۸۶)

اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے۔ اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ (کنزالایمان)

و قال تعالیٰ

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o
(آل عمران ۱۳۹)

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

و قال تعالیٰ

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۔
(شوریٰ ۳۰)

اور تمہیں جو مصیبت پہونچی وہ اسکے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔ (کنزالایمان)

اٰمنت بالله صدق الله مولٰينا العظيم و بلغنا رسوله المولى النبى الكريم و نحن على ما قال ربنا و بارك و تعالىٰ من الشاهدين والشاكرين والأمنين والمطمئنين والمؤقنين و به مستعين ۔ و صلى الله على خير خلقه سيدنا ومولٰينا محمد واٰله و اصحابه اجمعين ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْماً ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَآلِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ ۔

بات کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ہمیں اور آپ کو اپنی روزانہ کی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کی زندگی میں مثالیں اور کہاوتیں انہیں اختیار کرنا ہوتا ہے۔ مثل و مثال کی دنیا میں ہم رہتے ہیں۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس سب کی مثال موجود ہے۔ اور ایک چیز کی مثال نہیں ہے جسے اللہ نے پیدا فرمایا، اللہ نے بتایا خواہ جانور ہوں یا آدمی، پہاڑ ہوں یا دریا ان کی کسی ایک کی مثال ہم اور آپ نہیں بنا سکتے۔ آپ کو بات کے سمجھنے کی طرف نزدیکی ہو اور پھر وہ چونکہ نعت شریف ہے اللہ کے رسول کی اس میں تعریف ہے۔ یوں بھی برکت حاصل ہوگی۔ تو دنیا میں جو قاعدہ جاری ہے کہ ہم آئینہ اور شیشے میں اپنا منہ دیکھتے ہیں۔ آئینہ کا کام ہے Reflection یعنی، جو چیز جو عکس اس پر پڑے اس کو Reflect کر دیتا ہے واپس کر دیتا ہے۔ اور مجھے آئینہ کی ماہیت اور آئینہ کی حقیقت پر اس وقت کوئی لمبی چوڑی گفتگو کرنا مقصود نہیں لیکن یہ ہم میں سے ہر ایک کا مشاہدہ ہے۔ اچھا صاحب اگر ہم کسی ریگستان میں جیسے ہمارا صوبہ راجستھان جو ریگستان کا مسکن ہے جہاں اتنا ریت اڑتا ہے خصوصاً گرمی کے موسم میں کہ ابھی آپ جب یہاں سے گذرے تھے تو زمین تھی اور واپسی میں گذرے تو وہاں ایک ٹیلا بنا ہوا تھا۔ ایک چھوٹی موٹی پہاڑی بن گئی تھی ریت کی۔ تو ریت یا کوئی سی بھی مٹی اگر اڑ کر آپ کے صاف شفاف آئینہ پر پڑ جائے تو اس کا وہ جو کام ہے Reflection اس پر یقیناً کمی آجائے گی۔ اگر بہت زیادہ ریت یا مٹی پڑ گئی، پورے کا پورا آئینہ اس نے ڈھانپ لیا تو قطعی Reflection نہیں ہوگا۔ کوئی چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی چیز اس میں نظر نہیں آئیگی اور جیسے ہی جیسے اس پر دھول پڑی ویسے ہی ویسے اس کا Reflection کم ہوتا جائیگا۔ اس قاعدہ کو پیش نظر رکھ کر اب ہم اس نعت شریف کے مطلع کا پہلا مصرع آپ کے سامنے پڑھتے ہیں۔ عرض کیا ہے اپنے منعوت و ممدوح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں۔

تاب مرآت سحر گردِ بیابانِ عرب...

اب آپ کہیں گے ایسے بھاری بھاری لفظ۔ اور ظاہر ہے کہ ان کے الفاظ میں تو میں ہیر پھیر نہیں کر سکتا۔ لیکن ہاں اللہ کا شکر ہے کہ اتنی شدبد ہے کہ اپنے لفظوں میں آپ کو

اس کا ترجمہ بتادوں۔ تاب، مرآت، سحر، گرد، بیاباں اور عرب اتنے لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ "تابِ مرآت سحر گرد بیابان عرب" تو ت الف زبر تا اور ب ساکن تاب۔ تاب یہ حاصل مصدر ہے تافتن کا تافتن کے معنی ہیں، فارسی کا مصدر ہے، چمکنا۔ اسی سے تابندہ بنا ہے۔ چمکدار اسی سے تاب، ت الف زبر تا اور ب ساکن تاب۔ دوسرا لفظ ہے مرآت مرآت کہتے آئینہ کو، سحر کہتے ہیں، ہر شخص جانتا ہے، مجھے بتانے کی ضرورت ہی نہیں۔ سحر اور سحری جتنے بھی مسلمان ہیں، خصوصاً روزہ دار، رمضان شریف میں جو روزہ دار رہتے ہیں تو وہ تو بہر حال سحری کا مفہوم سمجھتے ہی ہیں۔ جب پو پھٹے ہے تب اس وقت کو وقتِ سحر کہتے ہیں اور اس سے پہلے پہلے منہ کا بند ہونا ضروری ہے رمضان شریف میں۔ گرد کہتے ہیں مٹی کو، خاک کو، بیابان کے معنی ہیں جنگل اور عرب تو ایک ملک ہے۔ آگئی نا سب کی سمجھ میں۔ ریگستانوں نے جب ریت اڑتا ہے، ہم حلب (ملک شام کا ایک قدیم شہر) کا بنا ہوا آئینہ ہی کیوں لے کر نہ جائیں وہ جو پرانے زمانے میں دنیا میں مرکز تھا اور اب بھی ہے اتنا نہ سہی۔ اور اب دوسرا مرکز یورپ میں ہے بلجیم۔ دو جگہیں ایسی ہیں پوری دنیا میں ایک ایشیا میں ہے اور ایک یورپ میں ہے۔ بلجیم اور حلب۔ آئینۂ حلبی مشہور تھا اور مشہور ہے۔ پڑھے لکھے جانتے ہیں۔ لیکن ہماری اس دنیا کا، یہ ہمارے جیسوں کا بنایا ہوا آئینہ، یہ اگر ہم کسی بھی ریگستان میں لے جائیں، مان لیجئے جیٹھ بیساکھ کا مہینہ ہو یا کوئی سا مہینہ ہو، ریگستان میں نہ بھی جائیں، کہیں بھی دھول خاک کا کام ہو رہا ہو، کوئی عمارت بن رہی ہو کوئی مکان کھسایا جارہا ہو اور وہاں دھول اڑ رہی ہو مٹی اڑ رہی ہو اور ہمارے ہاتھ میں ایسا آئینہ ہو دھندلا جائے گا۔ اب وہ جو اس کا رول Role ہے اس کا جو Function ہے یعنی Reflection واپس کرنا، آنکھ کا واپس کرنا، Flection ہوتا ہے ایک طرف سے اور دوسری طرف سے ہوتا ہے Reflection۔ انگریزی میں Re دو حرف مل کر ایک لفظ بنا ہے وہ اگر کسی بھی اسم پر لگا دیا جائے تو اس کے معنی الٹ کے ہو جاتے ہیں جیسے Action اور اسی سے بنا ہے Reaction۔ (اسی طرح) Habilitation جس کے معنی ہیں آباد کرنا اور Rehabilitation۔ پھر سے آباد کرنا۔ جو جگہ اجڑ جائے وہ پھر سے آباد کی جائے۔ جیسے یہ ہمارا قصبہ آباد کیا گیا تھا۔ اس کی مجھے اس وقت تاریخ نہیں بیان کرنا ہے۔ بہر حال۔ تو کہتے ہیں تابِ مرآتِ سحر، صبح کے آئینہ کی جو چمک دمک ہے وہ کاہے سے قائم ہے؟ (سامعین: "سحر سے") تاب مرآت

سحر گرد بیابانِ عرب۔ بیابانِ عرب سے جو گرد اڑتی ہے اس سے صبح کے آئینہ کا چہرہ چمکتا ہے ۔الٹی بات ہوئی نہ۔ بظاہر یہاں تو آئینہ کا چہرہ دھندلا جاتا ہے۔ لیکن بیابانِ عرب سے جو دھول اڑتی ہے، اللہ اکبر، کیونکہ اس بیابان کو نسبت حاصل ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم سے، لہٰذا اب اس نسبت سے اسے یہ فیض ملتا ہے کہ وہ جو اس کا اصل رول (Role) ہے یعنی دھندلا دینا کسی چیز کو، تاریک کر دینا کسی چیز کو، کسی چیز کے Reflection کو روک دینا یا کم کر دینا وہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کچھ نہیں کرتا چاہے وہ حلب کا آئینہ ہو یا بلجیم کا: ینہ ہو۔ اور اب تک ہمارے ملک میں بھی بنتا ہے۔ ہمارے یہاں کا بنا ہوا آئینہ ہو کتنا بھی قیمتی ہو چھوٹا یا بڑا لیکن وہ کام بند ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں۔ مطلع کا پہلا مصرع ہے تاب مرآت سحر گرد بیابانِ عرب۔ اور اگلے مصرع میں فرماتے ہیں اسی مطلع کے ۔غازۂ روئے قمر۔ غازہ کہتے ہیں پاؤڈر کو جو ہماری ماں بہنیں استعمال کرتی ہیں نا۔ غازۂ روئے قمر۔ رو کہتے ہیں منہ کو اور قمر کہتے ہیں چاند کو۔ غازۂ روئے قمر دودِ دود کہتے ہیں دھوئیں کو اور چراغاں جمع ہے چراغ کی ع غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب۔ سمجھ گئے آپ؟ کہیں کوئی چراغ روشن ہو، بجلی کو چھوڑ کر، چراغ ہو، لالٹین ہو، موم بتی ہو اور اس کو سامنے بالکل اپنے منہ کے قریب لاکر رکھ لیں، اس میں سے جو دھواں اٹھتا ہے وہ کیا کر دے گا چہرے کو؟ (سامعین: "کالا کر دیگا") کالا کر دے گا نہ! ہاں چھوٹی نبج میں یا بڑی نبج میں لیکن کالک کچھ نہ کچھ آہی جائے گی اس پر۔

لیکن وہ فرماتے ہیں: غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب ۔یہ جو عرب میں چراغ پھیلے ہوئے ہیں جگہ جگہ، یہ جو ہر ہر گلی میں ہر ہر قریہ میں چراغ پھیلے ہوئے ہیں اور ان چراغوں کو مہر سپہر رسالت۔ مہر کے معنی ہیں سورج، سپہر کہتے ہیں آسمان کو اور رسالت تو ہر شخص سمجھتا ہے۔ آسمانِ رسالت کے سورج سے، کون آسمانِ رسالت کا سورج ۔(سامعین: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم") لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ، اور کون؟ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم نام لیں یا نہ لیں، آپ کھل کر ان کا نام نامی اسم گرامی لیں یا نہ لیں لیکن وہ ایسے دماغوں میں بسے ہوئے ہیں، ایسے آنکھوں پر چڑھے ہوئے ہیں، ایسے وہ دلوں کے اندر گھسے ہوئے ہیں کہ نام لو ان کا یا نہ لو کھل کر ان کا ذکر کرو یا بند بند لفظوں میں ذکر کرو فوراً دماغ میں یہ بات آتی ہے کہ یہاں اس سے مراد وہی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔ تو فرماتے

ہیں غازۂ روئے قمر چاند کے چہرے کا پاؤڈر ہے دودِ چراغانِ عرب، عرب کے چراغوں کی لو سے۔ وہ جو اوپر کو اٹھتی ہے نہ! چراغ آپ روشن کریں تو وہ جو اونچی اٹھتی ہے اسے لو کہتے ہیں۔ چراغ کی لو سے دھواں اٹھتا ہے۔ شمع جلتی ہے تو اس میں سے دھواں اٹھتا ہے۔ غالب کہتا ہے شمع جلتی ہے تو اس میں سے دھواں اٹھتا ہے۔ تو وہ جو دھواں اٹھتا ہے وہ ہمارے دنیا کی جو لوئیں ہیں چراغوں کی وہ چہروں کو کالا کر دیتی ہیں اگر اس کے سامنے ہم بیٹھ جائیں اور اگر اس کو اپنے سے قریب کر لیں۔ اللہ اکبر۔ لیکن ان چراغوں سے جو چراغانِ عرب ہیں ان چراغوں سے جو دھواں نکلتا ہے وہ چاند کے چہرے کے لئے پاؤڈر کا کام کیا کرتا ہے۔ جیسے پاؤڈر چہروں کو چمکا دیتا ہے ایسے ہی وہ چہروں کو چمکا دیتا ہے۔ غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب۔ اور ایک بڑی بات فرما گئے۔ ع

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں

حسنِ یوسف۔ حسن کے معنی خوبصورتی اور یوسف ایک نبی کا نام ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مصر ایک بہت بڑے شہر اور ملک کا نام ہے۔ مصر کے معنی لفظی شہر کے ہیں۔ اور مصر ایک ملک بھی ہے جسے Egypt کہتے ہیں انگریزی میں۔ تو وہاں کی روئی مشہور ہے اور وہاں کی بہت چیزیں مشہور ہیں وہاں کی یونیورسٹی الازہر مشہور ہے اور وہاں کے اہرام مصر مشہور ہیں اور فرعون مصر میں فراعین مصر مشہور ہیں۔ وہاں کے ہر بادشاہ کا نام الگ الگ ہے۔ اس دور میں جو بادشاہ تھے ان کے سب کے نام تو الگ الگ ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کا لقب فرعون ہے ۔نام اس کا کچھ بھی ہو کسی دور میں ہو، وہ کتنی ہی عمر کا ہو کیسا ہی لمبا چوڑا یا ٹھگنا موٹا ہو لیکن اس کا نام ہو گا فرعون مصر، اپنے دور کا فرعون۔ تو کہتے ہیں حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں۔ انگشت کہتے ہیں انگلی کو اور زناں جمع ہیں زن کی اور زن کے معنی ہیں عورت۔ حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں۔ میں اس سے پہلے بھی واقعہ سنا چکا ہوں۔ لہٰذا بار بار مجھے اس واقعہ کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن میں موجود ہے۔ فلما رأين يوسف قطعن أيديهن ۔جب انہوں نے حضرت یوسف کو دیکھا علیہ السلام جب وہ نقاب اٹھا کر آئے، نقاب بردار آئے، برقع زرخ بندی اور برقع برخ بندی۔ ایک حرف بدلا ہے معنی بدل گئے ۔فارسی میں کہتے ہیں برقع برخ بندی۔ برقع رخ پر اب "ب" کے ساتھ بولا۔ برخ بندی تو نے برقع چہرے پر ڈال لیا اور برقع زرخ بندی اور برقع چہرے سے ہٹا دیا۔ زرخ

بندی یعنی صرف "ب" کی جگہ "ز" آیا تو معنی بالکل الٹ ہوگئے۔ زرخ بندی کے معنی ہیں نقاب کھول دی۔ زرخ کے معنی ہیں نقاب کھول دی۔ نقاب رخ اٹھادی۔ سلام سندیلوی کہتا ہے۔ جو نقاب رخ اٹھادی۔ غزل کا شعر ہے۔

جو نقابِ رخ اٹھادی وہیں قید بھی لگادی
اٹھے ہر نگاہ لیکن سرِ بام تک نہ پہنچے

خبردار اگر کسی نے دیکھنے کی ہمت کی تو آنکھیں چوندھیا جائیں گی۔ جو نقاب رخ اٹھادی وہیں قید بھی لگادی۔ کیا قید لگادی؟ اٹھے ہر نگاہ لیکن سرِ بام تک نہ پہنچے۔ اسی میں انہوں نے اپنے نام سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ مگر ایسی بے رخی کیا کہ سلام تک نہ پہنچے۔ مجھے مطلع کا پہلا مصرع یاد نہیں آیا۔ سلام ان کا نام تھا عبدالسلام۔ سلام سندیلوی۔ سلام ان کا تخلص تھا۔ سندیلہ ضلع ہردوئی (اترپردیش) کے رہنے والے تھے۔ بہت مشہور شاعر تھے اب تو نہیں ہیں اس دنیا میں۔ اوپر کے مصرع میں مضمون ایسا ہے کہ ٹھیک ہے معشوقوں کی تو عادت ہی ہوتی ہے۔ (سامعین میں سے کوئی مصرع اول دہراتے ہیں "یہ ادائے بے نیازی تجھے بے وفا مبارک") دیکھو ہمارے بھائی افسر خاں نے بتایا

یہ ادائے بے نیازی تجھے بے وفا مبارک
مگر ایسی بے رخی کیا کہ سلام تک نہ پہنچے

ذومعنی لفظ ہے۔ درود پاک پڑھ لیجئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ تو نعت میں فرماتے ہیں

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

اس شعر میں کئی وجوہ سے فضیلت ثابت کی ہے حضرت سیدنا یوسف صدیق علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر اپنے آقا و مولیٰ سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ وہ مجھے اس وقت بیان کرنا مقصود نہیں اور اسی میں فرمایا۔

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسرو خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

اب میں مقطع پڑھ دوں۔ وہ تو دو غزلہ ہے۔ دو ہیں نعتیں ایک ہی ردیف اور قافیہ

میں۔ فرماتے ہیں۔ ہشت خلد آئین وہاں کسبِ لطافت کو رضاؔ۔ لفظ ہشت پر نظر رکھئے اسکے معنی آٹھ کے ہیں۔ ہشت فارسی میں آٹھ کو کہتے ہیں۔

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضاؔ چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب۔ چار دن برسے۔ یہ جو صنعتِ تقابل کہلاتا ہے شاعروں کی زبان میں۔ ہشت خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضا۔ چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب۔ اور تاب مرآت سحر گردِ بیابانِ عرب۔ اسی ردیف و قافیہ میں دوسری نعت ہے۔ اس کا مطلع تو پڑھ ہی دوں کم سے کم۔ فرماتے ہیں۔ پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب۔ ولولہ کہتے ہیں جوش کو۔ پھر اٹھا ولولۂ یاد۔ یاد کا لفظ تو بہت مشہور ہے۔ ہر شخص اس کے معنی جانتا ہے۔ پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب۔ مغیلان کہتے ہیں کانٹوں کو۔

پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

اور — تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

دونوں جگہ دام استعمال ہوا۔ ایک جگہ دام کے معنی قیمت کے ہیں اور ایک جگہ دام کے معنی جال کے ہیں۔ تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم۔ تیرے بے دام کے۔ دام کوئی نہیں ٹھہرایا آپ نے۔ معاذ اللہ آپ نے کوئی جال بھی نہیں پھیلایا۔ لیکن جس کو دیکھئے تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سب جال میں قید ہیں۔ آپ کی آنکھ دیکھی، آپ کے چہرہ پر نظر پڑی۔ بوجہل نے جب کہا کہ انہیں بند کردو، انہیں جیل میں ڈال دو تو اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ نہیں اس سے بھی کام نہیں چلے گا۔ ان کا سوشل بائیکاٹ کردو۔ کسی نے کہا اس سے بھی کام نہیں چلے گا، کہا ان کے گھر آنا جانا بند کردو۔ کہا اس سے بھی کام نہیں چلے گا، کہا ان کے راستے میں کانٹے بچھا دو تو کہا اس سے بھی کام نہیں چلے گا اس لئے کہ تم نے بند کردیا جیل میں، جیل کی سلاخوں کے پیچھے یہ چلے گئے لیکن جوان کو باہر سے دیکھے گا۔ کسی کی آنکھ میں پیارے تیری زبان میں ہے، کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے۔ اللہ اکبر۔ اگر ایک بات بھی کرلی یا بات بھی نہیں کی۔ ان کی زبان بھی نہیں ہلی۔ صرف چہرے پر نظر پڑی تو ان کی صورت پاک پر وہ جاذبیت ہے، وہ کشش ہے۔ عام طور سے لوگ ایسے موقع پر بول

دیتے ہیں وہ گل موہنی ہے۔ لیکن میں احترام رسالت کے سلسلے میں یہ لفظ موہنی نہیں استعمال کرنا چاہتا۔ وہ کشش وہ جاذبیت ہے۔ اللہ اکبر۔ کہ جو آتا ہے قتل کرنے کے لئے وہ خود قتل ہو کر واپس جاتا ہے (سبحان اللہ) قتل کرنے کو آئے تھے فاروق اعظم۔ جب وہ فاروق اعظم نہیں تھے بلکہ اس وقت عمر تھے بیٹے خطاب کے جب قتل کرنے آئے تھے فاروق اعظم نہیں بنے تھے اس وقت تک۔ قسم کھا کے آئے تھے۔ میٹنگ ہوئی شام کو کہ پھر کیا کیا جائے؟ دار الندوہ میں میٹنگ ہوئی۔ آج میں نے دیکھا ایک رسالہ آتا ہے ہمارے پاس ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت دیوبند اور ندوہ میں چل رہی ہے۔ حدیث کی وہ دعا میرے ورد مذاق ہے۔ اللھم انتقم الظالمین بالظالمین۔ اے خدا ظالم کو ظالم سے بھڑا دے۔ میں پورا مضمون تو پڑھ نہیں پایا۔ خالی صرف اس کا ہیڈنگ پڑھا۔ نماز کا ٹائم قریب تھا مجھے مسجد میں آنا پڑا اپنے وعدہ کے مطابق کہ میں کچھ جلدی آجاؤں گا۔ میں آج آ گیا تھا بہت جلدی۔ پون بجے آگیا تھا۔ تو ہمیں اب لمبی بات کرنا نہیں ہے۔

اب صرف آپ کے سامنے وہ آیات کریمہ مقدسہ جو میں نے پڑھ ڈالیں۔ اب کم سے کم بطور اس کے کہ وہ قرآن ہے سب کا ترجمہ تو اپنی اردو زبان میں کر ہی دوں۔ فرماتا ہے۔ تم ضرور ضرور سنو گے اور کبھی محاورۂ عرب میں سننا بہ معنیٰ دیکھنے کے ہوتا ہے۔ اور مترجمین نے اسی ترجمے کو اختیار کیا ہے۔ تم دیکھو گے، تم ضرور ضرور دیکھو گے۔ ''ل'' تاکید کا ہے۔ شروع میں جو ہے۔ لتسمعن۔ خالی تسمعن نہیں ہے، ''ل'' ہے لامِ تاکید اور آخر میں تسمعن ہے نون زبرنَ اور تشدید لگی ہوئی ہے۔ یہ نونِ تاکید ہے۔ نونِ تاکید کی بھی دو قسمیں ہیں عربی گرامر میں۔ ایک خفیفہ ہوتا ہے اور ایک ثقیلہ ہوتا ہے۔ یہاں پر خفیفہ نہیں ہے خفیفہ ہوتا تو ہوتا لَتَسۡمَعُنۡ نون ساکن ہوتا۔ مگر یہاں پر نون پر زبر ہے اور تشدید لگی ہوئی ہے۔ تو یہ ثقیلہ ہے۔ ثقیلہ اور خفیفہ میں فرق یہ ہے۔ تاکید تو خفیفہ میں بھی ہوتی ہے لیکن ظاہر ہے وہ تو خفیفہ ہی ہے۔ جج خفیفہ بھی تو ہوتا ہے، ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ چھوٹی موٹی شکایتیں سنتا ہے۔ ایک سیشن جج ہوتا ہے جو قتل اور ڈکیتی کے مقدموں کے فیصلے کیا کرتا ہے۔ تو لتسمعن اور تسمعن دونوں میں بڑا فرق ہے۔ لام تو ایک ہی طرح کا ہے۔ دونوں میں لامِ تاکید۔ لیکن نونِ تاکید آیا تو کہیں نونِ تاکید خفیفہ ہے اور کہیں نونِ تاکید ثقیلہ ہے۔ اور اس آیت میں نون تاکید ثقیلہ ہے۔ یعنی ضرور ضرور سنو گے۔ اپنی اردو زبان میں ترجمہ

کر رہا ہوں۔ یا ضرور ضرور دیکھو گے۔ کیا دیکھو گے؟ اور کس سے دیکھو گے؟ ان سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ کس کس کو دی گئی کتاب ہم سے پہلے؟ یہودیوں کو دی گئی، عیسائیوں کو دی گئی، توراتِ پاک آئی اور انجیلِ پاک آئی اور کچھ صحیفے حضرت سیدنا ابراہیم پر کچھ صحیفے علیحدہ سے حضرت موسیٰ پر، بہر حال وہ سب آئے بنی اسرائیل پر۔ اس خطے پر تو کوئی نبی ہی نہیں آیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پھر کوئی نبی اس خطے میں نہیں آیا جسے ہم خطۂ نجد و حجاز کہتے ہیں۔ کوئی نبی جزیرہ نمائے عرب میں نہیں مبعوث ہوا۔ پھر سب سے آخری نبی اور سب سے آخری رسول اور سب سے آخری اس دنیا کو اللہ کی طرف سے لائی ہوئی ہدایت کے پہنچانے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم تشریف لائے۔ ان پر اترنے والا قرآن فرما رہا ہے۔ تم ضرور ضرور دیکھو گے، تم ضرور ضرور سنو گے ان سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان سے جنہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے غیر اللہ کو۔ مشرکین سے، شرک کرنے والوں سے۔ کیا دیکھو گے؟ ''اذیً کَثِیراً'' بہت زیادہ تکلیف دیکھو گے بہت زیادہ مشقت دیکھو گے پھر فرماتا ہے۔ وَتَتَّقُوا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ''لیکن اگر تم اس کا مقابلہ صبر و تقویٰ سے کرو گے، اس تکلیف رسانی کا اور ایذا رسانی کا اور اس دشمنی کا اگر تم نے مقابلہ صبر و تقویٰ سے کیا'' فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ (آل عمران:۱۸۶) تو یہ بہت ہی مضبوط کاموں میں سے ایک کام ہوگا۔ کیا چیز؟ صبر اور تقویٰ۔ فرماتا ہے ''وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ'' صبر کر اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ فرماتا ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ۔ (البقرۃ:۱۵۳) اے ایمان والو مدد چاہا کرو صبر و صلاۃ سے۔ صبر و صلاۃ سے یعنی صبر سے اور نماز سے تم مدد چاہا کرو۔ اور بھائی مدد کے چاہنے کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک جب مدد کی ضرورت ہو تب ہی تو مدد چاہے گا۔ بولو بھائی؟ ایک کمزور آدمی ہی تو مدد چاہے گا اور جو پہلوان ہے خود اٹھا کے پٹخ دے گا دشمن کو۔ ایک کمزور آدمی ہی مدد چاہے گا اور ہمیشہ یاد رکھو کہ مدد اپنے سے تو بھاری ہی سے چاہی جاتی ہے۔ (سامعین ''بیشک'') اور مان لیجئے میں تولہ بھر کا ہوں اور کوئی آگیا کوئی خدانخواستہ دشمن چڑھائی کر کے تو پھر میں کم از کم سوا تولہ والے سے مدد مانگوں گا۔ اور جو پون تولے والے سے مانگی تو مجھے اور اس کی بھی دستگیری کرنا پڑے گی۔ وہ تو پونے تولے کا ہے۔ میں کم از کم ایک تولے کا تو

ہوں۔ تو مدد ہمیشہ جب ضرورت ہوتی ہے مدد کی تب مدد مانگی جاتی ہے اور جب مدد مانگی جاتی ہے تو ہمیشہ اپنے سے بھاری بھرکم سے مانگی جاتی ہے، ہم غوثِ اعظم سے مدد مانگتے ہیں۔ یقیناً ہمارے مقابلہ میں غوثِ اعظم بہت بھاری بھرکم ہیں بولو ہیں کہ نہیں ہیں؟ (سامعین: ''بیشک، سبحان اللہ'') اللہ اکبر۔ ہم اس شرط کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں؟ جس شرط کے پورا کرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی۔ ''إذا فات الشرط فات المشروط'' عقل ونقل کا مسلم قاعدہ ہے۔ اس میں کسی شک کا سوال نہیں ہے پوری دنیا میں یہ اصول تسلیم کرلیا گیا ہے۔ ''اذا فات الشرط فات المشروط'' کوئی دھرم کا ہو، کسی مذہب کا ہو، کسی ملک کا رہنے والا ہو، کسی نسل کسی رنگ سے تعلق رکھنے والا ہو، کچھ کھاتا پیتا ہو، کوئی دھندہ بیوپار کرتا ہو۔ لیکن یہ اصل اپنی جگہ پر سب کے پاس ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط جب شرط فوت ہوجاتی ہے تو اس پر جو نزبھر کرتا ہے کام یعنی مشروط وہ بھی فوت ہوجایا کرتا ہے آپ میرے یہاں آئیں گے تو میں آپ کو ملیدہ کھلاؤں گا، اب آپ اپنے گھر بیٹھے رہے تو پھر آپ نے کہا کہ میاں نے تو ملیدہ ولیدہ کچھ بھی نہ کھلایا، آپ کیا میرے گھر آئے؟ یہ میں نے تھوڑے ہی کہا تھا کہ آپ کے گھر ملیدہ پہنچاؤں گا۔ میرے گھر آپ تشریف لائیں گے تو آپ کی خدمت میں ملیدہ حاضر کیا جائیگا۔ حلوہ حاضر کیا جائے گا۔ توشۂ قادریہ، توشۂ غوثیہ حاضر کیا جائے گا۔ لیکن آپ تو اپنے ہی گھر تشریف فرما رہے ہیں تو کیسے ملیدہ حلوہ حاضر کیا جاتا۔ رب کریم فرماتا ہے " وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ " (آل عمران:۱۳۹) اب آپ سب میرے اشارات کو سمجھ رہے ہوں گے یہاں کوئی نہیں بیٹھا ہے کہ جو اتنی موٹی موٹی باتیں اتنی کھل کھل کر کہہ رہا ہوں وہ آپ لوگوں کی سمجھ میں نہ آرہی ہوں، سب بال بچے دار بیٹھے ہوئے ہیں ماشاء اللہ۔ دنیا میں رہتے ہیں اور کم از کم دونوں تینوں ٹائم میں مل کر سو سوا سو گرام آٹا کھا ہی لیتے ہیں، سمجھ گئے آپ، تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ سمجھ میں نہیں آرہا ہو۔ اب دوسرا پہلو ہے وہ بہت زیادہ۔ وہ اس دنیا میں ہے، اسے تو پوری زندگی میں دیکھنا ہے سمجھنا ہے، سوچنا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے، وہی بات ''چل گئی''۔ بھٹیار خانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں بے فکرے۔ ایک آدھ پیالی چائے کی پی لی، اخبار اٹھالیا، چاہے وہ سڑا ہوا چار ہفتے پہلے کا ہو، کوئی کام نہیں دھندا نہیں، حافظ صاحب اپنی دکان پر جاکر بیٹھے، یہ حافظ جی اپنے یہاں گئے، اسرائیل میاں درگاہ میں اپنے کام پر لگے

۔ بہرحال جتنے بھی آپ میں سے اپنا اپنا کام کرنے والے ہیں سب اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے۔ اب ایک کے پاس کوئی کام ہی نہ تھا، تو وہاں بیٹھ گیا۔ ''اماں سنا تم نے، ایسا ہوگیا ہے''۔ کہ اچھا، تو آپ نے اس کا مشاہدہ کیا؟'' نہ۔ میں نے تو نہیں کیا وہ پڑوسی کہہ رہا ہے۔'' ٹھیک صاحب پڑوسی سے ملاقات ہوئی تو اس سے پوچھ لوں گا۔ پہنچے پڑوسی کے پاس اس نے کہا'' میں کیوں دیکھتا ایسی چیز کو وہ تو میرا بزار سے آیا تھا نوکر سودا لے کر وہ کہہ رہا تھا کہ ایسا ہوگیا ہے'' — فرمایا سرورِ عالم ﷺ نے کہ سب سے پہلے جس نے کہا وہ تو ملے گا ہی نہیں۔ وہ تو وہ ہے، وہ خبیث جو اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ یہ کہہ کر آیا ہے میں تیرے سارے بندوں کو گمراہ کردونگا۔ (حافظ شریف احمد ''سچ ہے'') وہ جو بی جمالو ہیں وہ تو پردے میں ہیں بس ایک ذرا سا اکسادیا اور انہوں نے کہا'' چل گئی'' ارے بھائی کیا چل گئی؟ کیا چیز چل گئی؟ کھوٹی چونی چل گئی کھوٹا روپیہ چل گیا؟ نہیں۔ تو قرآن فرماتا ہے۔ سنو ان افواہ بازاری کے متعلق۔ آج کی بات نہیں ہے۔ یعنی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر تم نے تاریخ پڑھی ہوگی، نہ پڑھی ہو تو اب اٹھا کر پڑھو کہ جب آخری بار دلی لٹی ہے۔ اللہ اکبر۔ محمد شاہ بادشاہ کی سلطنت تھی اس وقت جب دلی لٹی ہے اور نادر آیا ہے اور اس نے لوٹا ہے۔ تخت طاؤس لے گیا اور سب ہی کچھ لے گیا۔ سمجھ گئے آپ، کچھ نہیں چھوڑا اس نے یہاں پر۔ تو اس وقت ایک افواہ ہی تو اڑی تھی۔ ایک چنڈو خانے سے یہ افواہ اڑی تھی کہ ''وہ مارا'' ارے بھائی کس کو مارا۔ بس خالی یہ تھا کہ وہ مارا۔ ارے بھائی کس کو مارا۔ ارے نادر کو مار دیا۔ ہیں نادر کو؟ نادر کی تو ابھی ہمارے بادشاہ سے گفتگو ہوئی۔ ارے تمہیں کیا معلوم تم سو رہے ہوگے ایک آدمی بھیج کر محمد شاہ نے کرادیا اپنا کام۔ کہا اچھا۔ اب وہ نکلے وہاں سے گھر پہنچے۔ گھر والی سے کہا سنا تم نے، گئے۔ بہت شور مچایا تھا بہت سر اٹھایا تھا، ہمارے یہاں کا سارا مال و دولت لوٹا، گئے۔ کہا اچھا۔ اب پڑوس سے کوئی آگئی تو اس نے کہا، سن رہی ہے، سن، ہوگیا۔ اچھا ہوگیا۔ یہاں تک کہ ذرا سی دیر میں پوری دارالسلطنت دہلی میں یہ خبر پھیل گئی، جنگل کی آگ کی طرح کہ نادر میاں پہنچ گئے مرملتان۔ جب یہ سنا دلی والوں نے تو پھر نکل پڑے بھائی لوگ۔ شمشیر بکف اور نادر کے ساتھیوں، ان کے سپاہیوں ان کے لشکریوں کو ان کے فوجیوں کو ایک طرف سے ختم کرنا شروع کردیا۔ تہہ تیغ کرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ محمد بن قاسم معروف بہ فرشتہ مورخ مشہور لکھتا ہے کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ تب اس کے کان میں یہ خبر پہنچی۔ وہ نکلا وہاں سے ہاتھی پر بیٹھ کر

۔کون ؟جو مر کے ملتان پہنچ گیا تھا، چنڈو بازوں کے نزدیک۔ کہا بھائی میں تو زندہ ہوں مجھے دیکھو، کہنے لگے ارے جانے کون بھکوا چلا آیا، جانے کون مسخرہ ہے۔ وہ ہو گیا رات ہی میں کام۔ اب جو اس نے دیکھا اپنے والوں کی سینکڑوں ہزاروں لاشیں پڑی ہوئی تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ لال قلعہ کی موتی مسجد میں جاکر تلوار کو باہر نکال کر بیٹھ گیا ۔اور اس نے حکم دیا گرفت الضرب وکشت۔ پکڑو اور مارو۔ جہاں تک کوئی بچہ چھوٹا بڑا بوڑھا بیمار کوئی بھی ملے دلی والا اسے چھوڑنا نہیں۔ اب محمد شاہ میں تو کوئی طاقت ہی نہیں تھی۔ طاقت ہوتی تو نادر شاہ آتا ہی کاہے کو دلی۔ اگر ان کا وقت بنا ہوا ہوتا تو پھر دلی میں آتا ہی کاہے کو۔ میں بہت مختصر بیان کر رہا ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نظام اول آصف جاہ اول اپنے ہاتھ رومال سے باندھ کر جو عاجزی کی نشانی ہوتی ہے۔ تلوار بجائے کمر سے لگانے کے گلے میں ڈال کر اور اپنی جان پر کھیل کر موتی مسجد پہنچے، وہ بیٹھا ہوا تھا منہ سے پھین جھڑ رہے تھے غصہ میں اور طیش میں وہ کانپ رہا تھا۔ سلام کا جواب نہیں دیا۔ تب انہوں نے ایک شعر پڑھا ع

کسے نہ ماند کہ اورا بہ تیغ ناز کشی

مگر کہ زندہ کن و باز کشی

کوئی اب باقی نہیں ہے زندہ جسے تم اپنے تیغِ ناز سے قتل کرو ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جو مار دیئے ہیں ان کو پھر زندہ کرو اور پھر مارو۔ اس نے نگاہ اٹھائی اور کہا بڈھے صوبیدار سے نظام اوّل صوبیدار دکن تھے: ”بہ ریشت سفید بخشیدم“۔ تیری بڈھی ڈاڑھی کے صدقے میں ہم نے معاف کر دیا۔ تیری سفید داڑھی کے صدقے میں ہم نے معاف کر دیا۔ بہ ریشت سفید بخشیدم۔ اور یہ کہہ کر اس نے تلوار نیام میں ڈالی اور اس کے بعد اس کے نقیب وچاؤس آواز دیتے ہوئے الامان الامان چلے۔ تو لکھتا ہے محمد قاسم مورخ جو تلوار اٹھ چکی تھی کسی کی جان لینے کے لئے وہ ہاتھ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ لیکن اتنی دیر میں تو نہ جانے کتنے کھپت چکے تھے۔ یہ صرف افواہ تھی، افواہ بازار تھی۔ جی افواہ بازاری تھی کہ چل گئی، کہ ہو گئی کہ چل گیا، کہ مر گیا یہ سب افواہِ بازاری ہے۔ یہ سب ٹھلوا لوگوں کا کام ہے جو بالکل بے کار ہیں دین و دنیا کے کسی کام سے۔ یہ سب ان لوگوں کا کام ہے۔ خالی چنڈو خانے میں بیٹھیں گے، خالی کسی بھٹیار خانے میں خالی کسی ہوٹل میں، خالی کسی چائے خانے میں بیٹھیں گے۔ ٹائم پاس کیسے ہو اگر یہ سب باتیں نہ کریں، ان کے پاس کوئی کام دھندہ تو ہے نہیں۔ کاشتکار کے پاس

کھیت کا دھندہ ہے، نوکر کے پاس قلم کا دھندہ ہے، اور جو اور کام کرتے ہیں کارخانے میں کارخانے کا مزدور جاتا ہے وہاں اپنا چرخہ چلاتا ہے، کرگھا چلاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن بہت سے ایسے ہیں جن کے پاس کوئی کام نہیں ہے تو بس یہی کام ہے ان کے پاس اور یہ کام کرتے ہیں۔ ذرا سی پُر چک لگائی اور پھر جب معاملہ پہنچ جاتا ہے آخر تک تب پھر کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے، تو یہی سب سے پہلے تاپنے کے لئے آتے ہیں۔

لہٰذا میرے بھائیو بہنو! میرے قصبہ کے لوگو بزرگو اور عزیزو! چھوٹوں اور بڑوں میں تم سب سے چھوٹا ہوں عمر میں چاہے بڑا ہوں لیکن چھوٹا ہوں لہٰذا میں تم سب کی خدمت میں یہ نوید ن کرتا ہوں، تم نے آج مجھے نہیں دیکھا ہے میں تمہارے سامنے آج نہیں آیا ہوں۔ اب تو میری داڑھی سفید ہو گئی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہم میں جس جس کی داڑھی اسلام میں سفید ہوئی ہو میں اسے مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ بہ حکم حبیب ارشاد فرمایا حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہ اس داڑھی سے حیا فرماتا ہے جو اسلام میں سفید ہوئی ہو۔ جس وقت سے نکلی ہو تو وہ مسلمان ہو اور جس وقت کہ اسے کفن پہنا کر قبر میں اتارا جائے اس وقت بھی مسلمان ہو۔ ایسی داڑھی رکھنے والے، سفید داڑھی رکھنے والے سے اللہ حیا فرماتا ہے۔ تب علمائے محدثین نے یہاں پر ایک اشکال وارد کیا اور انہوں نے خود ہی جواب بھی دیا۔ پہلے سوال قائم کیا، یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے شرم کرنے کا کیا مطلب ہے ؟اللہ شرم فرماتا ہے ارے بھائی ہم شرم کریں ہم شرمائیں اپنے گناہوں پر، ہم تو شرماتے نہیں اپنے گناہوں پر تو اللہ تو معاذ اللہ استغفر اللہ خدا کیا اس کے ذمہ کوئی گناہ ہے، استغفر اللہ استغفر اللہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہم گناہ کرتے ہیں، پر وہی معاف کرنے والا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس سے دعائیں کریں، توبہ اور استغفار کریں نمازوں کے بعد۔ اپنی نماز کو ہم وسیلہ بنا کر، وہ ٹوٹی پھوٹی سہی، نہ ہی ہم اس کے آداب و مستحبات اور سنن کے ساتھ پڑھ سکتے جیسا کہ ہمارے بزرگ پڑھا کرتے تھے لیکن جیسے بھی پڑھتے ہیں اس کو ہم وسیلہ بنا کر اسے رب کے حضور میں پیش کریں۔ اے اللہ اپنی اس عبادت کے وسیلہ میں جسے تو نے اور تیرے پیارے محبوب نے سب سے زیادہ پسندیدہ فرمایا، فرمایا تیرے محبوب نے ” قرة عینی فی الصلوٰة “ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ سمجھ گئے، اس کو ہم وسیلہ بنا کر پیش کریں اور دعا کریں۔ اے اللہ ہم پر سے یہ مصیبت ٹال دے ،اے اللہ تعالیٰ ہم پر

سے یہ آفت ٹال دے۔ اے اللہ ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں سمجھ عطا فرما، ہمیں وہ سمجھنے والی سمجھ عطا فرما۔ میرے الفاظ پر غور کرنا، تنہائی میں بیٹھ کر غور کرنا کہ سمجھنے والی سمجھ کیا ہوتی ہے؟ عقل سلیم عطا فرما۔ اب اللہ نے سب کو دی ہے تھوڑی بہت، عقلِ سلیم عطا فرما۔ بلاوجہ کے جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینے کی۔ تم نے بہت موقعوں پر ہوش سے کام لیا ہے۔ مگر اس کی تاریخ تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں تو نہیں وہ اس وقت میرا موضوع نہیں ہے۔ لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو۔ میرے ہم عمر جو بیٹھے ہیں اس مسجد میں یا مجھ سے عمر کے اعتبار سے کچھ چھوٹے بیٹے ہیں۔ بچے جو اس سنہ کے بعد پیدا ہوئے وہ تو نہیں بتا سکیں گے لیکن آپ سب بتا سکیں گے کہ ایک ایسا وقت آیا تھا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے ٹال دیا۔ بفضلہ تعالیٰ۔ اور تم نے دیکھا ہے مجھے کہ میں نے کبھی جذبات سے کام نہیں لیا کبھی تم کو بھڑکا کریا مشتعل کر کے معاذ اللہ کہ چڑھ جا بیٹے سولی پر... اب اسکے آگے جو ٹکڑا ہے وہ میں مسجد میں نہیں دوہراؤں گا۔ ''چڑھ جا'' یہ تو نیتاؤں کا کام ہے جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ رات میں ٹوپیاں ہری تھیں، مسلم لیگ کی ٹوپیاں ہری تھیں۔ اللہ اکبر اور ۱۴اور ۱۵ار ۷ ۱۹۴ء کی رات میں ۱۱بج کر ۵۹ منٹ پر جب لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اعلان کیا ہندوستان کی آزادی کا اب جو ان ہی لوگوں کو دیکھا تو صبح سب سفیدے تھے، ملیح آباد میں سفیدا بہت مشہور ہے۔ سفیدا آم، سب سفیدے تھے، ایک طرف سے سب سفیدے تھے۔ سب کے تھری ناٹ تھری لگی ہوئی تھی۔ ارے یہ کیا ہو گیا بھائی؟ یہ رنگ کیسے بدل گیا؟ تو بات یہ ہے کہ اللہ کا رنگ ہوتا تو نہ بدلتا، رب ارشاد فرماتا ہے۔ ''صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرة:۱۳۸) اللہ کا رنگ تو ایسا چوکھا چڑھتا ہے کہ اپنا خون دے دیتے ہیں لیکن اللہ کا رنگ نہیں اترا کرتا۔ اللہ اکبر۔ اللہ کا رنگ نہیں تھا۔ یہ تو شیطان نے جو رنگ چڑھایا تھا، یہ تو شیطان نے بہکایا تھا۔ ہمیں وہ سب دن یاد ہیں۔ آپ میں کے جو میری عمر کے بیٹھے ہیں انہیں بھی وہ دن یاد ہونگے، لیکن زیادہ تر بچے بیٹھے ہوئے ہیں، کل کے پیدا ہونے والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں نہیں ہوش ہوگا لیکن ۷ ۳ء سے ۷ ۴ء تک کے یہ دس سال جیسے بیتے ہیں اسکا مجھے ہوش ہے الحمد للہ رب العالمین۔ ایک ایک فل اسٹاپ، ایک ایک کاما میرے پیش نظر ہے۔ راتوں رات بقول شخصے کہ میاں گرتے ہی مزہ بدل گیا، آپ نے سنا؟ نہیں سناؤں گا اس وقت پھر دیکھا جائے گا۔ بہرحال مثل ہے کہ گرتے ہی مزہ بدل گیا، تو

رات بدلی، دن نکلا تو سب کی ٹوپیاں سفید تھیں۔ پھر وہ ٹوپیاں بدلیں تو صاحب وہی ٹوپیاں جو سفید تھیں سرخ ہو گئیں۔ ہوئیں کہ نہیں بولو؟ (سامعین: ''ہوئیں'') غلط کہہ رہا ہوں؟ (سامعین: ''نہیں'') سرخ ہو گئیں۔ لیکن الحمد للہ اللہ نے جن بندوں کے اوپر اپنا فضل فرمایا ان کی ٹوپیاں جیسی جب تھیں ویسی اب ہیں، یہ ہمارے سامنے بیٹھے ہیں ان سب کی ٹوپیاں وہی ہیں ان کا رنگ نہیں بدلا، مگر ان میں ہر ایک کی سفید ہوئی اور سفید سے سرخ ہوئی۔ اب معلوم نہیں۔ اللہ نہ کرے خدانہ کرے کہ کالا رنگ ہو جائے۔ روسیاہی سے اللہ تبارک وتعالیٰ محفوظ رکھے۔ درود شریف پڑھ لیجئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا وَ شَفِيْعِنَا وَ مَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وْ بَارِكْ وَ سَلِّمْ صَلَاةً وَ سَلَاماً عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ تو یہ نیتاؤں کا کام ہے، وہ گرگٹ کے سے رنگ بدلتے ہیں۔ جہاں انہیں میٹھا میٹھا ملتا ہے سب ہپ ہپ کر کے کھا جاتے ہیں اور کڑوا کڑوا قوم کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ بولو یہی ہے نا، نیتا کی اصل حقیقت یہی ہے الا ماشاء اللہ۔ ہر کلیّے کے کچھ مستثنیات ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور سے کڑوا کڑوا تھو تھو اور میٹھا میٹھا سب ہپ ہپ۔ تو میٹھا میٹھا سب یہاں لاکر رکھ دو لیکن نہیں خانقاہ برکاتیہ کے غلام، خانقاہ برکاتیہ کے جو خدام ہیں۔ خانقاہ برکاتیہ کے صاحب البرکات نے یہ تعلیم نہیں دی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔ کہ تم جذبات سے کھیلو اپنے بھائیوں سے کھیلو۔ نہیں۔ اور میں نہ کبھی جذبات سے کھیلا ہوں میں صرف اپنی ذمہ داری نباہ رہا ہوں، اپنی حد تک۔ یہ جو میں تمہارے سامنے میں کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر مخاطب کرتا ہوں، میں صرف اپنی بات کہہ رہا ہوں کہ میں نہ کبھی جذبات سے کھیلا ہوں اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کھیلوں گا کبھی بھی۔ اب میرے بعد جو بھی آئے تو پھر اللہ جانتا ہے جل جلالہ وعم نوالہ کیا ہوگا۔ لیکن میں جب تک زندہ ہوں کبھی تمہارے جذبات سے نہیں کھیلوں گا بہت سے موقع آئے۔ ۹۰ء میں بھی تمہیں یاد ہوگا میں نے کبھی جذبات سے کام نہیں لیا، اس لئے تمہاری خدمت میں جو کچھ عرض کیا ہے اور تمہیں وہی طریقہ بتایا ہے جو طریقہ احسن ہے۔ آج بھی میں وہی تمہیں تعلیم کرنا چاہتا ہوں۔ اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہو اور اس بات پر تو ہر مسلمان کا یقینی یقینی ایمان ہے اور ہونا چاہئے کہ جب تک اللہ نہیں چاہے گا کوئی ہمیں مار نہیں سکتا (بیشک) ہے نا یہی بات؟ (بے شک، بے شک) ہاں! کوئی مار نہیں سکتا، کوئی بڑی سے بڑی طاقت نہیں مار سکتی اگر ہم سمندر میں خدانخواستہ

گر گئے ہیں تو ڈوب نہیں سکتے سمندر کے اندر۔ تم نے پڑھا ہوگا اخباروں میں آج سے کئی سال پہلے کا قصہ ہے پاکستان انٹر نیشنل ایرویز کا ایک طیارہ چلا جارہا تھا، سمندر پر سے اڑ رہا تھا، ایک ماں اور ایک باپ اور ان کے دو چھوٹے چھوٹے بچے وہ ساتھ میں تھے۔ یکایک معلوم نہیں کون سی ایسی آفت آئی کہ پوری سیٹ نکل کر سمندر کے اندر چلی گئی۔ ماں باپ رہ گئے جہاز میں۔ جس پر بچے بیٹھے تھے وہ سیٹ نکل کر نیچے چلی گئی۔ تو آپ سوچئے کہ جو ایوریسٹ سے اونچا جہاز اڑ رہا ہو تب پھر وہاں سے بچنے کا سوال پیدا ہوتا ہے؟ بہت کچھ روئے دھوئے ادھر اُدھر گئے، یہ بھی کیا وہ بھی کیا مگر کہاں؟ بات ختم ہو گئی۔ اب معاملہ کیا ہوا؟ میں ۱۹۸۶ء میں کراچی گیا تھا تب لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ ۱۹۸۶ء سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے کہا میاں وہ بچے آگئے۔ میں نے کہا بچے آگئے۔ کہنے لگے ہاں آگئے۔ وہ بچے جب سمندر میں گرے تو وہاں کچھ مچھیرے موجود تھے، جو سمندر میں تیرتے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ اوپر سے کچھ گرا ہے سمندر میں اور وہ دوڑے اس کی طرف دریا میں۔ اور وہ تو صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میلوں غوطہ لگاتے ہیں اور پھر باہر آجاتے ہیں زندہ صحیح سلامت اللہ کے حکم سے۔ لہٰذا ان دونوں کے بال پکڑے ہوئے باہر لے کر آئے۔ دونوں بے ہوش تھے۔ خیر ان کو الٹا لٹکایا، پانی نکالا۔ اب بڑے بیچ میچ میں وہ مچھیرے کہ یہ بچے ہیں کس کے؟ بچے اتنے سہمے ہوئے تھے کہ وہ پورا بول بھی نہیں سکتے تھے ایک بہن تھی اور ایک بھائی تھا۔ خیر جیسے تیسے کر کے وہ انہیں اپنے گھر لے گیا اور گھر پر اس نے پالنا شروع کیا ان کی پرورش کرنا شروع کی۔ اب آپ دیکھئے سمندر میں گرنے کے بعد، ندی میں نہیں گرے، تمہاری کالی ندی (مارہرہ اور کاسگنج کے درمیان ایک ندی) میں نہیں گرے نہر میں نہیں گرے اور سمندر کی گہرائی میلوں ہوتی ہے۔ اللہ اکبر۔ لیکن اللہ کو ان کا رکھنا منظور تھا آج وہ موجود ہیں، فیکٹری میں کام کر رہے ہیں اپنی جگہ پر۔ اور ان کے ماں باپ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ وہ تو ایک حساب سے بھول ہی گئے تھے ان بچوں کو۔ قاعدہ یہ ہے کہ کتنا ہی بڑا غم ہو کتنا ہی بڑا رنج ہو لیکن جیسے جیسے دن بیتتے جاتے ہیں آدمی اس رنج کو بھولتا جاتا ہے۔ باپ کی موت ہو۔ ٹھیک ہے، کیا باپ کی موت کا کوئی علاج ہو سکتا ہے اللہ کا حکم آیا باپ چلا گیا۔ اللہ کا حکم آیا ماں بھی چلی گئی کچھ دن روئے دھوئے۔ حالانکہ رونے دھونے، ماتم کرنے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے، سنو میرے بھائیو! حدیث بتا رہا ہوں تمہیں "ان المیت یعذب ببکاء اھلہ" متفق

علیہ حدیث ہے۔ وہی ابا ہریرہ وہی بلیا کے باپ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا ان سے اتنی حدیثیں مروی ہیں عن ابی ہریرۃ، عن ابی ہریرۃ، عن ابی ہریرۃ۔ متفق علیہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حدیث کی دو مشہور کتابیں ہیں۔ اللہ اکبر۔ ان میں کی پہلی بخاری اس کے متعلق تو علماء آج نہیں برسہا برس پہلے طے کر چکے ہیں کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللّٰہ الباری ھو البخاری۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ صحیح کتاب اللہ کی کتاب کے بعد وہ بخاری ہے۔ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ میں نام بتا رہا ہوں اس کے لکھنے والے کا، ہر حدیث انہوں نے باوضو اور دو رکعت نفل پڑھ کر لکھی ہے، اب بھلا بتاؤ تو سہی ان کے لکھنے کا کیا جواب ہے۔ ہم تو پڑھ نہیں پاتے حدیث کو باوضو، اللہ اکبر اور انہوں نے تو لکھی ہر حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔ بات دور پہنچ رہی ہے میں آپ کو پھر اپنے اسی مرکز کی طرف لیکر آؤں۔ اے میرے مارہرہ کے بھائیو، اے مارہرہ کے بزرگو عزیزو اور بچو! جتنے تم سب یہاں بیٹھے ہوئے ہو آج جمعہ کا دن ہے، لوگ پوچھتے ہیں صاحب فلانی تاریخ کیسی ہے، ارے تاریخیں تو سب اللہ کی بنائی ہوئی ہیں۔ دن سارے اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اماں تاریخ بدلتی ہے سنہ بدلتا ہے، مہینہ بدلتا ہے، کیا اللہ بھی بدلتا ہے؟ (سامعین: نہیں) کیا اللہ سے کسی سنہ میں اس کی قدرتیں کوئی چھین سکتا ہے؟ (سامعین: نہیں) کوئی چھین سکا ہے؟ (سامعین: نہیں) کوئی چھین سکے گا؟ (سامعین: نہیں) جب ہمارا یہ عقیدہ ہے الحمد للہ ہم تو ایسے رب پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ ہمارا ہی رب نہیں ہے بلکہ ساری مخلوق کا رب ہے اور وہ کسی کا بھی مان لو بالفرض المحال رب نہ ہوتا، اسنے کچھ نہ پیدا فرمایا ہوتا دنیا میں اور آسمانوں میں اور عرش و کرسی میں لیکن ایک محمد کو پیدا کیا ہوتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم تو وہی سب سے بڑی دلیل ہیں اپنے رب کے وجود کے اوپر۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ع تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور۔ لوگوں کی پیشانیوں پر سلوٹیں پڑجاتی ہیں اعلیٰحضرت کا نام سن کر لیکن سنی مسلمان کے ماتھے پر سلوٹ نہیں پڑ سکتی۔ اس کا چہرہ تو پھول کی طرح کھل جائے گا۔ دیکھو میں اتنی دیر سے ان کی نعت پڑھ رہا ہوں لیکن کیا کروں مجبور ہوں، اللہ اکبر، کوئی چیز چھوڑی نہیں ہے اعلیٰحضرت نے بیان فرمانے سے۔ فرماتے ہیں

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِم ہے یہ وہ اِن ہوا تم پہ کروڑوں درود

اب میں تمہیں اس کے معنی بتادوں، تم سے خدا کا ظہور یہ مصرع بہت صاف ہے۔ تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور لِم ہے یہ وہ اِن ہوا تم پہ کروڑوں درود۔ تو یہ لِم اور اِن کیا ہے؟ حافظ صاحب (حافظ شریف برکاتی) بھی پوچھ رہے ہیں مجھ سے کہ یہ کیا دو لفظ، لِم لام میم اور یہ الف نون اِن کیا ہے؟ یہ لِم اور اِن کیا؟ میں بتاؤں آپ کو کہ منطق میں دو دلیلیں بہت مشہور ہیں ایک دلیل لِمّی کہلاتی ہے اور ایک دلیل انی کہلاتی ہے۔ آپ کہیں گے پھر وہی بات کہ دلیل لمی اور دلیل انی۔ ہاں وہی بات سنو دلیل کے معنی ہیں کھلی ہوئی روشنی، جو حق چیز کو چمکادے، جو اس کا مدلول ہے جس کے لئے وہ لائی گئی ہے اس کو بالکل صاف صاف بیان کردے جیسے آپ سب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کے کان بھی دیکھ رہا ہوں، ناک بھی دیکھ رہا ہوں ایسے ہی آپ میرے دیکھ رہے ہیں۔ پیٹھ البتہ آپ کی مجھ سے پوشیدہ ہے تو آپ کی بھی نظر سے میری پیٹھ پوشیدہ ہے۔ ادھر کی طرف ہے۔ تو دلیل انی کہتے ہیں اس کو کہ دلیل سے مدلول پر روشنی پڑے۔ اور دلیل لِمّی کہتے ہیں کہ مدلول سے دلیل پر روشنی پڑے۔ آگئی بات سمجھ میں؟ اچھا ابھی نہیں آئی تو اب سنو میں مثال دے کر بتاتا ہوں مثلاً آپ نے کہا" ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود "اگر سورج چمک رہا ہے تو دن موجود ہے۔ بولو بھائی اب آئی سمجھ میں۔ وہ تو عربی کا جملہ تھا نہیں سمجھ میں آیا ہوگا۔ ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود میں تو ترجمہ کرتا جارہا ہوں ساتھ ساتھ۔ ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود اگر سورج موجود ہے بولو بھائی اس وقت سورج موجود ہے کہ نہیں ہے؟ (ہے) یہ رات ہے کہ دن ہے؟ (سامعین "دن") جمعہ کی نماز رات کو پڑھوگے؟ (سامعین "نہیں") جمعہ کا وہی وقت ہے جو ظہر کا وقت ہے۔ ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود اگر سورج چمک رہا ہے تو دن موجود ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ سورج چمکنا یہ دلیل ہے کا ہے کی؟ دن کے موجود ہونے کی۔ تو دلیل سے مدلول پر روشنی پڑی، آیا سمجھ میں؟ دلیل سے مدلول پر روشنی پڑی۔ اچھا اب تم نے یہ نہیں کہا" ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود" بلکہ تم نے یہ کہا دن موجود ہے اس لئے کہ سورج چمک رہا ہے۔ پہلے پھیرے میں تم نے یہ کہا تھا کہ چونکہ سورج چمک رہا

ہے اس لئے دن موجود ہے۔ اب اس کو الٹ کر کہا، یہ دلیل لِمّی ہے۔ وہاں دلیل سے مدلول پر روشنی پڑی اور یہاں مدلول سے دلیل پر روشنی پڑی۔ اب اس شعر کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود

اللہ اکبر۔ اللہ ہے اسلئے کہ محمد ﷺ ہیں۔ اور محمد ﷺ ہیں اس لئے کہ اللہ ہے جل جلالہ و عم نوالہٗ۔ بہت مختصر الفاظ میں یہ دلیل لِمّی و اِنی ہے۔ یاد رکھنا اس بات کو ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ ۔یاد رکھو مؤثر حقیقی صحیح اثر دینے والا اللہ ہے، اس لئے ہماری شریعت مطہرہ نجومیوں کی بات پر یقین نہیں فرماتی۔ نجوم ایک بہت بڑا علم ہے، بہت زبردست علم ہے، اور عرب کے نجوم کے اصول کچھ اور ہیں، ہندی نجوم کے اصول کچھ اور ہیں۔ لیکن ہماری شریعت مطہرہ؟ شریعت نے تو ہم کو یہ عقیدہ عطا فرمایا ہے کہ اصل اثر دینے والا اللہ ہے، وہ تو رفتار کواکب سے، ستاروں کی رفتار سے احکام لکھتے ہیں کہ اگر یہ ستارہ ایسے سے ایسے چلا یا ایسے سے ایسے چلا یا ستارہ ستارے کے ساتھ مل کر چلا، اب ۹۳ کی جنتری آئے ۹۳ کا کلینڈر آئے تو دیکھو اس میں سب لکھا ہوگا۔ پورے سال کی پیش گوئیاں لکھی ہوں گی۔ یہ ہوگا، وہ ہوگا، یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ اور یہاں مسلمان یہ کہتا ہے کہ نجومی کچھ بھی کہے کہ یہ ہوگا لیکن اللہ کے علم قدیم میں اگر یہ آگیا ہے کہ یہ نہیں ہوگا تو نجومی لاکھ بار کہے وہ نہیں ہوگا۔ (سامعین "بے شک") اور جس کو وہ کہے کہ یہ نہیں ہوگا لیکن اللہ کے یہاں طے کیا جاچکا ہے قدیم میں، ازل میں طے کیا جاچکا ہے کہ وہ ہوگا تو ہو کر رہے گا۔ اللہ اکبر، یہی تو معاملہ ہے کہ ہماری زبانوں پر لفظ انشاء اللہ ہے۔ ہم نے آپ سے پوچھا کہئے صاحب اب کب تک آئیں گے؟ آپ رخصت ہو رہے ہیں ہمارے یہاں سے مہمان کے بطور آئے تھے۔ آپ نے کہا انشاء اللہ جب آپ یاد کریں گے تب ہم آجائیں گے، انشاء اللہ ہم کیوں کہتے ہیں؟ قرآن فرماتا ہے، سنو آج بتارہا ہوں اس سے پہلے میں نے شاید نہیں بتایا تھا۔ "وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ (الکهف: ۲۳-۲۴) (اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردونگا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ (کنزالایمان) قرآن پڑھتا ہوں تمہارے سامنے قدم قدم پر کیونکہ مجھے حدیث شریف زیادہ نہیں آتی۔ قرآن کا میں حافظ ہوں الحمد للہ، وہ تو

میرے سینے میں محفوظ ہے۔ وہاں تو بقول شخصے، چار گھڑے رس کے بھرے چور تکیں لے نہ سکیں۔ بچپن میں ایک پہیلی سنی تھی کہ چار گھڑے..... تو اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتا تھا لیکن جب بڑے ہوئے تو سمجھ میں آگیا کہ بھینس کے چار تھن ہیں۔ پھر اور جب بڑھے تو سمجھ میں آگیا کہ یہ تو کچھ مشکل نہیں ہے ان چار گھڑوں میں جو کچھ ہے، ارے ذرا یوں کیا تو چاروں کا آگیا اپنی دیگچی میں۔ کیا مشکل ہے۔ روزانہ سینکڑوں من۔ اب تو مشینیں چل گئی ہیں، مشینوں سے دوہا جاتا ہے دودھ۔ ہاتھوں سے اتنا نہیں دوہ پاتا ہے، تو منوں سے دودھ آتا ہے، کو بطلوں سے دودھ آتا ہے۔ لیکن وہ بات وہی ہے کہ یہ جو قرآن کی دولت جس کسی مسلمان بچے کے سینہ میں محفوظ ہے۔ میری تو عمر اب آئی ہے لگ بھگ ۷۰ کے، تو بفضلہٖ تعالیٰ آٹھ نو سال کی عمر میں حفظ قرآن کر لیا تھا۔ اللہ کے اور اللہ کے رسول کے فضل و کرم سے اور میرے بزرگوں کی اور میری ماں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی شفقت سے اور عطوفت میں میں نے قرآن شریف کا حفظ شروع کیا اور سوا پانچ پارے میں نے اپنی ماں سے حفظ کئے، الحمد للہ رب العالمین سوا پانچ پارے ان سے حفظ کئے۔ تو میں قرآن پڑھتا ہوں تمہارے سامنے، قدم قدم پہ قرآن پڑھتا ہوں۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تقولن لشئی۔ ہرگز نہ کہنا کسی کرنے کے لئے "ولا تقولن" یہاں بھی نون تاکید کا ہے، وہ بھی نون تاکید ثقیلہ ہے وہ تقولن اور لشایء شایء پر جو دو زیر لگے ہوئے ہیں یہ تنوین کہلاتی ہے اور یہاں پر علمائے مفسرین فرماتے ہیں کہ تنوین تنوینِ تنکیر ہے یعنی یہاں کوئی خاص شئی مراد نہیں ہے بلکہ کسی بھی چیز کے لئے کھانے کی ہو پینے کی ہو، آنے کی ہو، جانے کی ہو، شادی بیاہ کی ہو، کچھ بھی ہو کھیت بونے کی ہو، کارخانے میں جانے کی ہو، دکان نئی کھولنی ہو، یا مکان نیا خریدنا ہو، ولا تقولن لشئی انی فاعل ذلك غدا (الکہف ۲۳۔ ۲۴) یہ ہرگز نہ کہنا کہ میں کل یہ کام کرنے والا ہوں مگر کیسے کہنا ان شاء اللہ۔ (مگر یہ کہ اللہ چاہے)

واخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين۔

رویت ہلال پر تاجدار مارہرہ کا ایک اہم فتویٰ

سید ملت سید شاہ آل رسول حسنین نظمی
سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ

آبروئے خانوادۂ برکاتیت تاج العلماء حضور سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی سادات مارہرہ مطہرہ کے ان اقطاب کی صفات کا سنگم تھی جن کی بشارت سرکار بغداد کی بارگاہ سے تسبیح کے سات منکوں کی صورت میں حضرت بو علی شاہ قلندر کے توسط سے مخدوم شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو یوں ملی تھی۔

یہی پیام یہی رسالہ　　　　کہیو برکات مارہرہ والا

حضور تاج العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کو جنہوں نے برتا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کس پائے کے بزرگ تھے۔ الحمد للہ کہ اس فقیر کو بڑے ہوش میں انہیں برتنے کا موقع ملا۔ خانقاہ میں اپنی صف کے بچوں میں میں پہلا لڑکا تھا اور اس امتیاز کے سبب سب کا لاڈلا بھی۔ اس لئے ببا حضرت کا پیار اور دلار میرے حصے میں کچھ زیادہ ہی آیا تھا۔ حضور تاج العلماء کو ہم سب گھر والے ببا کہتے تھے جو غالباً بڑے لبا کا مخفف ہے۔ ببا حضرت بہت ہی سنجیدہ بڑے ہی بردبار اور بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ہم بچے تو درکنار ان کے سامنے ہمارے بڑوں کی بھی گردنیں خم ہی رہتی تھیں۔ بڑے وجیہ و شکیل، جمال ہی جمال مگر شخصیت میں ایک ان دیکھا جلال جو صرف محسوس کیا جاسکتا تھا۔ وقت اور اصولوں کے بڑے پابند۔ معمولات ایسے چست کہ آپ اپنی گھڑی ملا لیجئے۔ علم کے کوہ ہمالہ، فضل و کمال کے بحر ذخار، قلم کے تاجدار، اسلاف کی روایتوں کے پاسدار۔ ببا حضرت کی حویلی سجادگی اور حضور اچھے میاں کا مکان جس میں ہم لوگ رہتے تھے صرف ایک دیوار بیچ تھا۔ اکثر شرارتوں پر میری والدہ مجھے مولا بخش کے توسط سے تنبیہ کرتیں۔ اس وقت میں ببا حضرت کی شفقت کی پناہ لینے کے لئے خوب زور سے رونا شروع کر دیتا۔ نتیجہ ہمیشہ میرے حق میں ہی نکلتا۔ میرے رونے کی آواز سن کر ببا حضرت اپنا عصا ٹیکتے ہوئے تشریف لے آتے اور مجھے امی جان کے غصے سے نکال کر اپنی مشفق آغوش میں

لے لیتے۔ جس وقت بباحضرت اپنے گداز گداز دائیں ہاتھ کی کلمے کی انگلی مجھے پکڑاتے تو یوں لگتا کہ جیسے مخمل چھولیا ہو۔ وہ مجھے لئے ہوئے حویلی شریف میں آتے اور اپنے حجرے میں اپنے تخت پر بٹھا کر مجھے تانبے کا ایک بڑا سا پیسہ عطا فرماتے۔ میں اپنی ساری تکلیف تو اسی وقت بھول چکا ہوتا جب بباحضرت کی انگلی میرے ہاتوں میں آجاتی۔ یہ پیسہ تو راحت کا بونس ہوتا۔ ببا حضرت حویلی میں بالکل اسی طرح تشریف لاتے جیسے وقت کا پابند سرکاری ملازم اپنے دفتر میں حاضری دیتا ہے۔ یہ حویلی دراصل ببا کا دفتر ہی تو تھا جہاں وہ دین کی ملازمت کیا کرتے تھے۔ ببا حضور نے اتنا لکھا کہ اب شاید خاندان میں کسی کو اتنا لکھنا نصیب نہ ہو۔ خاندان کی تاریخ کے علاوہ انہوں نے اپنے وقت کے سیاسی حالات، سماجی اتھل پتھل اور مذہبی ضرورتوں پر بھی قلم اٹھایا۔ مریدوں اور عقیدت مندوں کے خطوط کے جوابات لکھنا، حاجت مندوں کو تعویذ دینا، خانقاہ کا روزمرہ خرچ کا حساب درج کرنا، فتویٰ نویسی، خدا جانے بباحضرت اتنے تھوڑے سے وقت میں اتنا بہت سا کام کس طرح کرلیا کرتے تھے۔

ابا حضرت سرکار سید العلماء علیہ الرحمہ کے کاغذات میں مجھے بباحضرت کا ایک بہت پرانا فتویٰ ملا۔ یہ ایک ایسے مسئلے پر ہے جو آج ہمارے بہت سے شہروں میں مسلمانوں کے درمیان نزاع کا سبب بنا ہوا ہے۔ پہلے تو عیدیں ہی الگ الگ تاریخوں پر ہوتی تھیں پر آج تو ہم مسلمانوں کے دوسرے تہوار بھی رویت ہلال کے اختلاف کی وجہ سے الگ الگ ہونے لگے ہیں۔ بباحضرت کا یہ فتویٰ رویت ہلال کے اوپر ہے۔ بڑوں کے تبرکات کی حفاظت چھوٹوں کا فرض ہوتا ہے۔ اس فتوے کو شائع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یہ تبرک ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوجائے اور آنے والی نسلیں اس سے فائدہ اٹھاتی رہیں۔

نظمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ اب کے سال رمضان شریف کا روزہ غالباً تمام ہندوستان پنجاب و سرحدی صوبہ میں جمعہ کے دن ۲۲ جون سے شروع ہوا ہے مگر ضلع اٹک کے علاقہ چھچھہ میں ایک گاؤں کے دو شخصوں نے بدھ کے دن بیس جون کو رمضان کا چاند دیکھ کر ایک مولوی صاحب کے پاس شہادت دی اور اونہوں نے جمعرات کے دن اکیس جون کو روزہ کا حکم دیدیا چنانچہ آس پاس کے گانودن میں جمعرات کا روزہ مانا گیا اور اتفاق

ایسا ہوا کہ جس گاؤں والوں نے جمعرات کا روزہ رکھا تھا اوسی گاؤں کے انہی دو شخصوں نے معہ ایک اور ساٹھ سالہ بوڑھے کے اپنے ۲۹ روزے پورے کر کے ۱۹ جولائی کو پنجشنبہ کے دن شام کو عید کا چاند بھی دیکھ لیا (واللہ اعلم کس طرح) اور اونہی مولوی صاحب کے پاس شہادت دی اونہوں نے باوجود مطلع صاف ہونے کے صرف تین شخصوں کی شہادت منظور کر کے جمعہ کے دن بیس جولائی کو عید کا حکم دیدیا چنانچہ آس پاس کے گانووں میں عید ہو گئی اور جن لوگوں کے ابھی ۲۸ روزے ہوئے تھے ان میں سے بھی بہتوں نے جمعہ کے دن روزے توڑ دیئے اور عید منالی مگر اکثر لوگوں نے روزہ نہ توڑا۔ اب خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ جمعہ کی شام کو باوجود مطلع صاف ہونے کے پھر چاند نظر نہ آیا تو سوائے دو تین گاؤں کے اکثر جگہ کے مولویوں نے پھر تراویحیں پڑھوائیں اور شنبہ کے دن پھر روزہ رکھایا اور اتوار کے دن ۲۲ جولائی کو عید کرائی اور بعضوں نے شنبہ کو پھر روزہ تور کھالیکن (ادھر اودھر سے یہ خبر سن کر کہ فلاں جگہ دو شخصوں نے جمعہ کی شام کو چاند دیکھا ہے اور فلاں گاؤں میں چار آدمیوں نے دیکھا اور وہاں کے مولویوں نے شنبہ کی عید کرادی ہے) بعضوں نے دس بجے کسی نے دوپہر کو کسی نے سہ پہر کو روزہ توڑ دیا اور عید منالی اور بہت سے شہروں میں جمعہ کا روزہ شروع کر کے اور پورے تیس روزے رکھ کر اتوار کو ۲۲ جولائی کو عید کی۔ غرض یہ ہے کہ اس طرح تین عیدیں ہوئیں جمعہ کو بھی شنبہ کو بھی اتوار کو بھی کسی کے ۲۸ روزے ہوئے کسی کے ۲۹ اور کسی کے ۳۰ اور حقیقت حال یہ ہے کہ جمعرات کو بھی مطلع صاف تھا اور جمعہ کو بھی بالکل مطلع صاف تھا اور شنبہ کو جو چاند نظر آیا تھا بالکل پورا چاند اوسی دن کا معلوم ہوتا تھا۔ اب اس ملک مین علماء کرام کے تین حکم ہیں بعضے کہتے ہیں کہ جمعرات کا روزہ اور جمعہ کی عید درست ہے اور جمعہ کا روزہ شروع کرنے والے جمعرات کے روزے کی قضا رکھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جمعرات کا روزہ بھی غلط تھا اور جمعہ کی عید بھی غلط ہے جمعہ کا روزہ اور شنبہ کی عید درست ہے جمعہ اور شنبہ کو روزہ پھر سے رکھنا چاہئے۔ اب خدائے تعالیٰ نے کاذبوں کو اور بھی شرمندہ کیا کہ ذی قعدہ کا چاند بیس اگست کو سوموار کی شام کو نظر آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتوار کی عید درست ہوئی ہے باقی سب غلط۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ آیا جمعرات کو روزہ اور جمعہ کی عید درست ہوئی ہے یا جمعہ کا روزہ اور شنبہ یا اتوار کی عید درست ہے اور درصورت جمعرات کو روزہ اور جمعہ کی عید غلط ہونے کے اون کذاب گواہوں اور بے پروا مفتیوں کے حق میں (جنھوں نے ناحق خلق خدا کے فرض روزے تڑوائے

ہیں اوراب تک اسی بات پر مصر ہیں کہ جمعہ کی عید ہی درست ہے اور بس) کیا حکم ہونا چاہئے اور در صورت جمعہ کا روزہ درست ہونے کے عید شنبہ کی درست ہوئی یا اتوار اور کون سے روزے کی قضا لازم ہے۔ برائے مہربانی واقعات پر نظر غور فرماکر موافق حکم حدیث شریف وفقہ شریف کے حوالہ کتاب سے جواب عطا فرمادیں اور جزائے خیر خداوند کریم کی درگاہ سے پائیں۔ فقط المکلف خادم المسلمین ڈاکٹر فضل الٰہی پنشنر مورخہ ۶ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب واللہ الموفق للصدق للصواب

رمضان المبارک اور عید الفطر دونوں کے ہلالوں پر مطلع صاف ہویانہ ہو دونوں حالتوں میں دوشاہدوں کی شہادت مقبول ہے۔ بحر الرائق میں ہے وروی الحسن عن ابی حنیفة انه یقبل فیه شهادة رجلین او رجل و امرأتین سواء کان بالسماء علة او لم یکن کما روی عنه فی هلال رمضان کذا فی البدائع و لم ارمن رجحها من المشائخ و ینبغی العمل علیه فی زماننا لان الناس تکاسلت عن ترائی الاهلة الخ ۔یعنی امام حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ ہلال عید الفطر میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت مقبول ہے۔ برابر ہے کہ آسمان صاف ہویانہ ہو جیسا کہ یہی امام ابو حنیفہ سے ایک روایت میں ہلال رمضان کے بارہ میں یہی آیا۔ علامہ صاحب بحر فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں اسی پر عمل ہونا چاہئے اس لئے کہ اب لوگ چاند دیکھنے میں کسل برتنے لگے ہیں۔ علامہ شامی ردالمحتار میں اس فتویٰ علامہ صاحب بحر کو مقرر رکھتے ہوئے انہیں علامہ صاحب بحر سے اوسکی تائید میں یہ لاتے ہیں: واید ذالك بان ظاهر الوالجیة والظهیریة یدل علی ان ظاهر الروایة هو اشتراط العدد لا الجمع العظیم والعدد یصدق باثنین۔ یعنی وہ جو ہلال رمضان اور عید الفطر میں مطلع صاف ہونے کے وقت جماعت عظیم کی شہادت ضرور ہونا عامہ کتب میں ہے اور جسے علماء نے ظاہر الروایہ فرمایا والجیہ اور ظہیریہ کی ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر الروایہ میں جماعت عظیم کو صورت مذکورہ میں شرط نہیں کیا بلکہ صرف عدد یعنی گواہوں کا ایک سے زائد ہونا ضروری قرار دیا ہے اور عدد دوشاہدوں پر بھی صادق ہے۔ یہی علامہ شامی ردالمحتار اور منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں واللفظ للاخیر۔ علیه اقره اخوه فی النهر وتلمیذه فی المنح والشیخ علاء

الدین الحصکفی و قال الشیخ اسماعیل انه حسن ۔یعنی یہ جو بحر نے دونوں ہلالوں میں مطلع صاف ہونے یانہ ہونے دونوں حالوں میں دوشاہدوں کی شہادت مقبول ہونے کو مختار فرمایا اسی کو اونکے بھائی نے نہر میں اور اونکے تلمیذ نے منح الغفار میں اور شیخ علاء الدین الحصکفی صاحب درمختار نے بھی مقرر و ثابت رکھا اور شیخ اسماعیل نے اوسے حسن بتایا۔ تو صورت مذکورہ فی السوال میں (خواہ مطلع صاف ہویانہ ہو بہرحال بدھ بیس جون کو ہلال رمضان ۳۵ھ کی اور جمعرات ۱۹ جولائی کو ہلال عید الفطر ۱۳۳۵ھ کی شہادت رد کردینے کے لئے یہ وجہ تو نہ ہوسکے گی کہ دونوں ہلالوں کے شاہد جماعت عظیم نہیں بلکہ اگر دونوں شہادتوں میں اونکی اور کسی شرائط کی کمی نہ ہو نہ اور کوئی وجہ رد مثل فسق شاہدان پائی جائے تو دونوں شہادتیں مقبول ہوں گی اور یکم رمضان ۱۳۳۵ھ جمعرات ۲۱ جون ۱۹۱۷ء کو اور عید الفطر جمعہ بیس جولائی ۱۹۱۷ء کو کرنا ہوگی۔ اور یہ شہادتیں جہاں جہاں طریقۂ شرعیہ پر پہنچ جائیں وہاں بھی انہیں کے مطابق عمل در آمد کرنا ہوگا۔ درمختار کتاب الصوم میں: یلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولٰئك بطریق موجب الخ وهکذا فی عامة الکتب۔ یعنی اہل مشرق پر اہل مغرب کی رویت حجت ہے جبکہ اون کو طریقۂ شرعیہ پر وہ رویت پہنچ جائے۔ ردالمحتار میں تحت قول درمختار بطریق موجب ہے: کان یتحمل اثنان الشهادة اولشهیدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما ۔ اذا اخبرا ان اهل بلدة کذا (پڑھا نہیں گیا) لانه حکایة ۔ وفی ردالمحتار ایضا: قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان ثانی من تلك البلدة جماعة متعددون ك منهم یخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن رویة لا مجرد الشیوع من غیر لم بمن اشاعه کما قد تشیع اخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من اشاعها ۔ الخ یعنی ایک جگہ شہادت دوسری جب معتبر کہ وہاں سے مثلاً دوشاہد یہ شہادت لے کر آئیں کہ وہاں کے لوگوں نے ہمیں یہ شہادت دی کہ اونہوں نے فلاں دن چاند دیکھا یا مثلاً وہاں کے قاضی کے حکم پر دوشاہد یہاں آکر شہادت دیں یا وہاں سے یہاں خبر بطریق استفاضہ آئے یعنی وہاں سے یہاں متعدد جماعتیں آکر بیان کریں کہ وہاں کے لوگوں نے فلاں دن کو چاند دیکھ کر روزے رکھے۔ دوچار آدمیوں کا آکر کہنا یا محض افواہاً یہ خبر شائع ہوجاتا کہ فلاں جگہ فلاں دن چاند ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے فلاں دن دیکھ لیا کچھ معتبر نہیں۔ پھر جب جمعرات ۱۹ جولائی ۱۹۱۷ء کو ہلال عید الفطر ۱۳۳۵ھ پر

شہادت مطابق قواعد و شرائط شرعی ثابت ہو جائے تو صرف اس سے کہ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ کا چاند آپ کے یہاں دوشنبہ بیس اگست ۱۹۱۷ء کو دکھائی دیا یا جمعہ بیس جولائی ۱۹۱۷ء کو باوجود صفائی مطلع عیدالفطر ۱۳۳۵ھ کا چاند دکھائی نہ دیا وہ شہادت مردود نہ ہوگی۔ ان کا حاصل غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ شہادت مذکورہ فی السوال کی بنا پر رمضان اور شوال ۱۳۳۵ھ دونوں میں تیس تیس راتوں سے ایک دو رات زائد گذر لیں اور چاند آپ کو دکھائی نہ دے۔ پھر کتب فقہ میں مسئلہ مصرح ہے کہ اگر دو گواہوں (عادل یا مستور) کی شہادت سے رمضان المبارک کا چاند مان کر تیس روزے رکھ لئے گئے ہیں تو اب اگرچہ اکتسویں رات آسمان صاف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اگلے دن روزہ کھول ڈالنا اور عید کر لینا حلال ہے اگرچہ چاند نہ دکھائی دیا ہو۔ عالم گیریہ میں ہے: واذا شهد علىٰ رمضان شاهدان والسماء متغيمة (قيد بهذا بناء على رواية اشتراط الجمع العظيم فى الصحو و قد علم محامران الحكم فى زماننا سواء فى الغيم والصحو فى قبول الاثنين فلايكون قوله والسماء متغيمة قيد فى المسئلة ههنا) و قبل القاضى شهادتهما و صاموا ثلاثين يوما فلم يروا هلال شوال ان كانت السماء متغيمة يفطرون من الغد بالاتفاق و ان كانت مصحية يفطرون ايضا على الصحيح كذا فى المحيط ۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے: و بعد صوم ثلاثين بقول عدلين حل الفطر لوجود نصاب الشهادة ملخصاً ۔ ردالمحتار میں ہے: حل الفطر اى اتفاقاً ان كانت ليلة الحادى و الثلاثين متغيمة و كد الومصحية على ماصححه فى الدراية والخلاصة والبزار و نقل العلامة نوح الاتفاق على حل الفطر فى الثانية ايضا عن البدايع والسراج والجوهرة قالو المراد اتفاق ايمتنا الثلاثة الخ ملخصا۔ پس جبکہ سوال میں دونوں شہادتوں مذکورہ بالا کے لئے کوئی اور وجہ جس سے اونہیں رد کیا جائے مذکور نہیں اور واقع میں بھی نہ ہو تو وہ شہادتیں جہاں جہاں طریق شرعی پر ثابت ہو جائیں گی وہاں اونہیں کے مطابق عمل لازم ہوگا۔ يلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب الخ كما مر یعنی یکم رمضان ۱۳۳۵ھ پنجشنبہ ۲۱ جون ۱۹۱۷ء کو اور یکم عیدالفطر ۱۳۳۵ھ جمعہ بیس جولائی ۱۹۱۷ء کو ہوگی۔ جن لوگوں نے اس پنجشنبہ کا روزہ نہ رکھا ہو مگر اونکو بدھ ۱۹۱۷ء کی شہادت رویت بطریق شرعی پہنچ جائے وہ اس روزہ کی قضا رکھیں۔ اگر جمعہ بیس جولائی ۱۹۱۷ء کے دن بوجہ شہادت دیر میں پہنچنے

کے وقت نماز عیدالفطر نکل جائے تو شہادت پہنچ جانے پر روزہ کھول ڈالیں اور نماز عید دوسرے دن شنبہ کو پڑھیں کہ بوجہ عذر صرف دوسرے دن کے زوال تک نماز عیدالفطر میں تاخیر جائز ہے۔ فى الدرالمختار و توخر بعذر الى الزوال من الغد فقط ۔ اور جن لوگوں کو جمعرات ۱۹ جولائی ۱۹۱۷ء کو ہلال عیدالفطر ۱۳۳۵ھ نہ دکھائی دیا اور نہ اوسکی شہادت شرعی آئی جمعہ کا روزہ اونہیں آپ ہی رکھنا پڑے گا اور جب رویت جمعہ بیس جولائی ۱۹۱۷ء کی شام کو ہو جائے یا بدھ بیس جون کی رویت رمضان المبارک ۳۵ھ کی شہادت شرعی پہنچ چکی ہو کہ اوس سے یہ جمعہ تیس رمضان پڑتا ہے تو اب عیدالفطر شنبہ ۲۱ جولائی کو کرنا ہوگی۔ بغیر عذر شنبہ کو عید کی نماز نہ پڑھنا اور یکشنبہ ۲۲ جولائی کو جو اب دوم شوال ۱۳۳۵ھ ٹھہرتا ہے نماز عید صحیح نہ ہوگی۔ فى نورالايضاح ومراقى الفلاح توخر صلاة العيد الفطر بعذر الى الغد فقط و قيد الغد للجواز لالنفى الكراهة فاذا لم يكن عذر لاتصح الغد انتهى ملخصاً۔ یہ اخبار کہ فلاں جگہ دو شخصوں نے جمعہ کی شام کو چاند دیکھا ہے اور فلاں گاؤں میں چار آدمیوں نے دیکھا اور وہاں کے مولویوں نے شنبہ کی عید کرا دی ہے۔ اگر محض افواہی ہی جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتے ہیں تو اون پر اعتبار ناجائز۔ ان کی بنا پر روزہ توڑ ڈالنا حلال نہیں کما مر جو ایسی افواہوں پر روزہ توڑ ڈالیں اون پر اس کی قضا فرض ہے کہ بے وجہ شرعی روزہ فرض توڑا۔ یہاں کفارہ نہیں کہ کم از کم انہوں نے یہ روزہ وہ دن یوم عید ہونے کے شبہ میں توڑا ہے اور روزہ کا کفارہ اگر روزہ شبہ سے توڑا ہو تو ساقط ہو جاتا ہے كمافى عامة الكتب ۔ والله تعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والماب۔

کتبہ الفقیر اولاد رسول محمد میاں القادری البرکاتی کان اللہ تعالیٰ لہ۔

ایک خط۔ تاج العلماء بنام سید العلماء

ابا حضرت سید العلماء مفتی الحاج سید شاہ آل مصطفےٰ سید میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے کاغذات میں ایک بہت پرانا پوسٹ کارڈ ملا جس کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابا حضرت نے اپنے ماموں صاحب حضور سید شاہ اولاد رسول محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائش کی ہوگی جس کے جواب میں یہ خط لکھا گیا۔

ذیل میں حضور تاج العلماء علیہ الرحمۃ کے خط کی نقل من وعن کئے دیتا ہوں۔ نظمی

۷۸۶ صلاۃ کن فیکون کہ منقول از حضرات چشت رحمہم اللہ تعالیٰ است برائے دفع مہمات ودشواریہا وسرعت حصول مدعا اثر عظیم دارد۔ در شب چہار شنبہ وشب پنجشنبہ وشب جمعہ بخواند۔ ترکیبش ایں کہ وضو کند وبخلوت رود وبحضور قلب وخلوص نیت دو رکعت نماز بہ خواند۔ در اول رکعت سورہ فاتحہ یک بار وسورہ اخلاص صد بار ودر رکعت دوم سورہ فاتحہ صد بار واخلاص یک بار وبعد سلام ایں عبارت صد بار: اے آسان کنندہ دشواریہا واے روشن کنندہ تاریکیہا۔ پس تر ازاں استغفار: استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ صد بار بعد ازاں درود شریف صد بار بخواند تا دوشب۔ شب سوئم بعد ہمیں دو رکعت کلاہ یا عمامہ آنچہ بر سر داشتہ باشد از سر بر آوردہ آستین خود بگردن انداز دو متضرع وزاری بحضرت باری پنجاہ بار التجائے اقتضائے حاجت نماید۔ ان شاء اللہ العزیز زود بدرجہ اجابت رسد۔

(ترجمہ: صلاۃ کن فیکون کی ترکیب جو سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں سے منقول ہے۔ یہ صلاۃ مہمات اور دشواریوں کے دفعیہ کے لئے اور مدعا کے تیز تر حصول کے لئے بڑا اثر رکھتی ہے۔ بدھ کی رات پنجشنبہ کی رات اور جمعہ کی رات پڑھیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ وضو کر کے خلوت میں بیٹھ جائے اور دل کی بھرپور حاضری اور سچی نیت سے دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سو بار اور سورہ اخلاص ایک بار پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد یہ عبارت سو بار

پڑھیں: اے دشواریوں کو آسان فرمانے والے اور اے تاریکیوں کو روشن کر دینے والے۔ اس کے بعد استغفار استغفراللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ سو بار پڑھیں۔ اس کے بعد درود شریف سو بار پڑھیں دو راتوں تک۔ تیسری رات میں دو رکعت نماز کے بعد اپنی ٹوپی یا عمامہ سر سے اتار کر اپنی آستین اپنی گردن میں ڈال لیں اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پچاس بار حاجت پوری ہونے کی دعا مانگیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلدی اجابت کے درجہ پر پہنچ جائے گی۔)

۷۸۶ برخوردارم سلمکم المولیٰ تعالیٰ۔ سلام مسنون ودعائے خیر۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہاں سب طرح خیریت ہے تمہاری خیریت مطلوب۔ پانچ ذوالحجہ والا کارڈ ملا تھا اوس کے ملنے کے دوسرے ہی دن دہلی سے کاپی نویس صاحب کا خط ملا کہ وہ اب کاپیاں بقر عید پر یہاں آکر نہ لکھ سکیں گے بلکہ میں وہیں دہلی کو مسودہ بھیج دوں۔ میں پہلے سے مسودہ اہلسنت کی آواز جلد دوم حصہ دس و گیارہ لکھ رہا تھا۔ اب اور مصروفیت بڑھی اور بفضلہٖ تعالیٰ اوسے مکمل کر کے ۱۳ ذوالحجہ کو دہلی بھیجدوں آج اونکا خط بھی آگیا کہ وہ اونکو مل گیا اور وہ جلد انشاء اللہ تعالیٰ کاپیاں مکمل کر دینگے تو اب تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ حالانکہ ایسے ہیں کہ اس وقت مسودہ اونکو فوراً نہ بھیج دیا جاتا تو شاید وہ عرصہ مدید تک اس کے لئے فرصت نہ پاتے۔ صلاۃ کن فیکون کی ترکیب تلاش سے ملی وہ روانہ ہے۔ آج حسن میاں سلمہ حکیم عبداللطیف صاحب کو دکھانے گئے ہیں ویسے طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے مگر جوڑا بھی تک بہت کمزور ہیں۔ زاہدہ سلمہا کو پہلے سے بہت بفضلہٖ تعالیٰ افاقہ ہے اب حکیم صاحب کا ہی علاج ہو رہا ہے اونکو اپنا حال کہلوایا ہے۔ محمد میاں قادری از مارہرہ۔ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ، پیر۔ شام کو حسن میاں نسخہ تجویز کرا کے آگئے۔ اب وہ استعمال کریں گے۔

چراغ کا کلمہ

یہ ہمارا معمول تھا کہ سورج ڈھلتے ہی ہم اپنی پرنانی صاحبہ مرحومہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ کافی ضعیف ہو چکی تھیں۔ ہم سب انہیں بڑھی نتا کہا کرتے تھے۔ ان دنوں ہمارے گھروں میں بجلی نہیں آئی تھی۔ چراغ اور لالٹین کا زمانہ تھا۔ سورج ڈوبنے سے پہلے ہم بڑی نتا کو گھیر کر بیٹھ جاتے۔ ان کا کہنا تھا کہ دونوں وقت ملتے ہوں تو کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ ادھر سوج ڈوبا، ادھر چراغ جلے۔ تبھی بڑھی نتا کا حکم صادر ہوتا "چلو بچو! چراغ کا کلمہ پڑھو۔ ہم سب بیک آواز شروع ہو جاتے۔

☆السلام علیکم یا منکر نکیر ، اللہ الٰھنا ، محمد نبینا ، جنت مکاننا ، آدم ابوء نا اسلام دیننا قرآن کتابنا حنفی مذھبنا قادریُ مسلکنا ماتریدی مشربنا بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ۔

بچہ طوطے کی طرح ہوتا ہے، جو سکھادیا، رٹ لیا۔

عمر کے ساتھ فہم و فراست میں زیادتی ہوئی، تجسس کا مادہ بڑھتا گیا۔ اب یہ جستجو ہوئی کہ آخر اتنی پابندی سے ہمیں چراغ کا کلمہ کیوں پڑھایا گیا۔ کتابیں چھان ماریں، کہیں کوئی تفصیل نہیں ملی۔ جدّ محترم حضرت سید آل عبا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ڈرتے جھجکتے عرض کیا۔ حضرت قبلہ اس وقت نوے کی دہائی میں چل رہے تھے اور پوری طرح ہوش وحواس میں تھے۔ اس وقت حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری میاں صاحب کے دو ہی خلیفہ حیات تھے۔ ایک جدّ محترم اور دوسرے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ۔ دادا صاحب

☆۱۹۹۲ء یا ۱۹۹۳ء کے عرس قاسمی برکاتی کی محفل میں والد ماجد حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان نے اپنی تقریر میں ان کلمات کا ذکر فرماتے ہوئے کہا تھا کہ عربی قواعد کے اعتبار سے ان کلمات پر کلام کیا جاسکتا ھے لیکن بزرگوں نے ان کلمات کو ان ھی الفاظ میں سکھایا ھے اس لئے ان کلمات کو ھم وظیفے کے طور پر ان ھی الفاظ میں پڑھتے ھیں اور یہ ھمارا خاندانی ورد ھے ۔ سید محمد اشرف قادری برکاتی

قبلہ نے فرمایا: چراغ کے کلمے کی ابتداء کہاں سے اور کب ہوئی یہ بتانا تو مشکل ہے۔ ہم بھی اس کلمے کو اسی طرح اپنے بچپن سے سنتے اور پڑھتے چلے آرہے ہیں۔

اب ہم نے حساب لگانا شروع کیا۔ دادا حضرت کو چراغ کا کلمہ ان کے کسی بزرگ نے تعلیم کیا ہوگا۔ بڑھی نتا کا زمانہ اور بھی پہلے کا تھا۔ انہوں نے بھی اپنے کسی بزرگ سے یہ کلمہ سیکھا ہوگا۔ گویا پانچ چھ پیڑھیوں سے چراغ کا کلمہ یوں ہی سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔

اب تو اس روایت کے پیچھے چھپے راز کو معلوم کرنے کی جستجو اور زیادہ ہوئی۔ ادھر ادھر دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چراغ کا کلمہ صرف ہمارے ہی خاندان میں پڑھا جاتا ہے۔ دوسرے گھرانوں میں اس کا رواج نہیں ہے، یا پھر وہ سرے سے ناواقف ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے خاندان میں چراغ کے کلمے کا جو رواج ہے اس کے پیچھے کیا مصلحت ہے۔

آیئے ایک بار پھر چراغ کے کلمے کے الفاظ غور سے پڑھیں۔

(ترجمہ) اے منکر نکیر! تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ اللہ ہی ہمارا رب اور معبود حقیقی ہے۔ محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں۔ جنت ہمارا مکان ہے آدم ہمارے باپ ہیں۔ قرآن ہماری کتاب ہے۔ مذہب کے اعتبار سے ہم حنفی ہیں۔ مسلک کے لحاظ سے ہم سرکار بغداد سیدنا عبدالقادر جیلانی کے پیرو ہیں، حضرت ابو منصور ماتریدی کی تقلید ہمارا مشرب ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

پرنانی صاحبہ مرحومہ ہمیں یہ کلمہ سورج ڈھلنے کے بعد چراغ روشن ہونے کے وقت پڑھایا کرتی تھیں۔

لیجئے معمہ حل ہو گیا۔

اشارہ نمبر ایک: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ (یہ احساس منکر نکیر کے جگانے پر ہوتا ہے) مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۴۲

اشارہ نمبر دو: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت دفن کی جاتی ہے کہ تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۴۳)

اشارہ نمبر تین: صاحب بہار شریعت حضرت مولٰینا امجد علی صاحب اعظمی قادری برکاتی منکر نکیر کا حلیہ یوں بیان کرتے ہیں: ان کی شکلیں نہایت ڈراونی ار ہیبت ناک ہوتی ہیں ان کے بدن کا رنگ سیاہ اور ان کی آنکھیں سیاہ اور نیلی اور دیگ کے برابر شعلہ زن ہیں اور ان کے مہیب بال سر سے پاؤں تک اور ان کے دانت کئی ہاتھ کے کہ جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے۔

آیئے کڑیاں ملائیں۔

جب دفن کرنے والے دفن کرکے رخصت ہوتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آواز سنتی ہے اس وقت اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اسے جھنجھوڑ کر جگاتے ہیں۔ حدیث نبوی کے مطابق جب میت اٹھتی ہے تو اسے سورج ڈوبتا محسوس ہوتا ہے۔ (دیکھئے اشارہ نمبر ایک) منکر نکیر کی آنکھوں سے روشنی پھوٹتی ہے۔ (دیکھئے اشارہ نمبر تین) میت اس روشنی کو دیکھتی ہے۔ سورج ڈھلنے کے بعد چراغ کی روشنی دیکھتے ہی چراغ کا کلمہ پڑھنے کی عادت بچپن ہی سے پڑی ہوئی ہے۔ سو قبر میں بھی میت کی زبان پر وہی کلمہ جاری ہو جاتا ہے۔ نکیرین نے ابھی اس سے سوال نہیں کئے ہیں۔ لیکن جب پہلے ہی سے جواب مل جائے تو سوال کیسے۔

خلیفۂ حضور احسن العلماء
شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام ربانی قادری برکاتی
بقلم خود

۷۸۶
۹۲

سیادت مرتبت حضرت اشرف ملت زیدت افضالکم العالیہ
تحیۃ سلام مسنون......مزاج گرامی ؟

ایک ھفتہ پہلے حضور والا کا گرامی نامہ اور حکم نامہ موصول ھوا۔ اس خادم برکاتی کے حالات کا مختصر خاکہ حاضر خدمت ھے۔ ترتیب میں قدرے کمی باقی رہ گئی ھے جس کا شدت سے احساس ھے۔ کچھ تاخیر بھی ھوگئی ھے اس کے لئے معذرت خواہ ھوں۔ اس درمیان فون پر رابطہ کی کوشش کی تھی مگر آپ باھر تشریف لے گئے تھے بایں وجہ ملاقات نہ ھوسکی۔ آپ حضرات کی دعاؤں کا محتاج ھوں۔ یقین ھے کہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں گے۔ عرس قاسمی میں شرکت کا ارادہ ھے ۲۸/ اکتوبر کا ٹکٹ آگیا ھے۔ والسلام۔

محتاج دعا
فقیر غلام ربانی قادری برکاتی عفی عنہ
دارالعلوم محبوب سبحانی، بازار روڈ
نیومل روڈ، کرلا، بمبئی۔ ۷۰
۲۵/ جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ
6-10-99

اس بندۂ حقیر کا نام غلام ربانی ابن شیخ العلماء والادب مولانا غلام جیلانی اعظمی ابن مولانا محمد صدیق صاحب ہے۔ میری پیدائش قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد میں ہوئی اور مستقل سکونت اپنے آبائی وطن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں ہے۔ اس ضلع کا نام بدل کر اب ضلع

مئو کہا جاتا ہے۔ میری والدہ ماجدہ کا نام صالحہ خاتون ہے۔ میں نے ابتدائی اردو اور قرآن مجید اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا۔ میری والدہ ماجدہ ہمیشہ سچ بولنے اور علم دین کے حصول اور عمدہ اخلاق کی ہدایت فرمایا کرتی تھیں۔

میرے دادا حضرت مولانا محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ کو گھوسی کے بڑے عالموں میں شمار کیا جاتا تھا۔ وقت کی مشہور درس گاہ جون پور میں بھی کچھ دنوں درس دیا پھر بعد کو مبارکپور میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاجب علیہ الرحمہ کے قیام وطعام کا انتظام مبارکپور میں حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ صاحب مبارکپوری کے گھر رہتا تھا۔

والد ماجد علیہ الرحمه : والد گرامی شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ بعد فراغت آخری دم تک ملک کی مشہور دینی درسگاہوں میں پوری قوت علمی کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ مثلاً مدرسہ حنفیہ امروہہ ضلع مراد آباد، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور، مدرسہ خنقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف اور دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف۔ براؤں شریف میں اٹھارہ برس تک شیخ الحدیث کے منصب پر رہ کر علم وفن کے موتی لوگوں کے دامن میں ڈالتے رہے۔ جہاں جاتے آپ کی علمی وجاہت تسلیم کی جاتی۔ فارسی وعربی زبان پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ ایک مرتبہ صاجبزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری علیہ الرحمہ نے مجھ سے تذکرۃً فرمایا غلام ربانی! تمہارے والد کو دیوانِ متنبی ازابتداء تاانتہا زبانی یاد تھی۔ ہم لوگوں میں جب کسی عربی لفظ کی تحقیق میں گفتگو ہوتی تو مولانا غلام جیلانی صاحب برجستہ متنبی کا کوئی شعر استشہاد میں پڑھ دیتے تھے۔ اسی طرح تمہارے دادا حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کو مشہور درسی کتاب کافیہ مکمل زبانی یاد تھی۔ میرے والد ماجو کو حضرت ابوالقاسم سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب سے شرف بیعت حاصل تھا جن کی نسبت سے عرس قاسمی مارہرہ شریف میں ہوتا ہے۔

والد ماجد کو تمام فنون پر مہارت تامہ حاصل تھی لیکن عربی ادب سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ کبھی کبھی عربی زبان میں اشعار بھی کہتے تاریخ گوئی اور فن عروض میں بھی خاصا درک حاصل تھا۔ مدرسہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی تدریسی خدمات کے لئے حضور سیدی

تاج العلماء علیہ الرحمہ نے طلب کیا تو میں بھی والد ماجد کے ہمراہ پہلی بار مارہرہ شریف حاضر ہوا۔ میرا بچپن تھا مخدومی حضرت سید حسنین میانصاحب قبلہ نے کرم فرماتے ہوئے مجھے اپنا دوست بنالیا میرا بھی ان کے ساتھ خوب جی لگ گیا اس زمانہ میں میرے سوا ان کا کوئی دوسرا دوست نہ تھا۔ پڑھائی کے بعد ہم دونوں ساتھ ساتھ رہتے۔ نماز باجماعت، درگاہ شریف اور بڑی سرکار اور باغ کون سی جگہ تھی جہاں ہم دونوں ساتھ ساتھ نہ رہے ہوں۔ روزانہ بعد نماز عصر حضور سیدی تاج العلماء اور سیدی احسن العلماء اور والد ماجد اور کوئی دوسرے مہمان عالم دین آگے آگے ہوتے اور ہم دونوں ان بزرگوں کے پیچھے پیچھے چلتے باغ سے واپس ہو کر نماز مغرب مسجد برکاتیہ میں جماعت سے ادا کرتے۔

حضرت سیدی تاج العلماء علیہ الرحمه: اسی زمانہ میں مجھے سب سے پہلے یہیں حضور سیدی سید مہدی میانصاحب قبلہ، حضور سیدی تاج العلماء، سیدی سید العلماء و سیدی سید احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیگر بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ سیدی تاج العلماء مجھ پر بڑا کرم فرماتے میرے سر پر دست کرم پھیرتے اور دعاؤں سے نوازتے میں بالکل نو عمر تھا تقریباً دس برس کی عمر رہی ہوگی میں گھر میں بھی جایا آیا کرتا تھا حرم کی سیدانیاں بھی مجھے اپنی دعاؤں سے سرفراز فرمایا کرتی تھیں۔ سوچتا ہوں وہ زمانہ بھی کتنا پیارا زمانہ تھا۔ عہد ماضی کی یادوں کے نقش ونگار پچاس سال کے بعد بھی مجھے خوب یاد ہیں۔ درگاہ معلیٰ کی حاضری۔ نماز کے لئے جماعت میں موجودگی۔ باغ کی آب وہوا۔ بڑی سرکار کے پیلو کی چھاؤں میں بیٹھنا (اس زمانہ میں پیلو کا درخت خوب پھیلا ہوا ہرا ابھرا تھا) حضور سیدی تاج العلماء علیہ الرحمہ کی ایک بات خصوصی جو میں نے کہیں اور نہیں دیکھی یہ تھی کہ آپ ہر موسم میں نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ میں نے جب بھی آپ کو دیکھا پڑھتے ہی دیکھا ہلتے ہوئے لبہائے مبارک آپ کی قراۃ پر دلیل تھے اگر ضرورت سے کسی سے بات بھی کرتے تو گفتگو ختم ہوتے ہی پھر پڑھنا شروع کردیتے۔ آپ کا بارعب نورانی چہرہ، برکت وسعادت والی پیشانی، ابھرا ہوا قد مبارک، آنکھوں میں عرفان کی چمک، لبوں پر ہر وقت تسبیح وتہلیل، نہایت بلند اخلاق، شریعت وطریقت کی راہ کے تیز رفتار سالک، بلند مرتبہ عالم دین، خاندان برکات کی روایات کے زبردست محافظ۔ یہ ہیں حضور سیدی تاج العلماء علیہ الرحمہ جن کی یادیں آج بھی میرے ذہن وفکر میں ویسی ہی

تازہ ہیں جیسی میں نے مارہرہ شریف کی خانقاہ برکاتیہ میں دیکھی تھیں۔

حضرت سیدی سیدالعلماء علیہ الرحمہ : سب سے پہلے مارہرہ شریف میں مجھے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی بار اسی زمانے میں عرس قاسمی کے موقعہ پر آپ کی شاندار تقریر سننے کو ملی۔ آپ نہایت خوش الحان قاری بہترین یادداشت والے حافظ قرآن اعلیٰ درجہ کے عالم دین اور مفتی تھے اور خطابت میں تو آپ خود اپنی مثال تھے۔ بمبئی میں محرم کی شہید اعظم کانفرنس میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کی ہی خطابت کا ڈنکا بجتا تھا۔ جبکہ ملک کے منتخب خطباء علماء و مشائخ اور مفتیان کرام منبر پر تشریف فرما ہوتے پھر سید العلماء کی صدارتی تقریر ہوتی پھر آپ کے ہر جملہ پر صدائے تکبیر و رسالت سے سارا ہزاروں ہزار کا مجمع گونج اٹھتا۔ اسی طرح کرناٹک میں جس زمانے میں میں دار العلوم اہل سنت غوثیہ ہبلی میں صدر مدرس تھا۔ یہ دار العلوم آپ ہی کی سرپرستی میں چلتا تھا۔ ہبلی خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کی دعوت پر آپ ہبلی تشریف لائے۔ ہبلی و دھارواڑ کے لاکھوں مسلمانوں نے بے مثال تاریخی آپ کا استقبال کیا پھر شب میں حضرت کی علم و عرفان میں ڈوبی ہوئی تقریر دو گھنٹہ تک پھر آپ کی رقت انگیز دعا میں کون سی آنکھ تھی جو نہ بھیگی ہو۔ آہ کتنا پر کیف منظر تھا۔ آج بھی ہبلی دھارواڑ کے پرانے لوگوں کے ذہن و فکر میں اس کی یاد تازہ ہے۔ ہبلی دھارواڑ، منہ گوڑ، بنکاپور، داون گیرہ بلاری کے علاقہ میں سنیت کو بیدار کرنے میں آپ کی مساعی جمیلہ فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آج بھی وہاں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کا برکاتی نام روشن و تابندہ ہے۔ ہبلی سے بمبئی جب بھی میرا آنا ہوتا دعائیں لینے کے لئے کھڑک مسجد حاضر ہوتا مجھ پر بڑا کرم فرماتے پوچھتے کہو بابو! کب آئے کیسے ہو ہبلی کا مدرسہ کیا چل رہا ہے۔ سنیت کا کیا حال ہے؟ درپیش مشکلات کا حل بیان فرماتے۔

حضرت سیدی احسن العلماء : مدرسہ خانقاہ برکاتیہ میں حضرت سیدی احسن العلماء علیہ الرحمہ والد ماجد سے فن کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے ان میں پنج گنج، علم الصیغہ، ہدایۃ النحو، کافیہ، قدوری جیسی کتابیں بھی تھیں۔ آپ کی قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ دو سال کا کورس چھ مہینے میں مکمل کر لیا تھا۔ والد ماجد فرماتے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے برکاتی فیض خاص طور پر عطا فرمایا ہے۔ پھر برسوں بعد جب بھی بمبئی میں ملاقات ہوتی والد ماجد علیہ الرحمہ کا تذکرہ بڑی محبت سے فرماتے۔ سب سے توجہ ہٹا کر اس غلامِ حلقہ بگوش کی

طرف متوجہ ہو جاتے۔ پھر نحوی مسائل صرفی قواعد بیان کرتے پھر کوئی آیت کریمہ تلاوت کرتے پھر لفظ ارشاد فرماتے پھر تخفیف و تعلیل کا اجرا فرماتے اور کہتے کہ میرے استاذ محترم مولانا غلام جیلانی صاحب نے یہ تعلیل بتائی تھی جو ابھی تک مجھے یاد ہے۔ میں سراپا حیرت بن جاتا کہ حضرت قبلہ کو تمام مسائل اتنے مستحضر ہیں جتنے روزمرہ درس گاہ میں پڑھانے والوں کو بھی ویسے مستحضر نہیں ہوتے فرمایا اس میں تعجب کیا ہے فقیر نے علم و فن کے پہاڑ جبل العلماء مولانا غلام جیلانی صاحب سے پڑھا ہے اور جو پڑھا ہے خود سمجھ کر پڑھا ہے اور یاد رکھنے کیلئے پڑھا ہے۔ احسن العلماء کو تمام درسی کتابیں آخر عمر تک ایسے یاد تھیں جیسے ابھی ابھی درسگاہ میں درس دے کر آئے ہوں۔ دراصل یہ سب برکاتی سادات کی زندہ کرامتیں ہیں۔ جب بھی آپ بمبئی تشریف لاتے کھڑک مسجد میں بعد عصر دعاء لینے کے لئے میں بھی حاضر ہوتا کبھی شرعی مسائل بیان فرماتے کبھی حدائق بخشش کے نعتیہ اشعار پڑھ کر تشریح فرماتے کہ ایمان میں تازگی آجاتی۔ پھر ۱۴۱۶ھ میں جبکہ آپ حضرت سیدی الکریم سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دولت کدہ پر (نیپنسی روڈ) برج کینڈری ہاسپٹل سے واپس آکر تشریف فرما تھے جب تک آپ یہاں قیام پذیر رہے یہ خادم بھی روزانہ بعد عصر حاضر ہوتا ایک دن بعد عصر بارش ہونے لگی فرمایا مولانا! بارش ہو رہی ہے۔ دیکھو یہ سب کیا ہے۔ پورا مکان برکاتی دیوانوں سے بھرا ہوا تھا۔ پھر قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی۔ أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ۔ بارش تم نے اتاری ہے بادل سے یا ہم نے اتاری ہے؟ پھر بڑی دیر تک آنکھیں بند کئے رہے پھر آنکھیں کھولیں اور بہت دیر تک توحید کے مسائل بیان فرماتے رہے۔ غرض یہ کہ ہر روز عصر تا مغرب خیر و برکت کی باتیں کبھی نعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کبھی توحید ربانی کبھی ادعیہ ماثورہ کبھی ذکر و شغل و عبادات پر تذکیر فرماتے میں نے کسی دن بھی آپ کو دنیاوی گفتگو فرماتے نہیں سنا۔ گویا ان دنوں حضرت سیدی الکریم سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا گھر حضور کا ارشاد خانہ رہا۔

خلافت : ۷/ محرم ۱۴۱۶ھ بروز چہار شنبہ بعد عصر یہ خادم حاضر ہوا دروازہ کھلا ہوا تھا میرے ساتھ سلیم مکلائی برکاتی بھی تھے۔ ہم دونوں نے سلام مسنون عرض کیا جواب کے بعد فرمایا آئیے مولانا! میں آپ کا منتظر تھا سامنے بیٹھئے دست بوسی و قدم بوسی کے بعد

میں ادب سے بیٹھ گیا فرمایا اور قریب آؤ قریب ہو گیا پھر ارشاد فرمایا ''شاید بھول جاؤں۔ تمام حاضرین مجلس کے سامنے میں عزیزم مولانا مولوی غلام ربانی المتخلص فائق اعظمی ابن استاذی و پیر بھائی حضرت مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب اعظمی گھوسوی کو بغیر ان کی طلب کے سلسلۂ عالیہ قادریہ کا لپویہ جدیدہ کا میں خلیفۂ مجاز بناتا ہوں اور خلافت واجازت دیتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ میں لوگوں کو بیعت کریں اور دعا کرتا ہوں کہ مولانا سے مسلمانوں کو مولیٰ تعالیٰ فیض عمیم پہونچائے آمین اور سند خلافت عرس قاسمی کے موقعہ پر دی جائے گی۔ اور دیکھو مولانا! یہ نقش اس کام کیلئے ہے یہ اس کام کے لئے اس کی رفتار یہ ہے۔ اس نعمت بے بہا کے پانے سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ یا اللہ۔ یہ بوجھ مجھ ناتواں سے کیوں کر اٹھے گا۔ ارشاد فرمایا روتے کیوں ہو خوش ہو جاؤ سب ٹھیک رہے گا اس تسلی سے اور اس نعمت غیر مترقبہ کے پانے کے بعد دنیاوی تفکرات اور وسوسوں سے گھرا ہوا دل یک لخت آزاد ہو گیا اور طمانیت وسکون کی دولت بے پایاں سے میرا دل مالامال ہو گیا۔

مطمئن ہوں تری نسبت کا سہارا لے کر

جس وقت آپ نے خلافت سے نوازا پورا کمرہ احباب خاص وعام سے بھرا ہوا تھا ویسے خاص خاص حضرات جنہیں میں پہچانتا جانتا ہوں ان میں سے یہ حضرات بھی موجود تھے حضرت مولانا مولوی غلام حسین صاحب رضوی برکاتی شافعی۔ محترم جناب ڈاکٹر سید کمال الدین صاحب رضوی برکاتی اور جناب محترم اکبر بھائی برکاتی اور محترم عزیز سنی برکاتی محمد سلیم بھائی برکاتی مکلائی۔

میرے اساتذہ : حضرت والد ماجد کے حکم سے برکت کے حصول کی خاطر میں نے میزان الصرف حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد سردار احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ محدث اعظم پاکستان سے شروع کی اور چند اسباق یاد کر کے آپ کو سنائے بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا پھر اس کے بعد میزان ومنشعب، نحو میر، پنج گنج اپنے والد ماجد ہی سے پڑھیں بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا میں نے بیشتر درسی کتب اپنے والد ماجد ہی سے پڑھی ہیں ویسے میرے بہت سے مشفق اساتذہ میں یہ ہیں۔ حضرت حافظ ملت علامہ عبدالعزیز صاحب قبلہ، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ اعظمی، حضرت علامہ محمد ثناء اللہ صاحب قبلہ مئوی، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف صاحب قبلہ بلیاوی، حضرت علامہ محمد سلیمان صاحب

بھاگلپوری، حضرت علامہ قاری محمد یحییٰ صاحب مبارکپوری، حضرت شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ گھوسوی، حضرت علامہ مفتی حکیم غلام یزدانی صاحب اعظمی، شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، حضرت علامہ مولانا معین الدین خانصاحب فتحپوری، حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب بہاری۔ علیہم الرحمۃ والرضوان۔

تعلیم و فراغت : میری تعلیم کا بیشتر زمانہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں گذرا وہاں کے اساتذہ سے میں نے اکتساب فیض کیا۔ اساتذہ کی مہربانیوں سے اپریل ۱۹۵۶ء میں درس نظامیہ کی سند فراغت حاصل ہوئی سالانہ جلسۂ دستار بندی میں حضرت شمس العلماء حضرت علامہ شمس الدین صاحب جون پوری علیہ الرحمہ نے تمام اساتذہ کی موجودگی میں سند فضیلت عطا فرمائی۔ اس کے بعد درس عالیہ الہٰ آباد بورڈ سے منشی، مولوی، عالم، فاضل دینیات اور کامل کی بھی اسناد حاصل کیں۔

تدریسی خدمات : ۵/جون ۱۹۵۶ء سے بحکم حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مدرسہ اہل سنت بحر العلوم قصبہ بہیڑی ضلع بریلی میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔ پھر برہانپور اور مدرسہ فیض العلوم جمشید پور، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی اور دارالعلوم غوثیہ ہبلی میں درسی خدمات انجام دیتا رہا اب آج کل تقریباً دس برس سے دارالعلوم محبوب سبحانی بمبئی میں بحیثیت شیخ الحدیث خدمت انجام دے رہا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بقیہ زندگی بھی دینی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیعت : دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میرے تعلیمی زمانہ میں حضرت صدرالشریعہ ابوالعلیٰ علامہ مفتی حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ (مصنف بہار شریعت) علیہ الرحمۃ والرضوان تشریف لائے میرے والد ماجد علیہ الرحمہ نے مرید ہونے کا حکم دیا تھا چنانچہ ۱۵/محرم ۱۳۶۷ھ بعد نماز ظہر ۳ بجے دن میں حافظ ملت علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے مجھے سلسلۂ قادریہ رضویہ برکاتیہ میں بیعت فرمایا اور دستخط شدہ شجرۂ مبارکہ عطا فرما کر دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ وہ شجرۂ مبارکہ میرے پاس محفوظ ہے۔

بزرگان خاندان : یہ ایک حقیقت ہے کہ اس خادم کے خاندان کے گذشتہ صاحب علم و تقویٰ حضرات کی برکت ہے کہ ہم لوگ بھی اپنے بزرگوں کے راستہ پر ہیں

مولیٰ تعالیٰ اسی راہ پر قائم رکھے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی دینی خدمات سے پورا برصغیر آگاہ ہے بلکہ آج اہل سنت وجماعت کے جتنے بھی علماء اور مشائخ ہیں وہ سب کے سب بالواسطہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہی علمی دریا سے سیراب ہو رہے ہیں۔

حضرت علامہ حکیم محدث غلام یزدانی صاحب علیہ الرحمہ میرے عم محترم ہیں گھوسی کے مشہور و معتمد عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد صدیق صاحب کے فرزند گرامی ہیں اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ غایت درجہ ذہین اور عظیم قوت حافظہ کے حامل تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جب آپ کا ذکر جمیل فرماتے تو کہتے کہ مولانا غلام یزدانی صاحب جیسا ذہین آدمی کم دیکھنے کو ملا مولانا کا علم حاضر تھا۔ مروجہ علوم وفنون پر آپ کو کامل دستگاہ حاصل تھی تاحیات دینی درسگاہوں میں انفرادی شان کے ساتھ درس دیتے رہے۔ دہلی، میرٹھ، بریلی شریف کی مشہور مرکزی درسگاہ دار العلوم مظہر اسلام کے شیخ الحدیث آخری عمر تک رہے وصال وہیں بریلی میں ہوا اور وہیں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ گھوسی کا موجودہ دینی ادارہ دار العلوم شمس العلوم آپ ہی کی جدوجہد اور آپ کے رفقائے کار کی انتھک محنتوں کا ثمرہ ہے آج گھوسی میں موجود جتنے بھی علمائے کرام ہیں ان میں سے اکثر اسی ادارہ کے فیض یافتہ ہیں۔

فقیہ العصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا نام نامی اسم گرامی آج پورے برصغیر میں روشن ہے۔ آپ بھی میرے ہی خاندان کے فرد ہیں اور رشتہ میں چچا بھی لگتے ہیں آپ میرے مشفق استاذ گرامی ہیں۔ مدرسہ شمس العلوم جب بالکل ابتدائی مرحلہ میں تھا محلہ بکھی حاجی محمد عمر صاحب مرحوم کے مکان میں پڑھائی ہوئی تھی۔ وہیں میں نے آپ سے کافیہ، شرح تہذیب، منیۃ المصلی وغیرہ درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ بڑی محنت و شفقت کے ساتھ پڑھاتے تھے نہ صرف پڑھاتے بلکہ اسباق کی خاص خاص باتوں کو طلبہ کی کاپیوں میں لکھواتے بھی تھے۔ آج بھی بعض نوٹ آپ کے لکھائے ہوئے میرے پاس بحمدہٖ تعالیٰ موجود ہیں۔

اسی طرح حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ بھی میرے خاندان میں باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے فرزند گرامی ہیں آپ کا گھرانہ علمی گھرانہ رہا ہے۔ آپ کا علمی وقار علماء کے درمیان مسلم ہے۔ فراغت کے

بعد سے آج تک درس وتدریس آپ کا خاص مشغلہ ہے خطابت کے میدان کے بھی آپ شہسوار ہیں مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت عامہ عطا فرمائی ہے۔

اس خادم کے خاندان میں اور بھی دوسرے بہت سے علماء اور صوفیاء ہیں سب کا تذکرہ یہاں دشوار ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس خاندان میں علم دین کی برکتوں کو قائم رکھے۔ آمین۔

خانقاہ برکاتیہ : خانقاہ برکاتیہ تمام مسلمانان اہل سنت کی عقیدتوں کا مرکز صدیوں پہلے بھی تھی اور آج بھی ہے اور انشاء المولیٰ آئندہ بھی رہے گی۔ کاسۂ گدائی لے کر عوام وخواص صوفیا مشائخ علماء صلحاء آتے رہیں گے۔ اس خانقاہ کی یہ امتیازی خصوصیت رہی ہے کہ کبھی بھی پیری ومریدی کو ذریعۂ معاش نہیں سمجھا گیا اور نہ کبھی بنایا گیا جسے آنا ہو آئے جسے جانا ہو جائے۔ یہاں کا ہر برکاتی سید زادہ تو کلا شانِ بے نیازی سے رہتا ہے اور ہر ایک شریعت وطریقت کے علوم سے جہاں آراستہ ہے وہیں عصری علوم سے بھی مزین ہے۔ ان کی ضرورت کوئی کیا پوری کر سکے گا وہ تو خود دوسروں کی احتیاج اپنی جیب سے پوری کرتے رہے ہیں۔ یہاں شریعت کے قوانین پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے اور طریقت کی قدیم روایات کی پوری حفاظت کی جاتی ہے۔ لباس بالکل سادہ گفتگو نرم ہوتی ہے لومۃ لائم کے خوف کے بغیر یہاں حق بات برملا کہی جاتی ہے۔ مریدوں کی لغزشوں کی اصلاح اس خانقاہ کی خصوصیت ہے۔ غریب ومالدار یہاں ایک نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ہاں باعمل علماء و صلحاء و مشائخ کی خوب عزت افزائی ہوتی ہے۔ انہیں دعاؤں سے نوازا جاتا ہے۔ یہاں سے سالانہ ایک مؤقر مجلّہ بنام ''اہل سنت کی آواز'' نکلتا ہے جو علمی جواہر پاروں اور معلومات کا قیمتی خزانہ ہوتا ہے جو عوام وخواص میں یکساں مقبول ہے۔ موجودہ مشائخ وشہزادگان خانقاہ برکاتیہ کی روایات کی پوری طرح حفاظت فرماتے ہیں وہ عصری تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہاں سالانہ عرس مبارک بڑے اہتمام سے ہوتا ہے آستانہ کے مشائخ وشاہزادگان بڑی جدوجہد فرماتے ہیں ہزاروں ہزار کا عظیم مجمع ہوتا ہے زائرین سے ملاقات ان کی مزاج پرسی دیکھ بھال ان کی مشکلات کا ازالہ یہ سب خود برکاتی شہزادگان انجام دیتے ہیں۔ یہاں عرس شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے کوئی مارکٹنگ کا میلہ نہیں ہوتا۔ نماز کے علاوہ اوقات شب وروز قرآن خوانی نعت خوانی علمائے کرام کے نورانی بیانات ہوتے رہتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ بڑا وجد وکیف کا منظر ہوتا ہے آخری روز آثار شریف کی زیارت کا اہتمام ہوتا ہے

۔اب تو اتنا کثیر ہجوم ہوتا ہے کہ موجودہ جگہ باوجود اپنی وسعت کے کفایت کرتی نظر نہیں آتی مولیٰ تعالیٰ اس کے لئے کوئی خاص سبیل پیدا فرمادے۔ آمین۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے اس آستانہ عالیہ برکاتیہ کو سدا آباد رکھے اور آستانے کے بزرگوں کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر مدام باقی رکھے۔ آمین۔

فقیر غلام ربانی قادری برکاتی عفی عنہ
شیخ الحدیث دار العلوم محبوب سبحانی
کرلا، بمبئی
۲۵ رجمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ

تبرکات خاندان برکات

از: محمد ارشاد احمد صاحب رضوی مصباحی استاد جامعہ اشرفیہ مبارک پور

آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیائے کرام اور بزرگانِ دین کے آثار و تبرکات جو دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں کائنات کی گراں بہا متاع اور اہل ایمان کی عزیز ترین دولت ہیں۔ سلف کی عقیدت بھری نگاہیں انہیں بڑے نیاز مندانہ انداز میں دیکھتیں سروں پہ رکھتیں اور دلوں میں بٹھاتی تھیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک احترام و عقیدت اور شیفتگی و وارفتگی کے جذبات ان سے وابستہ رکھے گئے اور انہیں سرمایۂ برکات اور مصدر فیض سمجھا گیا۔

کتاب وسنت میں آثار کریمہ کی تعظیم اور ان سے تحصیل برکات کے صرف اشارے ہی نہیں ملتے بلکہ ان کی واضح تصریحات موجود ہیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشانات قدم اور تابوت سکینہ کے آثار مبارکہ کو قرآن حکیم کی زبان میں آیات بینات[1] اور آیت ملک[2] فرمایا گیا۔ حضرت ابن جریر ابن ابی حاتم، وکیع بن جراح، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابو صالح جیسے اجلۂ تابعین نے سید المفسرین سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تابوت سکینہ کے آثار مبارکہ کی جو تفصیل پیش فرمائی ہے اس کی روشنی میں اس تابوت کے اندر سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کا عصائے مبارک، نعلین شریف، عمامہ شریف دیگر ملبوسات کریمہ، توریت مقدس کی دو تختیاں، قدرے مَن جو بنی اسرائیل پر اترا تھا اور یہ دعائے مبارک تھی لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم و سبحان اللہ رب السمٰوٰت السبع و رب العرش العظیم والحمدللہ رب العلمین[3]۔

۱۔ سورۂ آل عمران آیت ۹۷
۲۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۴۸
۳۔ بدر الانوار فی آداب الآثار ص ۱۱

ان آثار مبارکہ سے عہد موسوی میں بھی حصول برکات کی وہی کیفیتیں تھیں جو آج ہیں۔ سیدنا امام احمد رضا قادری اپنی مبارک تصنیف "بدر الانوار فی آداب الآثار" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ تبرکات کیا تھے؟ موسیٰ علیہ السلام کا عصا، ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا۔ انکی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔"[1]

احادیث طیبہ میں خود بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرکات عطا فرمانے اور صحابۂ کرام کا انہیں جان و دل سے لگا رکھنے کی کثیر روایات موجود ہیں۔

عمرۂ جعرانہ میں سر اقدس کے حلق کے بعد موئے مبارک تقسیم ہوئے حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس کے شاہد اور اس دولت عظمیٰ سے شرفیاب ہیں۔[2] ایک دوسرے موقع سے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داہنی جانب کے سارے موئے مبارک عطا فرما کر بائیں جانب کے موئے مبارک تقسیم کر دینے کا حکم ہوا۔[3] (رواہ الشیخین) خادم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی یہ مشاہداتی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناخن مبارک ترشوا کر غلاموں کو عطا فرمائے۔ (رواہ احمد) نیز خود آپ کے پاس سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین مقدس اور پیالہ شریف کی گراں بہا دولتیں موجود تھیں۔ (رواہ البخاری فی کتاب اللباس) سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ لحاف اور تہبند سنبھال رکھا تھا جس میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا۔ (رواہ الشیخین) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک کسروانی جبہ شریف موجود تھا جس کے غسالۂ اقدس کو مریضوں کی شفایابی کے واسطے پلایا جاتا۔ (رواہ مسلم) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم اور حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مشک کا وہ

۱۔ بدر الانوار فی آداب الآثار ص ۱۲
۲۔ آداب الاخیار ص ۳
۳۔ بدر الانوار فی آداب الآثار ص ۱۳

دھانہ بھی کاٹ کر محفوظ کر لیا تھا جس سے لب ہائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا مس ہوئے تھے۔ حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمالی پیالہ شریف تھا۔ سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی حضرت خداش رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ پیالہ منگواتے اور اس میں آب زمزم رکھ کر پیتے پھر اپنے چہرے پر اس پانی کے چھینٹے مارتے۔ (کنز العمال) حادثۂ کربلا سے واپسی کے وقت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت مسور بن مخرمہ نے کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار عنایت فرمادیں گے؟ مجھے خطرہ ہے کہ مخالفین آپ سے یہ تلوار لے لیں گے اور اگر آپ مجھے عنایت فرمادیں گے تو واللہ العظیم جب تک میرے جسم میں جان ہے کوئی شخص بھی مجھ سے یہ تلوار نہیں لے سکتا۔ (رواہ البخاری) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کراتیں بلکہ وہ تمام تبرکات جو حضرت ام المومنین کے پاس موجود تھے، ان کی زیارت کرائی جاتی۔

ان تفصیلات سے اندازہ کیجئے کہ عہد صحابہ میں آثار کریمہ کے ساتھ صحابۂ کرام اور عامۂ مسلمین کو کس قدر والہانہ وابستگی تھی کس قدر انس تھا، شغف تھا، احترام تھا؟ جب سرکار سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا یہ احترام آپ کے وصال کریم کے بعد تھا تو خود حیات طیبہ میں کس قدر شیفتگی رہی ہوگی؟ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جب آپ وضو فرماتے تو آپ کے غسالۂ وضو کے حاصل کرنے میں بے پناہ سبقت کی جاتی۔ کانھم کادوا یقتتلون۔ پانی کے برتنوں میں دست اقدس ڈال دینے کی گذارش کی جاتی، اپنے گھروں میں دوگانہ ادا فرمانے کی درخواست پیش ہوتی، جذبۂ شوق آپ کے پس خوردہ کا انتظار کرتا آپ کے تناول کردہ برتنوں میں آپ کی مبارک انگلیوں کے نشانات ڈھونڈے جاتے، آپ کے جسم اطہر سے مس ہو جانے والے ملبوسات سفر آخرت کے لئے محفوظ رکھے جاتے۔ اور ان سب سے غرض کیا تھی؟ حصول برکات اور شرف سعادات۔ امام اجل ابوزکریا نووی، علامہ عینی، امام ابن حجر عسقلانی، امام احمد بن محمد قسطلانی، ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی جیسے بلند پایہ اور مستند ائمۂ حدیث ان روایات سے یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

وفیہ التبرک باثار الصالحین و استعمال فضل طھورھم و طعامھم

و شرا بھم و لباسھم (شرح مسلم (۱/۱۹۶) اس میں آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے اور ان کے وضو و غسل سے بچے ہوئے پانی اور ان کے کھانے پینے اور لباس کے بقیہ کے استعمال کے سلسلہ میں دلیل ہے۔

اور یہ نتیجہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طرز عمل سے ماخوذ ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مریضوں کو اور نظر لگے ہوئے انسان کو موئے مبارک جس شیشی میں رکھا ہوا تھا اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر وہ پانی دے دیتیں جس سے اسے شفا ہو جاتی (بخاری کتاب اللباس ملخصاً)

یہاں تک تو عہد صحابہ کی گفتگو تھی اور عہد تابعین کا بھی جائزہ لیتے چلیں کہ حضرات تابعین کیسی وابستگی رکھتے تھے آثار کریمہ کے ساتھ۔

مجدد اول خلیفۂ راشد سید التابعین سیدنا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبات عقیدت کے بارے میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متروکات و تبرکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھیں جنہیں انہوں نے ایک کمرہ میں احترام کے ساتھ محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے۔ سادات و اشراف میں سے جب کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا تو اسے بھی آپ ان کی زیارت کراتے اور عرض کرتے کہ یہی تبرکات تو میرا سرمایہ ہیں۔ اور فرماتے یہ اس ذات کی میراث ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت و تکریم سے نوازا ہے۔

کمرہ کے اندر رکھے ہوئے تبرکات یہ تھے۔ چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزہ، چکی اور ترکش جس میں چند تیر تھے۔ تکیہ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی جس سے اسے شفا نہیں مل رہی تھی حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس کے بارے میں ذکر

کیا گیا اور پھر آپ کی اجازت سے اس چکنائی میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ) ۱

عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے کے حالات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ یہ سلسلۂ احترام و حصول برکات اس مبارک زمانہ سے لے کر وہابیت کی ابتدا سے پہلے پہلے تک بلا اختلاف چلتا رہا۔ ہندوستان میں وہابیت کے بانی مولوی اسمٰعیل دہلوی جو مانعین کے مسلم پیشوا ہیں خود ان کے آباء واجداد کی داستان محبت و عقیدت سنئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے کہ زندگی کی امید جاتی رہی۔ سرکار ابد قرار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم خواب میں تشریف لائے اور انہیں شفایابی اور عمر طویل کی بشارت دی مزید آپ کی آرزو کی تکمیل کی خاطر ریش اقدس کے دو بال شریف عنایت فرمائے۔ ان کی برکات و کرامات کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے سنئے۔ وہ "انفاس العارفین" میں لکھتے ہیں:-

"ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر برکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب بحث و مباحثہ
طویل ہو گیا تو کچھ عزیز ان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے اسی ۱
وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہ تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی اور دوسرے نے کہا یہ اتفاقی امر ہے۔ عزیز دوسری مرتبہ لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کیا مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی یہ سن کر تیسری بار موئے مبارک سورج کے سامنے لے گئے۔ سہ بارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنے والوں میں شامل

۱۔ایضا نور الایمان ص ۸۰

ہو گیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا

ایک بار یہ موئے مبارک زیارت کے لئے باہر لے آیا بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر چند صندوق تبرک کا تالا کھونے کی کوشش کی گئی لیکن نہ کھلا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت کے سبب یہ نعمت میسر نہیں آرہی ہے۔ عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے ان سب کو تجدید طہارت کے لئے حکم دیا وہ ناپاک آدمی بھی مجمع سے چلا گیا اور اس وقت بڑی آسانی سے تالا کھولا گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔[1]

اس سے یہ بات روشن ہو گئی کہ آثار کریمہ کے ساتھ مسلمانوں کا طرز عقیدت طرز سلف کا آئینہ دار ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس کے دل میں بھی عشق و وفا اور وابستگیٔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمہ ہو گا وہ یقیناً ان نقوش محبت کو آنکھوں سے لگائے گا سر پہ رکھے گا اور دل میں جگہ دینا اپنی سعادت تصور کرے گا جیسا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاک اور طاہر قلوب اور شفاف ذہن و دماغ انہی تصورات عشق اور ایسے ہی جذبات عقیدت سے لبریز رہا کرتے تھے۔ انہیں تو بس نسبتوں کی تلاش ہوتی تھیں سند اور دلیل کی نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی نماز، قیام اور گذر میں اس جگہ کی تلاش و جستجو فرماتے جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہو یا تشریف رکھی ہو۔ ایک بار سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تشریف رکھی تھی پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔[2]

عشق و ایمان کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ قلب مومن و وفا شناس ان آداب محبت کے برتنے کے لئے نہ کسی سند اور دلیل کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور نہ اسے عقل کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے کی فرصت ہوتی ہے وہ محبوب رب العالمین کی اداؤں پر لوٹ لوٹ جاتا ہے

۱۔ انفاس العارفین مطبوعہ الفلاح بکڈپو دیوبند، ص ۱۰۴-۱۰۵
۲۔ نورالایمان ص ۷۸

آقا کی نسبتوں پر مچل مچل اٹھتا ہے۔ جان جہان کی روح پرور، کیف آفریں نسبتوں کی بہاریں دیکھنے کو تو مل جائیں بس مت پوچھئے وارفتگیٔ شوق کا عالم دیدنی اور گرویدنی ہوتا ہے۔ متاع جان و دل اور سرمایۂ قلب و نظر کو ان پر نثار کرنے کے بعد بھی اس کے دل بے قرار کو قرار نہیں آتا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ درحقیقت خود اس رحمت والے محبوب کے حضور نذرانۂ عشق و وفا اور آداب تکریم کا بجالانا ہے۔ شفاء قاضی عیاض قدس سرہ کے حوالے سے مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی متوفی ۱۲۸۵ھ والد ماجد مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھتے ہیں۔

”وہ تمام مقامات جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے ان کی تعظیم اور ان تمام جگہوں کا احترام جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سکونت پذیر رہے اور ان مقامات کی توقیر جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے یا نماز پڑھنے کی عادت کریمہ تھی اور ان تمام چیزوں کی تکریم جنہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ یا پاؤں یا پہلو سے مس فرمایا ہو یا کسی جگہ کو یہ شہرت حاصل ہو ان سب کی تعظیم و توقیر دراصل ذات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہے۔[1]

مجدد اعظم سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں

”تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہو تا صحابہ، تابعین اور ائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفا شریف، مواہب لدنیہ اور مدارج شریف وغیرہا میں ہے:-

۱۔ نورالایمان ص ۷۷

من اعظامه صلى الله تعالىٰ عليه و سلم إعظام جميع أسبابه و مالمسه أو عرف به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

..... ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شئی کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ بے ادراک سند، تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل، پر آزار دل جس میں نہ عظمت شانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی، نہ ایمان کامل۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَ إِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم، اعزاز اور تکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔[1]

....

کتاب وسنت کی روشنی میں آثار کریمہ کی استنادی اور تکریمی حیثیت کی وضاحت کے بعد اب آیئے برکت نگری چلتے ہیں جہاں خاندان نبوت کے تقدس مآب ماحول میں آثار کریمہ کی ضیائیں جگمگ جگمگ کرتی ہیں، جن کے سراپا فیض و برکت اثرات سے دلوں کی دنیا آباد اور نگاہوں کے پردے روشن ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کی تاسیس ۱۱۱۸ھ میں ہوئی لیکن سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ سے پہلے اس خاندان کے جلیل الشان بزرگ مقدام العارفین سیدنا شاہ عبد الجلیل المعروف بہ بڑے پیر صاحب مارہرہ تشریف لا چکے تھے جن کی خانقاہ خانقاہ برکاتیہ سے ایک الگ مقام پر

۱۔ بدر الانوار فی آداب الآثار ص ۴۳۔۴۴

مارہرہ مطہرہ میں قائم تھی اور بڑے پیر صاحب کی خانقاہ کے نام سے مشہور تھی۔

مارہرہ مطہرہ میں تبرکات کریمہ کی آمد کا سلسلہ انہی بزرگ سے شروع ہوتا ہے جس کا سلسلہ بعد میں سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ تک جاری رہا۔ آپ کے بعد یہی تبرکات اخلاف میں منتقل ہوتے رہے۔

خانقاہ برکاتیہ میں دو قسم کے تبرکات ہیں۔ ایک مشترک دوسرے منفرد۔ انفرادی تبرکات تو ہر ایک کی ذاتی ملکیت ہیں لیکن مشترک تبرکات اس مسجد برکاتی سرکار کلاں میں مقفل رہتے ہیں جس کی توسیع اور تعمیر نو سیدنا شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ نے ۱۲۱۷ھ میں فرمائی۔[1] اس قفل کی چابی تینوں گدیوں کے سجادہ نشین حضرات کے پاس رہتی ہے اسے نہ کوئی تنہا کھول سکتا ہے اور نہ اس میں کوئی ذاتی تصرف کر سکتا ہے۔

مظہر غوثیت مآب قطب العارفین شمس الدین ابوالفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے عہد مبارک تک خانقاہ برکاتیہ کا سجادہ نشین کوئی ایک ہی فرد ہوتا تھا۔ جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں اپنے منجھلے بھائی سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کو اپنے بعد سجادہ نشین نامزد فرمادیا تھا۔[2] حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کے دو عقد ہوئے۔ پہلی اہلیہ سے ایک صاحبزادے آل امام جما میاں صاحب ہوئے اور دوسرے عقد سے تین صاحبزادے سید شاہ آل رسول، سید شاہ اولاد رسول، سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔ آپ نے اخلاف کے لئے تین وصیت نامے تحریر فرمائے۔ پہلے دو وصیت ناموں میں دیگر صاحبزادوں کی رضامندی سے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر عالم قدس سرہٗ کو اپنا سجادہ نشین نامزد فرمایا لیکن حضرت امیر عالم نے اپنے برادران معظم کے ساتھ حسن ادب کی وجہ سے تنہا سجادہ نشین ہونا گوارہ نہ فرمایا[3]۔ اس لئے تیسرے اور آخری نافذ العمل وصیت نامہ میں اپنے تینوں صاحبزادگان کو اپنا سجادہ نشین فرمایا۔

حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب برکاتی قدس سرہٗ متوفی ۱۳۷۵ھ لکھتے ہیں

۱۔ تاریخ خاندانِ برکات ص ۲۷
۲۔ ایضاً ص ۲۵
۳۔ ایضاً ص ۷۱

"آپ (ستھرے میاں قدس سرہٗ) نے اپنی حیات شریف میں ایک وصیت نامہ تحریر فرمادیا تھا جس کی رو سے اپنے بعد سجادہ نشینی اپنے چھوٹے صاحبزادہ حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ کے واسطے تجویز فرمائی تھی۔ پھر اس وصیت نامہ میں کچھ ترمیم کر کے دوسرا وصیت نامہ تحریر فرمایا مگر سجادہ نشینی اس میں بھی اور صاحبزادوں کی رضا مندی سے چھوٹے صاحبزادہ ہی کے لئے تجویز فرمائی مگر جب سید آل امام جمّا میاں صاحب کا انتقال ہو گیا حضرت نے تیسرا اور آخری وصیت نامہ تحریر فرمایا جس میں تینوں صاحبزادوں سید شاہ آل رسول صاحب، سید شاہ اولاد رسول صاحب اور سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدست اسرارہم کو بدرجۂ مساوی سجادہ نشین و مالک جملہ جائیداد خانقاہی و درگاہی و زمینداری و اموال منقولہ و روزینہ ہائے نقد و تبرکات شریفہ جملۂ متروکۂ خود تجویز فرمایا۔"[1]

تبرکات مشترکہ کی یہیں سے داغ بیل پڑتی ہے اور تینوں سجادہ نشین اور ان کے جانشین مشترک طور سے ان تبرکات کریمہ کے مساوی طور سے مستحق اور متصرف قرار پاتے ہیں۔ آج کل ان مشترک تبرکات کی کلید مخدوم گرامی حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں صاحب نظمی دامت برکاتہم القدسیہ اور مخدوم گرامی حضرت ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے پاس رہتی ہے۔

یہ ذیشان برکاتی خاندان عراق، واسط، غزنی سے ہوتا ہوا بلگرام شریف پہنچا۔ سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۱۷ھ کے عہد مبارک تک وہیں قیام پذیر رہا۔ عہد جہانگیری میں ۱۰۱۷ھ میں حضرت میر صاحب کے بڑے صاحبزادے سیدنا شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ (۹۷۲ھ - ۱۰۵۷ھ) مارہرہ مطہرہ تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آپ کے تین صاحبزادے بلگرام شریف میں مدفون ہیں اور دو صاحبزادے طلب مولیٰ میں وادیٔ جذب کے راہرو ہو کر کسی کوہستانی علاقہ کی طرف تشریف لے گئے پھر کچھ پتہ نہ چلا۔ آپ کے پہلے ذکر کردہ تین صاحبزادوں میں منجھلے صاحبزادے سیدنا شاہ محمد اویس کے صاحبزادے

۱- تاریخ خاندان برکات ص ۲۷-۲۸

ہیں سیدنا سلطان العاشقین شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ جن کے دم قدم سے پیم نگر برکات نگری آباد ہے۔

اتنی تفصیل کے بعد اب تبرکات کریمہ کی آمد کی تفصیل بیان ہوتی ہے کہ وہ کیسے اور کس ذات کریم کے واسطے سے اس خاندان عالی شان تک پہنچے۔ اخیر میں مشترکہ اور غیر مشترکہ سبھی تبرکات کی اجمالی فہرست درج ہوگی۔

۱ - سیدنا شاہ میر عبدالجلیل قدس سرہٗ متوفی ۱۰۵۷ھ کے واسطے سے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک اس خاندان میں پہنچا۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں

"حضرت کے پاس ایک موئے مبارک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا جو اب بھی جست کی چھونچی میں تبرکات مشترکہ سرکار کلاں میں بفضلہٖ تعالیٰ ہے۔"[1]

۲ - حضور صاحب البرکات سلطان العاشقین سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ متوفی ۱۱۴۲ھ کے واسطے سے یہاں متعدد آثار و تبرکات پہنچے۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت کے وقت میں موئے شریف حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم آیا۔ یہ موئے مبارک حضرت کے خلیفہ شاہ روح اللہ از قربائے نواب خیر اندیش خاں عالمگیری نے نواب موصوف کے متروکہ سے لا کر حضرت کو دیا تھا۔ اس موئے شریف کی سند اور جس طرح سے نواب خیر اندیش خاں کو ملا تھا آثار احمدی و کاشف الاستار شریف میں مفصل تحریر ہے۔ بفضلہٖ یہ موئے متبرک اس وقت تک بڑی سرکار کے تبرکات مشترکہ میں چاندی کی چھونچی میں ہے اور عرسوں میں زیارت ہوتی ہے۔ اور خرقۂ مرتضوی اور موہائے مبارکہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضرت کے پاس تبرکات میں تھے۔ خرقہ کی نسبت یہ روایت ہے کہ یہ خرقہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو حضرت غوث

۱- تاریخ خاندان برکات ص ۱۰

الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنا۔ حضرت سلطان الہند خواجہ صاحب نے پہنا۔ حضرت سے قطب کو ان سے باوا فرید گنج شکر کو ان سے حضرت محبوب الٰہی کو، ان سے چراغ دہلی کو اور ان سے واسطہ بواسطہ حضرت شاہ مینا اور شاہ بڑے مخدوم اور شاہ صفی کو اور ان سے میر عبدالواحد بلگرامی کو پہنچا۔ اور میر عبدالواحد بلگرامی سے واسطہ بواسطہ حضرت کو پہنچا۔

یہ خرقہ سجادہ نشینی کے دن سجادہ نشین سرکار کلاں پہنتا تھا اور تبرکات مشترکہ میں ہے مگر اب بوجہ بوسیدگی پہننے کے لائق نہیں رہا کاندھوں پر رکھ لیا جاتا ہے اور اعراس میں زیارت ہوتی ہے۔ علاوہ ان آثار شریفہ کے حضرت کے خاص بہت سے ملبوس مثل خرقہ و تاج و عمامہ و سیلی اور تسبیح وغیرہ تبرکات مشترکہ میں ہیں۔ اور نیز جداگانہ ہم میں ہر ایک کے پاس ہیں۔ علاوہ تبرکات مذکورۃ الصدر کے عہد مبارک میں سات منکے اور ایک دستار بھی آئی جس کی نسبت یہ روایت ہے کہ سرکار غوثیہ سے بذریعۂ شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت کو عطا ہوئی۔ چھ منکے ان میں سے تبرکات مشترکۂ سرکار کلاں میں ہیں۔ جن کی زیارت اعراس میں ہوتی ہے اور ایک منکہ و دستار فقیر کے پاس ہے۔ حضرت کو واقعہ میں معلوم ہوا تھا کہ تجھے کچھ انعام سرکار غوثیہ سے ملے گا۔ اس زمانہ میں عرس کلیر شریف ہو رہا تھا۔ آپ کے ایک درویش بھی اس عرس کی حاضری کے واسطے حضرت کے فرستادہ جا رہے تھے۔ راہ میں ایک شخص نے جو ایک کھیت کی نگرانی کر رہے تھے ان درویش کو یہ سات منکے اور دستار دے کر فرمایا کہ ۔

یہی پیام یہی رسالہ کہیو برکات مارہرہ والا

ان درویش نے حضرت سے واپس آکر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت شاہ بو علی قلندر تھے جو یہ عطیۂ غوثیہ مجھے بھجوا گئے۔[1]

۱۔ تاریخ خاندان برکات ص ۱۵ تا ۱۷

۳ - حضور صاحب البرکات قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے برہان الموحدین سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ متوفی ۱۱۶۴ھ کے تبرکات بھی محفوظ ہیں۔ بقول تاج العلماء "حضرت کے خرقے و تاج و تسبیح مشترکاً و منفرداً ہمارے پاس ہیں۔"[1]

۴ - سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے اسد العارفین زبدۃ الواصلین سیدنا شاہ محمد حمزہ عینی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۸ھ کے توسط سے بھی متعدد نادر تبرکات اس خانقاہ عالیہ میں پہنچے۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہ رقم طراز ہیں۔

"حضرت سید شاہ حمزہ صاحب کو موئے شریف حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قدم شریف اور نعل شریف حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجی جمال الدین سے جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے بھائی کی اولاد میں تھے ملے۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت موجود اور تبرکات مشترکۂ سرکار کلاں میں ہیں اور اعراس میں زیارت ہوتی ہے اور ایک پارچۂ سنگ خیبری جس سے ریشم نکلتا ہے اور ظہور کرامت مرتضوی ہے اور ایک خشت فرش مزار مقدس مرتضوی بھی آئی جو تبرکات مشترکہ میں ہے۔ اور پارچۂ سنگ کی زیارت اعراس میں ہوتی ہے اور ایک بسم اللہ شریف حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور مرقع بزرگان بھی آیا۔ یہ دونوں میرے والد ماجد کے پاس ہیں۔"[2]

۵ - سیدنا حضرت شاہ حمزہ عینی قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے مظہر غوثیت مآب قطب العارفین شمس الدین ابوالفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ متوفی ۱۲۳۵ھ کے عہد مبارک میں بھی کچھ نئے تبرکات آئے۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت کے عہد مبارک میں موئے شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا۔ اور حضرت کی نانی صاحبہ نے موئے مبارک حضرت مولیٰ مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو معنعن خاندان میں

۱۔ تاریخ خاندان برکت ص ۱۹
۲۔ ایضاً ص ۲۲

چلا آتا تھا حضرت کو دیا۔ یہ دونوں اس وقت تبرکات مشترکہ میں ہیں۔ اعراس میں زیارت ہوتی ہے۔[۱]

ان پانچ حضرات کے واسطوں سے جو تبرکات اس خانقاہ عالیہ میں پہنچے وہ نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہٗ متوفی ۱۳۴۷ھ کی ذات والا تبار اپنی جامعیت اصلاحی مساعی اور علم دین کی ترویج و اشاعت کے پاکیزہ جذبوں کے سبب گذشتہ اور موجودہ بزرگوں کی منظور نظر ٹھہری۔ جس کی بنا پر مشترکہ تبرکات کے علاوہ کثیر نادر تبرکات خاندانی بزرگوں نے خود عطا فرمائے اور دوسروں سے دلوائے۔ اس طور سے ذاتی اور انفرادی تبرکات کا وافر ذخیرہ آپ کے پاس محفوظ ہو گیا۔

حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

"بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت علاوہ ان تبرکات مشترکہ سرکار کلاں کے جو مسجد سرکار کلاں میں مقفل ہیں اور جن کے آپ مشترکاً مالک و قابض و متولی ہیں بہت سے تبرکات و دیگر نوادر خاندانی منفرداً حضرت کے قبضہ و ملکیت میں ہیں۔ ازانجملہ بسم اللہ شریف نوشتہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ملبوسات بزرگان خاندانی ان کی تسبیحیں وغیرہ۔ دستار غوثیہ جو حضور صاحب البرکات کو عطا فرمائی گئی تھی اس کا ٹکڑا ایک منکا منجملہ سات منکوں خاندانی کے۔ مصنفات و محررات حضرت میر عبدالواحد و سید شاہ عبدالجلیل و سید شاہ اویس و سید شاہ برکت اللہ و سید شاہ آل محمد و سید شاہ حمزہ و سید شاہ آل احمد و سید شاہ آل برکات و سید شاہ حقانی و سید شاہ آل رسول و سید شاہ اولاد رسول و سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم و سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب و دیگر بزرگان کرام قدس اسرارہم خاص انہیں حضرات کے دست و قلم مبارک کے تحریر فرمودہ۔ دو ظفر تکیہ جن کو بزرگان خاندانی زمانہ قدیم سے بغل میں لگا کر اوراد و وظائف پڑھتے اور قیلولہ فرماتے تھے۔ چوب دستی و دوات خاص حضور اچھے میاں صاحب

۱-تاریخ خاندان برکات ص ۲۵

قدس سرہٗ، مسند حضرت سید شاہ آل محمد و سیلی حضور شاہ حمزہ قدس سرہما۔ اور وہ اصل اسناد و اجازات جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور حضرت شاہ مولانا عبدالقادر صاحب داغستانی خلیفہ حضور ابوالفضل قدس سرہٗ سے حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کو ملیں۔ اور بہت سے اکابر کے دستخطی خلافت نامے اور اسناد۔ اور ان کے علاوہ بہت سے تبرکات ہیں۔[۱]

ان مذکورہ بالا تبرکات کی معلومات فقیر کو حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ کی تصنیف "تاریخ خاندان برکات" کے مطالعہ سے حاصل ہوئیں۔ اس کے علاوہ خاص اسی موضوع پر جامعہ اشرفیہ کے کتب خانے میں سید العابدین سیدنا شاہ اولاد رسول احمدی قدس سرہٗ متوفی ۱۲۶۸ھ کی ایک تصنیف نظر آئی جس کا نام "تفصیل تبرکات خاندانی" (مطبوعہ مارہرہ ۱۳۵۳ھ) ہے۔ اس میں یکجا طور پر ان ہم مذکورہ بالا تبرکات کے علاوہ اور بھی کچھ دوسرے قابل ذکر بیسیوں تبرکات نظر آئے۔ اس کتاب میں چونکہ صرف تبرکات کی فہرست ہے ان کے حاصل ہونے کی تفصیل درج نہیں اس لئے یہ اجمالی فہرست کے اخیر میں درج ہوں گے۔

اب لیجئے ان تمام تبرکات مشترکہ اور غیر مشترکہ تبرکات کی حاصل شدہ فہرست ملاحظہ کیجئے تاکہ بہ یک نگاہ ان کی تعداد اور کیفیت معلوم ہو سکے۔

اجمالی فہرست تبرکات

نمبر شمار	اسماء تبرکات	جن بزرگوں کے عہد مبارک میں پہنچے	تعداد	مشترک ذاتی	کیفیت
۱	موئے مبارک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	سیدنا شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ	۱	مشترک	
۲	// // // //	سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ	۱	//	یہ موئے مبارک شاہ روح اللہ والا کے نام سے مشہور ہے۔ زیارت ہوتی ہے

۱-تاریخ خاندان برکات ص ۶۱-۶۲

٣	خرقۂ مرتضوی	سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ	١	مشترک	
۴	موئے مبارک سیدنا امام حسنؓ	// // // //	١	//	
۵	موئے مبارک سیدنا امام حسینؓ	// // // //	١	//	
٦	خرقۂ برکاتی	// // // //	متعدد	م/ذ	
٧	تاج برکاتی	// // // //	//	//	
٨	عمامہ برکاتی	// // // //	//	//	
٩	سیلی برکاتی	// // // //	//	//	
١٠	تسبیح برکاتی	// // // //	//	//	
١١	منکائے غوثیہ	// // // //	٧	مشترک	ایک منکا شاہ جی میاں قدس سرہٗ کی ذاتی ملکیت ہے اور چھ تبرکات مشترکہ میں ہیں۔
١٢	دستار غوثیہ	// // // //	١	//	
١٣	خرقۂ آل محمدی	سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ	متعدد	م/ذ	
١۴	تاج آل محمدی	// // // //	//	//	
١۵	تسبیح آل محمدی	// // // //	//	//	
١٦	موئے مبارک سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیدنا شاہ محمد حمزہ عینی قدس سرہٗ	١	مشترک	
١٧	نشان قدم سرکار دوعالم ﷺ	// // // //	١	//	
١٨	نعلین شریف سرکار دوعالم ﷺ	// // // //	٢	//	
١٩	پارچۂ سنگ خیبری	// // // //	١	مشترک	
٢٠	خشت فرش مزار مرتضوی	// // // //	١	//	
☆٢١	بسم اللہ شریف تحریر کردہ حضور غوث اعظم قدس سرہٗ	// // // //	١	ذاتی	

٢٢	مرقع بزرگان	سیدنا شاہ محمد حمزہ عینی قدس سرہٗ	متعدد	ذاتی	
٢٣	موئے مبارک غوثیہ	// // // //	١	مشترک	
٢۴	موئے مبارک مرتضوی	// // // //	١	//	

حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ کے ذاتی مملوکہ تبرکات

☆١	بسم اللہ شریف غوثیہ	// // //	١	ذاتی	
☆٢	ملبوسات و تسابیح بزرگان خاندانی	// // //	متعدد	//	
☆٣	دستار غوثیہ	// // //	١	//	
☆۴	منکا غوثیہ	// // //	١	//	
☆۵	بزرگان خاندانی کے قلمی نوادرات	// // //	متعدد	//	
☆٦	ظفر تکیہ	// // //	٢	//	بزرگان خاندانی اسے بغل میں لے کر وظائف پڑھتے اور قیلولہ فرماتے
☆٧	چوب دستی حضور اچھے میاں قدس سرہٗ	// // //	١	//	
☆٨	دوات خاص // ////	// // //	١	//	
☆٩	مسند سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ	// // //	١	//	
☆١٠	سیلی سیدنا حمزہ قدس سرہٗ	// // //	١	//	
☆١١	اصلی اسناد و اجازات	// // //	متعدد	//	یہ سندیں حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمد قدس سرہٗ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا عبدالقادر داغستانی سے ملی تھیں

☆ بسم اللہ شریف تحریر کردہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مرقع بزرگاں اور وہ تمام تبرکات جو حضرت سید شاہ ابوالقاسم حاجی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتی ملکیت میں تھے وہ تمام کے تمام حضرت تاج العلماء علیہ رحمت ورضوان اور حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان سے منتقل ہوتے ہوئے اب حضرت امین ملت مدظلہ کی ذاتی ملکیت میں ھیں۔

☆۱۲	و تخطی خلافت نامے اور اسناد	// // //	//	//	متعدد خاندانی وغیر خاندانی بزرگوں سے ملے تھے
☆۱۳	دو چھریاں	// // //	۲	//	ان پر غالباً سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ نے دعاء سیفی پڑھی ہے
☆۱۴	کاشف الاستار شریف قلمی	// // //		//	

مذکورہ بالا تبرکات کے علاوہ قابل ذکر وہ تبرکات جو رسالۂ مبارکہ تفصیل تبرکات خاندانی میں درج ھیں۔

نمبر شمار	اسمائے تبرکات	اصحاب تبرکات	تعداد	کیفیت
۱	پر تلا	سید محمد صادق صاحب کالایا ہوا	۳	ایک پر تلے پر نادعلی کندہ ہے۔
۲	تسبیح عقیق	حضور ستھرے میاں قدس سرہٗ	۱	
۳	تسبیح زیتون	// // // //	۱	
۴	تسبیح صندل	// // // //	۱	
۵	منکا بلوری	// // // //	۴	۲/ ثابت ۲/ شکستہ
۶	چوبی منکا		۲	
۷	منکا زہر مہرہ		۲	
۸	دوات سید محمد اویس صاحب		۱	
۹	تسبیح سلیمانی		۱	
۱۰	چپراس دندان فیل		۱	
۱۱	کشتی یشب		۱	یشب سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے۔ان دونوں پر دعائیں کندہ ہیں

۱۲	پیالہ یشب		۱	
۱۳	غلاف کعبہ		۔	بوسیدہ ہے
۱۴	دیگر تبرکات مکہ مکرمہ		متعدد	
۱۵	تبرکات مدینہ منورہ		//	
۱۶	کرتہ صندلی تنزیب	حضور شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ	۱	زیارت کے وقت یہ کرتہ مبارکہ سجادہ نشین زیب تن کرتے تھے۔
۱۷	کرتہ مبارکہ	حضور سید آل محمد قدس سرہٗ	۱	
۱۸	کرتہ مبارکہ	حضرت شاہ حمزہ قدس سرہٗ	۱	
۱۹	سوزنی ڈوریا	سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ	۲	
۲۰	کرتہ ململ	ستھرے میاں قدس سرہٗ	۱	
۲۱	سوزنی سفید	شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ	۱	
۲۲	مہر سجادہ نشینی			درگاہ شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ
۲۳	خاک شفا			
۲۴	مہر فقیران شاہ آل محمد قدس سرہٗ			
۲۵	تختی یشب		۱	
۲۶	شطرنجی۔ آستی	حضرت اچھے میاں صاحب	۱	باغات میں بیٹھنے کے لئے جو خاص قسم کا فرش ہوتا ہے اسے شطرنجی یا آستی کہتے ہیں
۲۷	کھرل ساق مع دستہ		۱	ساق سفید نرم پتھر ہوتا ہے۔ یہ کھرل سواۃ بہار آیا
۲۸	تخت کہنہ		۱	
۲۹	گھڑیال		۱	یہ ایک بڑا سا وقت بتانے والا گھنٹہ ہوتا ہے۔

۳۰	کٹورا		۲	
۳۱	کلس برنجی		۲	
۳۲	کھرل سنگی مع دستہ		۱	یہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے
۳۳	جھاڑ روشنی		۱	

ان تبرکات کریمہ کے علاوہ اور بھی کچھ قلمی نوادرات، مزارات کریمہ کی چادریں وغیرہ اس خانقاہ عالیہ میں انفرادی اور مشترکہ طور سے محفوظ ہیں۔ ۱۲۔ رضوی

حصۂ نعت و منقبت

شعر کی جمالیات تصوف کے حسن کی لطافت کے اظہار کا بہت موثر ذریعہ ہے ۔ اچھا شعر قلب و ذہن کو ایك ایسی کیفیت عطا کرتا ہے جس کی بعینہ ترجمانی الفاظ میں ممکن نہیں ۔ خانقاہ برکاتیہ کے اسلاف شعر گوئی میں ماہر تھے اور شعر فہمی کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔

عرس قاسمی برکاتی کا پہلا دن حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان کی یادوں سے منسوب ہے ۔ وہ نعت و منقبت کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے ۔ ان کی تقریریں اور تحریریں جگہ جگہ اس ذوق کا اظہار کرتی ہیں ۔ پہلی شب میں نعت و منقبت کی محفل طرحی مصرع پر منعقد ہوتی ہے ۔ حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان کے وصال کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہے ۔ نعت ومنقبت کے میدان میں بہترین شعری کمال کا اظہار کرنے والے شاعروں کو صاحب سجادہ حضرت امین ملت مدظلہ کی جانب سے علی الترتیب " سید العلماء ٹرافی " اور " احسن العلماء ٹرافی " عطا کی جاتی ہے ۔ مشاہیر شعرائے کرام اس محفل میں نعت و منقبت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں ۔" اہل سنت کی آواز" میں ان نعتوں اور منقبتوں کو محفوظ کرلیا جاتا ہے ۔

عرس قاسمی برکاتی ۱٤۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء کی پہلی شب میں طرحی مصرع پر پیش کی گئی نعتیں اور منقبتیں اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیے ۔ ان کے علاوہ جو نعتیں اور منقبتیں موصول ہوئیں وہ بھی شریك اشاعت ہیں ۔ حضرت سید شاہ محمد اکمل اجملی ، سجادہ نشیں دائرہ شاہ اجمل ، الہ آباد ، فارسی زبان و ادب کے منتہی ہیں۔ بہت اعلیٰ شعری ذوق کے مالك ہیں ۔ قصیدہ بردشہ شریف، قصیدہ غوثیہ اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کے قصیدے کا منظوم اردو ترجمہ ان کی شعری کاوش کا نتیجہ ہے ۔

☆ ــــــــ سید محمد اشرف قادری برکاتی

قصیدۂ در مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

از: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ منظوم: سید محمد اکمل اجملی جنیدی قادری ولی اللہی
سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد۔ آستانۂ جنیدیہ
غازی پور و درگاہ سید شاہ ولی قادری سکندر پور ضلع بلیا

بادِ صبا تیرا گزر ہوئے اگر سوئے حرم
پہونچا سلام اس روضہ پر ہیں واں نبی محترم

روئے حسین شمس الضحیٰ رخسار او بدرالدجیٰ
وہ ذات جو نور الہدیٰ کفِ دست ہیں بحر کرم

قرآں میں ہی برہان ہیں منسوخ سب ادیان ہیں
احکام جب اس کے ملے سارے صحیفے کالعدم

ہم آپ سے رخصت ہوئے اپنے کلیجے شق ہوئے
تم خوش رہو اے ساکنِ شہر نبی محترم

اے رحمۃ للعالمیں ہاں اے شفیع المذنبیں
رکھ لاج تو یوم الحزیں اے صاحب جود و کرم

اے رحمۃ للعالمین یہ تیرا زین العابدین
محبوس قوم الظالمیں فریاد جدِ محترم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدۂ غوثیہ

مترجم: سید محمد اکمل اجملی جنیدی القادری ولی اللہی
سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد و آستانہ جنیدیہ غازی پور
و درگاہ سید شاہ ولی قادری سکندر پور ضلع بلیا

جام شراب وصل کو عشق نے جب پلادیا
میں نے شراب سے کہا میری طرف کو لوٹ آ
نشہ کو میرے دیکھ کر کہہ اٹھے اہل میکدہ
ایسا لگا کہ جھومتا جام شراب آگیا
میں نے کہا کہ اہلِ دل جانب میکدہ چلیں
رنگ میں میرے ڈوب جائیں آپ ہیں یارِ باصفا
آگے بڑھو اٹھا بھی لو ہاتھ میں جام معرفت
تم تو ہو میرے لشکری مان لو تم مرا کہا
تم نہ وہاں پہونچ سکے میں نے جہاں کی سیر کی
پھر بھی اٹھا کے پی لیا تم نے مرا بچا کچھا
سب کا مقام ہے بلند سب کو ملی ہے برتری
میرا مقام ہے الگ کوئی نہ واں پہونچ سکا
جو بھی مقام مل گیا میرے لئے بہت ہے وہ
قرب الٰہ میں ہوں میں کوئی نہیں مرے سوا
میں ہی تو ہوں وہ شاہباز ہاتھ ہوئے مرے دراز
بندوں میں مجھ سا کون ہے جس کو یہ سب دیا گیا
خلعتیں وہ عطا ہوئیں جس کی نظیر ہی نہیں
فضل و کمال عزم کا تاج بھی میرے سر رہا

مجھ پہ کئے ہیں آشکار راز قدیم بے شمار
میں نے جو کچھ طلب کیا اس سے سوا عطا ہوا
حاکم جملہ اتقیا مجھ سے نہیں کوئی بڑا
میرا ہی حکم ہر جگہ میں ہی ہوں غوث اصفیا
راز دروں جو کھول دوں جذب ہو بحر بے کنار
کچھ نہ رہے جہان میں صرف ہو میرا نقش پا
کوہ سے کہہ دوں اپنا راز قصہ ٔ وصل ہو دراز
فرق نہ کوئی کرسکے ریت ہے اس کے زیرپا
آگ سے کہہ دوں میں ہوں کیا سرد ہو اس کی انتہا
میرے جلال کا پتہ کوئی نہیں لگا سکا
مردہ سے کہہ دوں بول دے راز ہمارا کھول دے
ڈال دوں اس پہ اک نظر حکم سے میرے ہو کھڑا
گذرے ہیں جو بھی ماہ و سال واپسی جن کی ہے محال
کہتے ہیں روز اپنا حال سامنے میرے سر جھکا
جو بھی زمانے آتے ہیں واقعے سب سناتے ہیں
کر نہ نکیر اولیا حرکت بد سے باز آ
پاؤں میں تم کو مست الست پی لو شرابِ معرفت
میرے مریدو! خوف کیا نام بلند ہے مرا
خوف نہ تم کرو ذرا کافی ہے بس مرا خدا
رفعتیں وہ ہوئیں عطا آرزوؤں کو پالیا
ڈنکے ہیں آسمان میں بجتے ہیں دو جہان میں
بخت مرا بلند ہے یہ ہے نقیب کی صدا
شہر میں سارے میری ملک چلتا ہے سب پہ میرا کلک
روح مصفّٰی تب بھی تھی جسم نہ تھا مرا بنا

شہر تمام پر نظر ڈالی جو میں نے بے خطر
آنکھوں میں میری ایک ایک رائی کے جیسا ہی لگا
علم لدنی جان کر خوبی کو اپنی مان کر
نصرت حق سے بالیقیں قطب زمانہ ہوگیا
صوم ہی ان کی ہے غذا، سجدہ میں رہتا سر جھکا
دُر کی طرح چمکتے ہیں، جس کا ان کو کیا پتہ
سب ہی کا اک مقام ہے اس میں بھی کیا کلام ہے
میرا جہاں قیام ہے میرے نبی کا نقش پا
جد کریم ہیں نبی مکی حجازی ہاشمی
مجھ کو ملی ہے برتری ان کی جو کی ہے اقتدا
خوف نہ کھا مرے مرید نفس کو روک لے مزید
تیرے عدو کو دیکھونگا وعدہ ہے تجھ سے یہ مرا
نام ہے میرا محی دیں جیل ہے میری سرزمیں
شہرہ ہے میرا کوبکو جھنڈا ہے کوہ پر گڑا
جد ہیں مرے امام حسن شہرہ مرا چمن چمن
گردنیں سب کی زیر پا میرے نقیب اولیا
بندۂ قادرِ جہاں ذکر مرا یہاں وہاں
عینِ کمال جدِ من نام مرا بہت بڑا
اکملؔ خستہ ترجمان آپ کی کیا لکھے گا شان
اس کو ملے کہاں امان آپ کے در کا ہے گدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدۂ حضرت امام بوصیریؒ (قصیدۂ بردہ شریف)

مترجم: سید محمد اکمل اجملی

سجادہ نشین دائرہ حضرت شاہ محمد اجمل الہ آباد

بولو کیا یاد آگئے ہمسائگان ذی سلم
خون کے آنسو رواں آنکھوں سے ہیں جو دمبدم

یا زسوئے کاظمہ بادِ صبا لائی پیام
یا ہوا شب میں تجلّٰی برق سے کوہ اضم

ہورہے ہیں کیوں رواں آنکھوں سے یہ اشکوں کے تار
دل کو کیا تکلیف ہیں جو اس قدر رنج و الم

لاکھ کوشش کیجئے چھپتا نہیں ہے رازِ عشق
فاش کردیتے ہیں اس کو سوزشِ دل چشم نم

دربدر مارا نہ پھرتا یوں نہ ہوتی گر تڑپ
یوں پریشاں کرنہ پاتے قصۂ بان و علم

تو چھپا سکتا نہیں ہے عشق کی بے تابیاں
تیرے چہرے سے عیاں شاہد ہے تیری چشم نم

عشق نے اور لاغریٔ جسم نے ظاہر کیا
زرد رخساروں سے واضح سرخی شاخ عنم

رات بھر میں سو نہیں پایا خیال یار میں
لذت دنیا کو بخشا عشق نے رنج و الم

حضرت ناصح مرا یہ عذر تو سن لیجئے
منصفی کا خون فرماکر نہ کیجئے یہ ستم

آپ تو کیا سب پہ ظاہر ہوچکا دردِ فراق
لاکھ کوشش بھی کریں ہوگا کسی صورت نہ کم

گوکہ میرے حق میں بہتر ہے نصیحت آپ کی
پھر بھی ہوگی رائیگاں یہ جانتا ہوں ایکدم

لاکھ سمجھایا ضعیفی نے مگر مانا نہ دل
یہ ضعیفی صلب کرلیتی ہے انسانوں کی فہم

نفس امارہ نے مجھ کو کرلیا اپنا اسیر
تھی نصیحت نفسِ لوامہ کی بے حد محترم

اپنے اس مہماں سے کر پایا نہ میں اچھاسلوک
اور آپہونچی ضعیفی سر پہ میرے ایک دم

کاش اس مہمان کی میں اہمیت کو جانتا
تو چھپا لیتا سفیدیٔ بال کی مثل کتم

کون ہے جو نفسِ خود سر کو مرے کرلے اسیر
روکتے ہیں جس طرح بگڑے ہوئے ابلق کو ہم

جان لو جوع البقر کا دائمی ہے یہ مریض
نفس امارہ کا پُر ہوتا نہیں ہرگز شکم

نفس کو بس یوں سمجھئے جیسے طفلِ شیرخوار
دونوں پستانوں کو ماں کے ہاتھ میں رکھے بہم

خواہشاتِ نفس کا تو متبع ہرگز نہ ہو
جب تلک فضلِ خدا سے ختم ہو یا پھر ہو کم

ہواگر حسنِ عمل ہرگز اسے شہرت نہ دے
نیک بن راہِ ہوس سے تو بچا اپنے قدم

جومرغن کھارہا ہے جان اسے سامان موت
اور یقیں تو کرلے ناداں اس میں پوشیدہ ہے سم

مکر سے خالی نہیں ہیں حالتیں دونوں سمجھ
خوف کر سیری سے وحشت کھا بھرا ہو گر شکم

تیری جن آنکھوں کو یاری ہے گنہ سے پاک کر
اور پشیمانی کے آنسو سے تو کر دامن کو نم

نفسِ شیطاں سے تعلق توڑ لے مت کان دھر
ان کی میٹھی میٹھی باتوں پر تجھے تیری قسم

ان کی باتوں پر نہ جا تو مت اطاعت کر قبول
اپنا قضیہ خود ہی نپٹا مت بنا ان کو حکم

تُف ہے تف اس قول پر جس پر عمل ہوتا نہیں
بانجھ سے اولاد کی امید کیوں رکھتے ہیں ہم

بے عمل ہم خود ہیں اور کرتے ہیں تلقینِ عمل
پھر نصیحت کا اثر کیا ہوگا بولیں محترم

زادِ راہِ آخرت کا تھا نہیں کوئی خیال
اس لئے صوم و صلوٰۃ و ذکر سے خالی ہیں ہم

عادتِ بیداریٔ شب ہم نے ڈالی ہی نہیں
ان کی سنت ترک کی تھے جن کے قدموں پر ورم

بھوک اور فاقوں کی ان کے سامنے کیا حیثیت
بوسہ گاہِ سنگ تھا وہ نازپروردہ شکم

کوہِ زر کی کیا حقیقت ڈگمگا دیوے قدم
دولت کونین جو رکھتے ہوں وہ عالی ہمم

ایسا تقویٰ آپ کا تقویٰ کو جس پر ناز ہو
ایسی عصمت جس کے آگے سرنگوں کوہِ عِصم

جب امام الاولیاء ہی دیدے دنیا کو طلاق
پھر امام الانبیاء کے سامنے یہ کالعدم

میرے آقا سیدِ کونین شاہ جن و انس
جو شہنشاہ دو عالم رونقِ عرب و عجم

آپ کے امر و نواہی کی نہیں کوئی مثال
صاف گوئی اللہ اللہ لاکہیں یا وہ نعم

ذات ہے وہ ذات جس پر ہے شفاعت کا یقیں
حشر کے دن عاشقوں کو ان کے کیا رنج و الم

وہ کبھی نقصان سے دوچار ہو سکتا نہیں
آپ کے ہر حکم پر جس نے کیا ہے سر کو خم

ذات اقدس آپ کی افضل ہوئی بعد خدا
انبیاء کی صف میں اکمل آپ کا علم و کرم

منتظر ہیں آپ کی دعوت کے سارے انبیاء
جوش میں آتا ہے کس دن آپ کا بحر کرم

اپنے اپنے مرتبہ پر سب ہی فائز ہو چکے
لفظ میں نقطہ ہو یا اعراب لفظوں میں بہم

صورت و سیرت تھی لاثانی کیا اپنا حبیب
حق تعالیٰ نے انہیں بخشی وہ شانِ محترم

میرا مولا بے مثال و میرا آقا لاجواب
حسن اسکا ہو نہیں سکتا کبھی بھی منقسم

حضرت عیسیٰ کو فرزند خدا ہرگز نہ کہہ
مثل عیسائی نہ کر مدح نبی محترم

حضرتِ اقدس کو تو مثل خدا ہرگز نہ مان
بعد اس کے مدح میں ان کی جو چاہے کر رقم

کیا معیّن ہو بھلا فضل و کمال مصطفیٰ
میں گناؤں کیسے اوصاف شہ خیرالامم

ظاہر ہوتے معجزے گر ان کی عظمت کے طفیل
طاقت گویائی پاتے استخواں ہائے رِمم

عقل عاجز جس سے ہو اس امتحاں سے رکھا دور
جو جھتے شک اور گماں سے یہ تو ہے ان کا کرم

سر باطن کی حقیقت کو کروں گر آشکار
فہم سے ہوجائے بالاتر کروں جو کچھ رقم

دور سے چھوٹا نظر آتا ہے سورج کیوں کہوں
تم سے ٹھنڈک اس کی قربت آنکھیں خیرہ ایک دم

جس کا ہو مداح خالق سمجھے کیا مخلوق اسے
اس پہ طرّہ یہ کہ ڈوبے خواب غفلت میں ہیں ہم

ہے تبحر علم کا کہتا انہیں خیرالبشر
ان کو حق نے کی عطا ہر ایک پرشان اتم

معجزے جملہ رسولانِ جلیل القدر کو
نور کے صدقے ملے ہیں آپ کا ہے یہ کرم

انبیاء ہیں سب ستارے آفتاب فضل آپ
سینۂ ظلمت ہوا شق برسے انوار کرم

نورِ پاک مصطفیٰ نے کردیا روشن جہاں
آپ کے تشریف لانے سے ہوئیں زندہ امم

آپ کو بخشا خدائے پاک نے خلق عظیم
حسنِ یوسف مشتمل ہے خندہ روئی سے بہم

تازگی کو دیکھ کر غنچہ کرے دامن کو چاک
بدر کامل کو شرف بخشے وہ دریائے کرم

کیا جلال و رعب ہے اس کی نہیں کوئی نظیر
جس کے آگے سرنگوں ہو آکے خود فوج و حشم

جیسے موتی ہوں صدف میں یوں جڑے دندانِ پاک
کیا تبسم ریز ہیں دیکھو تو دہنِ محترم

اس کی قسمت عرش پر ہے جو مشام جاں بنائے
بوسہ کو مل جائے خاکِ تربتِ شاہِ امم

جیسا ہونا چاہئے ویسا بنایا آپ کو
ابتدا بھی پاک ان کی اور اطہر مختتم

اہلِ فارس کو ہوئی جب اطلاع مولود کی
چھاگئی ہر سمت دہشت بڑھ گیا رنج و الم

قصرِ کسریٰ دیکھتے ہی پارہ پارہ ہوگیا
منتشر ہوتے گئے کسریٰ کے ساتھی دمبدم

آتشِ فارس بھی ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی
خشک نہریں ہوگئیں آخر بصد اندوہ غم

اہل ساوہ پیاس سے کچھ اور ہوتے بدحواس
لوٹتے تھے گھاٹ سے جب اپنے گھر کو پرالم

رنج و غم سے پانی پانی ہوگئی تھی واں کی آگ
اور پانی بن گیا تھا آتشیں از سوز و غم

چیخ اٹھے جنّات بھی ہو اس طرف نوری نگاہ
نور حق ظاہر ہو الفاظ و معانی سے بہم

اندھے بہرے دیکھتے اور سنتے آخر کس طرح
روشنی کا خوف بھی ان کو نہ تھا از رنج و غم

انہوں نے ہو کے یکجا دی خبر ہر قوم کو
دین سب باطل ہوئے آثار سارے کالعدم

چراخ نے دیکھا کہ اک اک کر کے تارے گر پڑے
حالت سجدہ میں آئے بتکدوں کے سب صنم

بھاگے شیطاں ایک اک کر کے وحی کے خوف سے
اک کے پیچھے ایک اپنے سر پہ رکھ رکھ کر قدم
مثلِ فوجِ ابرہا وہ کیوں نہ ہوتے منتشر
سنگریزے ان پہ جب پھینکیں یدِ شاہ امم
مارمیت کہہ کے پھینکا آپ نے کنکر کو جب
یوں لگا یونس کو اگلے جیسے ماہی کا شکم
آپ کی دعوت پہ کہہ لبیک دوڑے سب شجر
مثل انساں اپنے پیروں گو نہ رکھتے تھے قدم
ان درختوں کے نشانِ سجدہ سارے پیچ و خم
ڈالیوں نے گویا ہاتھوں میں دیے اپنے قلم
ابر کی صورت تنِ اطہر پہ تھے سایہ فگن
تاکہ موسم کی حرارت سے بچائیں وہ بہم
چاند کو ہے خاص نسبت ان کے قلب پاک سے
میں اسی باعث ہوں کھاتا ماہِ منشق کی قسم
کورچشموں کو بھلا کیا غار میں آتا نظر
یارِ غار مصطفیٰ تھے اور شہ عالی ہمم
غار میں تھے جلوہ فرما پیکر صدق و صفا
اس میں تو کوئی نہیں کفار کہتے تھے بہم
اک طرف بیٹھے کبوتر کے ادھر مکڑی کا جال
پھر بھلا کیسے سمجھتے اس میں ہیں شاہ امم
جب خدائے پاک نے اپنی حفاظت میں لیا
مادّی طاقت سے مستغنی ہوئے یہ محترم
ظلم جب ڈھایا زمانے نے تو لی ان کی پناہ
ملتفت جب وہ ہوئے تو مٹ گئے سب رنج و غم

دولت دارین فوراً ہوگئی حاصل مجھے
سایہ افگن سر پہ اپنے ہوگئے دستِ کرم
آپ کا ہر خواب سچا اپنا یہ ایمان ہے
جاگتا تھا قلب سوتی آنکھیں تھیں حق کی قسم
ان دنوں معراج پر تھا دین محبوب خدا
ان پہ پڑھ لاحول جو سمجھے ہوں خوابِ محتلم
سعی سے پیغام حق جبریل لائیں گے بھلا
اور علم غیب سے ہوئے نبی کیوں متہم
بوسۂ دستِ مبارک سے ہوئی کامل شفا
سر سے اترا بس جنوں جس پر ہوا ان کا کرم
خشک سالی نے کہا میری طرف بھی اک نظر
ہاتھ اٹھے اس طرف برسا ادھر ابرِ کرم
اس قدر بارش ہوئی کہ ندیاں بہنے لگیں
دریا موجیں مارتا یوں جیسے سیلاب عرم
معجزات سید عالم بیاں کرتے ہیں اب
نصب کردیتا ہے مجھ کو آگ کے اوپر علم
موتیوں کے ہار کی مانا کہ قیمت ہے بہت
ہوں جدا گر وہ لڑی سے قدر کیا ہوتی ہے کم
آپ کے مداح کیا لکھ پائیں مدح پاک میں
رخشِ فکر و فہم سے بالا ہیں اخلاق و شیم
ہیں زمانوں سے مبرّہ یہ سناتی ہیں ہمیں
حالِ عقبیٰ، ذکر قومِ عاد و حالاتِ ارم
معجزہ قرآن کا ہر معجزے سے ہے بلند
انبیاء کی صف میں جیسے حضرت خیرالامم

کون کر سکتا ہے شک ہاں اس کے استحکام میں
ساری ہی آیات کو تاباں کرے نور حکم

جنگ کی قرآں سے جس نے ڈال دی فورن سپر
کردیا منکر نے بھی اپنا سر مغرور خم

وہ بلاغت جس نے ہر دعوے کو باطل کردیا
جیسے ہوں محفوظ غیرت مند کے اہلِ حرم

معنی ہر آیت کے ہیں لاریب موجوں کی طرح
گوہر دریا سے بہتر آپ کا حسنِ قیم

ان عجائب کا جو پوشیدہ ہیں کیسے ہو شمار
گر تلاوت ہو زیادہ شوق پھر بھی ہو نہ کم

آنکھ کو ٹھنڈک ملی تو میں نے قاری سے کہا
تو پکڑ اللہ کی رسی تو پھر ہو معتصم

خوف سے گر آتشِ دوزخ کے اس کو تو پڑھے
شعلہ نار جہنم سرد ہوگا ایک دم

آیتیں ہیں حوض کوثر کرتی ہیں بالکل سفید
عاصیوں کی صورتوں کو جو کہ ہیں مثل حمم

عدل کی راہیں ہیں اور سچائی کے ہیں راستے
پس بغیر ان کے قیام انصاف کا ہے کالعدم

حاسدوں کو ہے اگر انکار تو حیراں نہ ہو
یہ تو ہے اسکا تجاہل ورنہ وہ ہے ذی فہم

روشنی سورج کی کیسے دیکھتی آشوب چشم
آب شیریں کا مزہ کیا جب طبیعت ہو سقم

پا پیادہ اور سوار اشترانِ تازہ دم
آپ کے دربار میں آتے ہیں سب اے محتشم

برتر و ذیشان ان کو جانتا ہے معتبر
نعمت عظمٰی یقیناً ہیں برائے مغتنم

چودھویں کا چاند جیسے شب میں کرتا ہے سفر
مکہ سے اقصٰی گئے معراج میں وہ ذی حشم

عبد اور معبود کے مابین کیا تھا فاصلہ
منزل قوسین کو واضح کرے کیسے قلم

مسجد اقصٰی میں جاکر کی امامت آپ نے
انبیاء تھے مقتدی اور مقتدا یہ محترم

مسجد اقصٰی کے آگے کا سفر یوں طے ہوا
جس طرح بارات میں نوشاہ جائے باحشم

دوسروں کے واسطے چھوڑا نہیں کوئی مقام
ہر بلند و پست پر مولا کا تھا فیض قدم

بڑھ گئے سب سے مقامات و مدارج میں حضور
جب بلندی پر ہوئے فائز نبی محترم

وصل کا مقصد یہی تھا تاکہ ہو راز و نیاز
حق نے ان کی ذات پر فرمائے وہ فضل و کرم

آپ کی عظمت کے آگے ہے نشانِ لاشریک
گویا طے فرمائے سب رتبوں کو غیرازمزدحم

عظمتوں اور رفعتوں پر کر دیا فائز انہیں
کیا بتاؤں میں بھلا کیا کیا ہوئے حاصل نعم

اے مسلمانو! سنو ہاں مجھ سے اک مژدہ سنو
حق تعالٰی کی ہے ہم سب پر عطا، فضل و کرم

بھیجا رب نے خود بناکر ان کو جب خیر الرسل
طاعت حق ہم نے کی ہم بن گئے خیر الامم

قلب اعداء تھرتھرائے سن کے بعثت کی خبر
شیر کی آواز سن کر جوں ڈرے غافل غنم

کیا بتاؤں جنگ میں کفار کی حالت کو میں
جسم تھے نیزوں پہ یا کندوں پہ لٹکے تھے لحم

جنگ کی دہشت تھی ایسی اپنے مقتولوں کے جسم
چھوڑ کر بھاگے کہ کھائیں چیل اور کوے بہم

خوف ودہشت میں گزر جاتی تھیں راتیں بے شمار
کچھ سکوں ملتا تھا اس شب جن کے دن تھے محترم

لشکر محبوبِ حق مہماں تھا ان کے صحن میں
جسم اعدا کے ہوں حاصل چاہتا تھا کھائیں ہم

تیز رو گھوڑوں پہ ایسے تیرتے تھے کلمہ گو
جس طرح سیلاب میں اٹھتی ہیں موجیں دمبدم

اجر کی امید لے کر دعوت حق کے امیں
کفر کی بنیاد کو نکلے تھے کرنے کالعدم

کاوشوں سے ان کی کامل ہوگیا دین متیں
مل گئے بچھڑے ہوئے کب کے ہوئی غربت بھی کم

جیسے حاصل ہو کسی کو نیک خاوند اور پدر
بیوگی کا اور یتیمی کا مٹے رنج و الم

کوہ کی مانند تھے پوچھو بتائیں گے غنم
جس نے بھی دیکھا ہے ان کو شامل جنگ وصدم

پوچھ لو بدر و حنین و احد کی سب سرگذشت
جتنی موتیں بھی ہوئیں ہر گز وبا سے تھیں نہ کم

وہ سپیدی سے تھے کرتے سرخروئی کا حصول
جسم پر تھے زخم کھاتے اور کراتے سر قلم

جسم کو ان کافروں کے ٹکڑے کرنے کے لئے
ڈھونڈھتے پھرتے تھے ہردم ان کے نیزوں کے قلم

جنگ کے دوران پڑھتے تھے صلوٰۃ خوف کو
تھے صحابہ مثل گل کفار تھے مثل سلم

جب صبا نصرت کی خوشبو لائے تو جانے گا تو
گویا غنچوں کے غلافوں میں تھے وہ عالی ہمم

بیٹھتے گھوڑوں پہ وہ جیسے پہاڑوں پر درخت
زین کی پرواہ تک کرتے نہ تھے وہ ذی فہم

تھے عدو گھبرائے اتنے سختیوں سے جنگ کی
یہ سمجھ سکتے نہ تھے اپنے ہیں یہ یا ہے غنم

جس کو نصرت سید لولاک کی مل جائے تو
شیر بھی سر کو جھکالے سامنے مارے نہ دم

دوست اوران کا ہو محروم مدد ممکن نہیں
اور ذلیل وخوار ہوگا دشمن شاہ امم

اپنی امت کی حفاظت کا کیا یہ انتظام
شیر نر جنگل میں رکھے اپنے بچوں کو بہم

منکرینِ دین کو نیچا کیا قرآن نے
وہ دلیلیں دیں کہ سرخود ہوگیا دشمن کا خم

ایسے امّی علم کی جولانیاں حیران ہیں
تہ ہو زانوئے تلمذ وہ ادیب ذی حکم

نعت لکھی خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے
ورنہ ساری عمر دنیا کی خوشامد کی نہ کم

سوچتا ہوں دین ودنیا کس طرح رکھوں میں ساتھ
گویا قربانی کا بکرہ ہوں میں از قسمِ نعم

کس پہ میں کرلوں بھروسہ کس سے رکھوں واسطہ
کچھ نہ حاصل ہو سکا اب تک بجز جرم وندم
نفس نے سود و زیاں میں فرق سمجھا ہی نہیں
کرلیا دنیا کا سودہ کرکے عقبیٰ کالعدم
جس نے دنیا پر کیا ہے آخرت اپنی نثار
ہے بہت نقصان وہ اس کے لئے بیع و سلم
ہوں بہت عاصی مگر وعدہ ہے میرا آپ سے
دین کی رسی نہ چھوڑونگا کبھی شاہ امم
یہ سہارا ہے بہت اے شافعِ روز جزا
آپ جیسا مل گیا ہے مجھ کو مشفق محترم
حشر میں گر آپ کا دامن نہ آیا ہاتھ میں
پھر تو بدبختی سے اپنی اور پھیلیں گے قدم
آپ کی شانِ کرم پر ہی بھروسہ ہے مجھے
آپ کی شفقت سے ہوں محروم کیوں اے محترم
وقف خود کو کرلیا مدح شہ ابرار میں
مل گئے اس کے تصدق وہ مددگار نعم
آپ کے جودوسخا سے ہونگے منگتا فیض یاب
آب رحمت ان پہ بھی برسائیگا ابرِ کرم
آرزو دولت کی میں رکھتا نہیں مثل زہیر
دولت دنیا کی خاطر جس نے کی مدحِ ہرم
ہاں سوائے آپ کے ہے کون میرا آسرا
آپ کے ہوتے ہوئے مجھ پر پڑیں رنج والم
فرق رتبہ میں نہ آئیگا شفاعت سے مری
آپ کا ہے نام نامی مختتم اور ذی کرم

آپ کے صدقے میں ہے دنیا و عقبیٰ کا حصول
اور فیض باطنی سے آپ کے لوح و قلم
جرم ہیں یوں تو بہت اے نفس مت مایوس ہو
مارتا موجیں نظر آتا ہے وہ بحر کرم
ہونگے اس دم دیکھ لینا میرے عصیاں شرمسار
ان کے در سے ہوگی جس دم رحمت حق منقسم
میرے رب درخواست کو میری نہ رد فرمایئے
آسرا رحمت کا ہے اسکو نہ کیجئے کالعدم
دوجہاں میں کیجئے لطف و کرم بندہ نواز
دل سے مٹ جائے ہمارے سوزشِ رنج والم
حکم دیدیں ابر رحمت کو کہ برسے ٹوٹ کر
تاابد ان کے تصدق سب پہ ہو فضل و کرم
آلِ پاک مصطفیٰ پر اور پھر اصحاب پر
تابعین و صاحب تقویٰ پہ ہیں جو ذی کرم
اے خدا راضی ہو بوبکر و عمر عثماں سے
اور علی مرتضیٰ آں صاحبِ لطف و کرم
خواب میں تشریف فرما ہوئے میرے نبی
لیجئے اپنی ردا میں مجھ کو بھی اے محترم
جب تلک بادِصبا یاں پر رہے مستِ خرام
جب تلک گاتے رہیں یہ سارباںِ پرنغم
صاحب تصنیف اور قاری کی کردے مغفرت
ترجمہ جس نے کیا اس پہ بھی ہو لطف و کرم
ترجمہ منظوم جس نے ہے کیا اے شاہِ دیں
ہاں بوصیریؒ کے تصدق اس پہ بھی نظر کرم

آج کل بیماریٔ دل اس کے پیچھے ہے پڑی
کیجئے اس کی مسیحائی مسیح محترم

اکمل عاصی کو بھی اس ترجمہ کا فیض ہو
جس نے شکل نظم دی اردو میں اے شاہ امم

شروعات ترجمہ کی ایک ہفتہ پیشتر ہوئی۔ ۱۹ر ستمبر ۱۹۹۹ء
۱۲ر جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۴ر ستمبر ۱۹۹۹ء بروز
پنجشنبہ بوقت ۵۰-۹ شب پورا ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

اسماء مصطفی ﷺ



نعت

سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمیؔ مارہروی

میری سانسوں میں تم، دل کی دھڑکن میں تم
جس طرف دیکھوں میں، تم ہی جلوہ نما

شہر و صحرا میں تم، گلشن و بن میں تم
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

سید الانبیاء، اشرف الانبیاء
تم ہی مشکل کشاؤں کے مشکل کشا

احسن الاتقیاء، افضل الاصفیاء
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

خوب سے خوب تر، شاہ جن و بشر
نور سارے جہاں کو تمہیں سے ملا

ہیں تمہاری اطاعت میں شمس و قمر
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

مرکزِ بندگی، منبع زندگی
تم کلام الٰہی میں شمس الضحیٰ

ہفت افلاک میں تم سے تابندگی
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

دوجہاں میں تمہاری ہی شاہنشہی
تم ہی تخلیق بزمِ جہاں کی بناء

سلسلے سب تمہیں پر ہوئے منتہی
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

تاج والے ہو تم، راج والے ہو تم
تم پہ ہی سب کا ہے آسرا

ہم گنہ گاروں کی لاج والے ہو تم
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

ہم گنہ گار ہیں، ہم خطادار ہیں
حشر میں ہم کو لینا بچا

جس کی بخشش نہ ہو وہ سزاوار ہیں
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

نظمی پہ نعت میں ہے رضا کی نظر
اس کی تحریر میں رنگِ کلکِ رضا

اس کے ہر شعر میں ہے اثر ہی اثر
مصطفیٰ، مصطفیٰ مصطفیٰ، مرحبا مرحبا

منقبت

(عرس قاسمی کی نذر)

سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمیؔ مارہروی

یہ جشن عرس قاسمی نعمت خدا کی ہے
یہ بزمِ نور ظلِ الٰہ مصطفیٰ کی ہے

مارہرہ پر نہ کیوں شہ جیلاں کا رنگ ہو
جاگیر یہ ہمیشہ سے غوث الوریٰ کی ہے

مارہرہ مسلک ہے مدینہ کی میم سے
نورانیت یہاں اسی نورِ خدا کی ہے

صہبائے چشتیت سے ہے مارہرہ مست مست
اس پر نظر ہمیشہ سے خواجہ پیا کی ہے

مارہرہ پر یہ فضل ہے آل رسول کا
تقریب کوئی سی بھی ہو، احمد رضا کی ہے

مسند نشیں ہے پیر سخاوت ہے جوش پر
برکاتیو بڑھو کہ یہ ساعت عطا کی ہے

نظمی تمہیں نسب پہ نہ کیوں اپنے ناز ہو
خوشبو تمہارے خوں میں اسی کربلا کی ہے

نعت پاک

ابوالحسنات حقیؔ

کنارا ہی نہیں میرے غنا کا میری دولت کا
گنہگاروں پہ در کھل ہی گیا ان کی شفاعت کا

جلانا مشعلِ جاں اور اس میں خود ہی جل جانا
نکالا ہے الگ میں نے طریقہ ان کی مدحت کا

بلندی ہم پہ اتراتی ہے ہم ہیں اس کی امت میں
کہ جس کے واسطے نازل ہوا ہے لفظ رفعت کا

یہ میرے ہاتھ ہیں دستِ منجم میں نہ آئیں گے
کہ ان کی ٹھوکروں میں ہے ستارہ میری قسمت کا

یہ ابنائے زمانہ دیکھتے ہیں چشم حیرت سے
سلیقہ میری راحت کا قرینہ میری الفت کا

ہمارے دل کے بنجر کو وہی سیراب کرتا ہے
جو طائف میں ملا تھا ان کو ٹکڑا ابر رحمت کا

یہ دیوانے محمد کے ہیں صحرا ساتھ چلتا ہے
بدل ڈالا ہے ان لوگوں نے نقشہ دشتِ وحشت کا

مرے قدموں سے تاریکی میں جگنو جگمگاتے ہیں
کہ میرے دل میں روشن ہے دیا اس طاقِ رحمت کا

نعت شریف

غوث محمد غوثیؔ ، علی گڑھ

دروغِ مصلحت آمیز میں جوہر تھا چاہت کا
جبھی تو ہوسکا وہ "بوسہ کش" مہر نبوت کا

پئے امت دعا بھی تھا نبی کا آخری خطبہ
کہ ہر دل میں ہو جذبہ اتباعِ فرض و سنت کا

ملے جامِ مئے وحدت بدستِ ساقیٔ کوثر
تو ہم میں کون ہوگا مرتکب کفرانِ نعمت کا

بنا مکڑی کا جالا حکمِ رب سے معنوی پردہ
رہا رشتہ نہ ظالم کی بصیرت سے بصارت کا

مدینہ جنت جلوہ ہے چل اے ذوقِ نظارہ
وہیں جم کر کریں گے شغل "جلوہ جاذبیت" کا

درِ دولت سے خالی ہاتھ لوٹے ہیں نہ لوٹیں گے
ہمیں عرفان ہے آقا کے الطاف وعنایت کا

فضائے دل میں جلووں کے پرے سے اترا کرتے ہیں
یقیں کیسے نہ ہو غارِ حرا سے دل کی نسبت کا

خوشا نسبت غلاموں کا بھی دل ہے آئینہ غوثیؔ
ادائے خلقِ آقا کا ، خلوصِ دستِ شفقت کا

نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ناظرؔ صدیقی، کانپور

نظر انے لگا منظر نواح شہر رحمت کا
خوشا اے آرزو چمکا ستارہ تیری قسمت کا

عطا ہوگا صلہ اب دامن آقا سے نسبت کا
گنہ گارو چلو مولا نے در کھولا ہے جنت کا

سبب ٹھہرا دیار پاک میں میری رسائی کا
غم دوری میں اکثر وہ چھلکنا چشم حسرت کا

ذرا دیکھو تو چل کر سرور عالم کی گلیوں میں
مزہ آجائے گا تم کو بہار باغ جنت کا

میں رہنا چاہتا ہوں رات دن آقا کے قدموں میں
اشارہ تو ملے ہندوستاں سے مجھ کو ہجرت کا

تصور میں کبھی کعبہ کبھی شہر مدینہ ہو
مرا دل ہے تمنائی نہ دولت کا نہ شہرت کا

ہجوم انبیا میں روز محشر جگمگائے گا
مرے آقا کے سر پر تاج شاہانہ شفاعت کا

خداشاہد کہ مومن کو شہ دیں نے پڑھایا ہے
شکم پر باندھ کر پتھر سبق صبر و قناعت کا

اک آئینہ تھا اے ناظرؔ مزاج سرور عالم
امانت کا صداقت کا سخاوت کا عبادت کا

نعت مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

یاورؔ وارثی، چمن گنج کانپور

ابھرتا ہے نواح جاں پہ سورج ان کی مدحت کا
دریچہ کھل رہا ہے رفتہ رفتہ میری قسمت کا

تمنا ہے گرے جب بھی ستارہ میری قسمت کا
کوئی گوشہ میسر ہو اسے جنت کی جنت کا

گداگر بن کے اس کے آگے پیچھے پھرتی ہے دنیا
جسے مل جائے اک جرعہ بھی آقا کی عنایت کا

خیال ان کا بساط فکر پر تیشہ بدست آیا
ہر اک پتھر شکستہ ہوگا کہسار مصیبت کا

وہ آئے فاتح محشر، وہ آئے شافع محشر
گماں ہونے لگا ہم کو قیامت پر قیامت کا

اندھیرے لاکھ سر ماریں اندھیرا ہو نہیں سکتا
اجالا قائم و دائم ہے خورشید رسالت کا

دربرکات پر میں وارثی سرکار کا خادم
کروں گا پیش آقا کو یہ گلدستہ عقیدت کا

کہا کس نے بڑا ہے طاقت و قوت میں یہ سورج
یہ سورج، یہ تو اک ذرہ ہے آقا کی ریاست کا

جلا ڈالے گی تم کو آتش نفرت چلو یاورؔ
سمندر موجزن ہے ان کے کوچے میں محبت کا

منقبت

پروفیسر ابوالحسنات حقؔی

یہ نزہت چمن در خیرالورا کی ہے
جو لفظ ہے زبان پہ مدحت خدا کی ہے
محفل امین و اشرف و اہلِ صفا کی ہے
اور افضل و نجیب میں مستی حیا کی ہے
حضرت حسن کے باغ ولایت کو دیکھنا
جو پھول جس جگہ ہے وہ مدحت خدا کی ہے
اک کم نہاد ذرہ چمکنے لگا ہے کیوں
رونق مرے وجود میں کس انتہا کی ہے
اے درد انتشار کہاں سورہا ہے تو
اے مستِ خواب آکہ یہ ساعت دعا کی ہے
آؤ امین و اشرف و افضل نجیب تک
خوشبو لہو میں ان کے حسن اور حیا کی ہے
اکلِ حلال و دستِ سخا سرخرو ہوئے
تاثیر شاہزادوں میں ردِ بلا کی ہے
آیا مشاہدے میں تو حقؔی نے بھی کہا
”یہ جشن عرس قاسمی رحمت خدا کی ہے“

منقبت

ناظرؔ صدیقی، کانپور

محفل میں دھوم دھام جو اہل وفا کی ہے
چشم کرم یہ حضرت قاسم پیا کی ہے
بے ساختہ کیا ہے مرے دل نے اعتراف
یہ جشن عرس قاسمی نعمت خدا کی ہے
جاری یہاں ہے رشد وہدایت کا سلسلہ
رحمت یہاں پہ شافعِ روزِ جزا کی ہے
مرشد کی رہبری کا سہارا لئے ہوئے
ہر شخص کو تلاش در مصطفیٰ کی ہے
یہ آستان فیض نہیں یونہی نور بار
تابندگی فضاؤں میں شمع حرا کی ہے
جو مانگنا ہے مانگ بصد عجز و انکسار
تاثیر اس مقام پہ حرف دعا کی ہے
یہ عرس قاسمی ہے مرا مرکز نظر
اس پر نگاہ لطف مرے مصطفیٰ کی ہے
دیکھی یہ خانقاہ تو محسوس یہ ہوا
آرام گاہ یہ تو صف اولیاء کی ہے
تفریق کا سوال ہی اٹھتا نہیں یہاں
توقیر ایک سی یہاں شاہ و گدا کی ہے
محسوس جو ہوئی ہے سر عرس قاسمی
خوشبو یہ نقش پائے شہ انبیاء کی ہے
دریائے علم و فن ہے اسی گھر میں موجزن
رحمت یہاں پہ خالق ارض و سما کی ہے
میرے امین و اشرف و افضل نجیب ہیں
ناظرؔ طلب مجھے بھی انہیں کی دعا کی ہے

منقبت

محمد میکائیل ضیائیؔ، کانپور

نوکِ قلم پہ بات جو قاسم پیا کی ہے
بیشک بساطِ فکر پہ رحمت خدا کی ہے
ہر سمت خیمہ زن ہیں عنایات شاہِ دیں
یہ سرزمین آلِ رسولِ خدا کی ہے
کشکولِ جاں میں کیوں نہ ہوں روشن عطا کے پھول
تقریب عرس قاسم حاجت روا کی ہے
دیوار و در گواہ ہیں عشق و خلوص کے
ہر ذرے سے نمایاں عقیدت رضا کی ہے
مژدہ ہو زائرین دیار حسن میاں
رحمت تمہارے سر پہ شہ اولیاء کی ہے
چشم کرم ہے آج بھی آلِ رسول کی
سارے جہاں میں دھوم جو احمد رضا کی ہے
آجائے زیر گنبد برکات دوستو!
حاجت اگر کسی کو دواء و دعا کی ہے
آیا ہوں اس لئے درِ اچھے میاں پہ میں
مجھ کو طلب ضیائیؔ در مصطفےٰ کی ہے

منقبت

حقؔ کانپوری

پھیلی جو روشنی مرے گھر میں دعا کی ہے
خوبی یہ ساری آپ کے حسنِ عطا کی ہے
مارہرہ اور بریلی کا موسم تو ایک ہے
خوشبو یہاں بھی دامنِ احمد رضا کی ہے
برکت کی سرزمین پہ برکت نہ کیسے ہو
چشمِ عنایت آپ پہ غوث الوریٰ کی ہے
حاصل ہوئے ہیں عشق میں ورودو شرف مجھے
در آپ کا ہے اور گلی مصطفےٰ کی ہے
اس سرزمینِ پاک کی تعریف کیا کروں
سارے جہاں میں دھوم یہاں کے گدا کی ہے
فیض مزار پاک ہے ہر سمت مشکبار
دنیا سمجھ رہی ہے کہ مستی ہوا کی ہے
اے حقؔ خلوصِ دل سے یہاں پر شریک ہو
یہ جشنِ عرسِ قاسمی رحمت خدا کی ہے

منقبت

یاورؔ وارثی، کانپور

مجھ کو دل و دماغ کی منظور پا کی ہے
رکھنی تمہیں کو لاج مری التجا کی ہے

مارہرہ سے قریب ہے رہوار ذوق و شوق
تمہید یہ تو آمد بادِ صبا کی ہے

جب سے ہوا ہے رابطہ مارہرہ سے مرا
ہر گوشۂ حیات پہ رحمت خدا کی ہے

رہنا ہے خاک ہی میں سعادت مرے لئے
یہ نور ہیں وجود مرا انسلا کی ہے

روشن یہیں سے ہے وہ رموز آشنائے عشق
آمد یقیں کی حد میں یہاں پر رضا کی ہے

پہونچا ہے جب سے کوئے حسن کی فضاؤں میں
مہتاب ذکر و فکر میں ضو انتہا کی ہے

ہیں کس کے ذرہ ہائے قدم دل میں ضو فگن
خوشبو مرے وجود میں کس نقش پا کی ہے

ہر سمت ہو رہا ہے تجلی کا اب ظہور
یارو اٹھاؤ ہاتھ گھڑی اب دعا کی ہے

چہروں پہ رقص کرتا ہے اک نور التفات
یاورؔ یہ نسل پاک حبیب خدا کی ہے

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدمحمد اشرفؔ قادری برکاتی مارہروی

نبضِ عالم میں رواں تیری حرارت ہی تو ہے
کہکشاں بھی تیرے قدموں کی اشارت ہی تو ہے

آج کانٹے نہیں بکھرے کہیں بیمار نہ ہو
یہ عیادت میرے آقا کی سخاوت ہی تو ہے

جب جہاں ان کا تو پھر جان کی قیمت کیا ہے
جان دے دیں گے کہ یہ ان کی امانت ہی تو ہے

اے مدینے کے مسافر میرا کچھ حال نہ کہہ
ان سے کچھ کہنا میرے حال کی غیبت ہی تو ہے

ان کے دیدار کو دوڑے تو کچل گئی کوئی شئے
مڑ کے دیکھا تو کہا اونہہ ارے جنت ہی تو ہے

وہ اویسؔ قرنی ہوں کہ بلالؔ حبشی
دور و نزدیک سے مولا کی عنایت ہی تو ہے

ان کی پیزاروں کے صدقے میں ملا نعت کا ذوق
کعبؔ و حسّانؔ و رضاؔ، تیری جماعت ہی تو ہے

نعت تو مجھ کو وراثت میں لی ہے اشرفؔ
ان کی مدحت میرے اجداد کی عادت ہی تو ہے

نعت

سید محمد اشرؔف قادری برکاتی

جب خدا ان کا تو پھر ساری ہی نعمت ان کی
آسماں ان کا زمیں ان کی ہے جنت ان کی

ہم سبھی ساقیٔ بغداد کے دیوانے ہیں
جام ان کا ہے، شراب ان کی ہے، دعوت ان کی

نزع کا وقت بڑا سخت، کھلے میرا بخت
کاش ایسے میں جو ہوجائے زیارت ان کی

جب نکیرین ڈرائیں گے گناہوں سے مجھے
قبر چمکانے کو آجائے گی طلعت ان کی

حشر کی دھوپ، قیامت کا سماں، خوفِ خدا
مسکراتی ہوئی آجائے گی رحمت ان کی

درِ جنت پہ میں غمگیں تھا کہ رضواؔں بولے
ہم کو پہلے سے ہی حاصل ہے اجازت ان کی

غار میں یار سے فرمایا اکیلے نہیں ہم
ایک میں ایک ہو تم ایک ہے رحمت ان کی

نعت نبی ﷺ

سیدمحمد اشرؔف قادری برکاتی مارہروی

یہ جو مہر میں ہیں حرارتیں یہ ترا ظہورِ جمال ہے
یہ جو کہکشاں میں ہے روشنی یہ تیرا غبارِ جمال ہے

وہاں فاصلوں کی زیادتی سے عنایتوں میں کمی نہیں
کوئی دور رہ کے اویس ہے کوئی پاس رہ کے بلاؔل ہے

رواں ندیاں، رمِ آہواں، زمیں آسماں، نہیں سب جہاں
تری رحمتوں کے کمال ہیں کہ زوال جن کا محال ہے

ترا روضہ ہے مرے سامنے مگر اپنی شکل دکھاؤں کیا
یہ میں کس مقام پہ آگیا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہے

جو عطا پہ روز خطا کرے، جو خطا پہ روز عطا کرے
ترے پاس میری مثال ہے مرے پاس تیری مثال ہے

وہ خدا کے نور کو دیکھ کر بھی گناہ گاروں میں آگئے
سرِ عرش جانا کمال تھا کہ وہاں سے آنا کمال ہے

ذرا سدرہ والے سے پوچھنا کہ مقامِ مصطفوی ہے کیا
جہاں جبرئیل کے پر جلیں وہ مقام ایسی مثال ہے

رہِ حق میں سر دیا، جان دی مگر اپنا ہاتھ نہیں دیا
جو حسین ابن علیؓ دی کیا جہاں میں ایسی مثال ہے

مری آرزوئیں بڑھی ہوئیں کہ مدینہ جاکے قیام ہو
مرے حوصلوں کا شمار کیا تری رحمتوں سے سوال ہے

تری یاد دل میں محیط ہے مجھے اور سمت پتہ نہیں
نہ تو شرق ہے نہ تو غرب ہے نہ جنوب ہے نہ شمال ہے

میں تمہارے نام کی نسبتوں کے سہارے دنیا میں جی گیا
مگر اپنی شکل دکھاؤ اب مری عاقبت کا سوال ہے

ارے زار اشرؔف ناتواں، کہاں نعت تیرا بیاں کہاں
تیرا حق تھا تونے اٹھالیا یہ رضا کے توشے کا مال ہے

منقبت فی شان حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ و رضوان

برائے عرس سید العلماء در درگاہِ برکاتیہ،

۱۱ر جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ

سید محمد اشرؔف قادری برکاتی

وہ جدا ہم سے ہوئے رب کی مشیت اور تھی
ورنہ ہم کو ان کے جینے کی ضرورت اور تھی

وقتِ آخر بھی رسولِ پاک پر قربان تھے
دل کی حالت جو بھی ہو جذبوں کی صورت اور تھی

دنیوی جاہ و حشم کا رعب مانا ہی نہیں
اس گرامی ذات میں تقوے کی طاقت اور تھی

مہ رخاں، انجم جبیناں، مہر شکلاں ہیں بہت
پر ہمارے دل کی پوچھو ان کی صورت اور تھی

دانت موتی، ہونٹ مرجاں، آنکھ ہیرے کی کنی
دیکھنے والوں نے دیکھا انکی صورت اور تھی

لفظ، لہجہ، فکر، مضموں اور صدا کا زیر و بم
سید مارہرہ کی شانِ خطابت اور تھی

لفظ ان کے لب سے نکلے اور دل میں جا بسے
ان کا لہجہ اور تھا باتوں کی لذت اور تھی

درہم و دینار سے رغبت انہیں تھی ہی نہیں
اس فقیر بے ریا کے دل کی دولت اور تھی

پیر، مفتی اور مقرر ہم نے دیکھے ہیں مگر
سید آلِ مصطفٰے کی شانِ عظمت اور تھی

حضرتِ نوری میاں کے نور کے فیضان سے
دین و علمِ دیں کے تئیں اس دل میں حدت اور تھی

حق تو یہ ہے تاجِ علماء کے تصلب کے طفیل
ہر برے مذہب سے ان کے دل میں شدت اور تھی

سادگی میں بانکپن تھا، بانکپن میں سادگی
کتنے ہی مجمع میں دیکھو ان کی صورت اور تھی

اتحادِ اہل سنت کے لئے قربان تھے
اس حیاتِ پاک میں سنّی جماعت اور تھی

یوں تو سارے بھائی بہنوں سے انہیں الفت رہی
میرے والد کے لئے ان کی محبت اور تھی

یوں تو سب پر ہی کرم تھا اس پیاری ذات کا
اشرؔفِ خستہ پہ لیکن ان کی شفقت اور تھی

منقبت

سید محمد اشرؔف قادری برکاتی

چہرہ چمک رہا ہے اور دل مچل رہا ہے
قاسم میاں کا دامن ہاتھوں میں آگیا ہے
شہرہ بہت سنا تھا اب دیکھ بھی لیا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے
"کانوں میں آرہے ہیں اذکارِ شاہِ قاسم"
پھر دل مچل رہا ہے پھر عرس آگیا ہے
سیدؔ نے اور حسنؔ نے سینچا ہے اپنے خوں سے
گلزارِ شاہ برکت یونہی نہیں کھلا ہے
نظمی کی نعت گوئی اور منقبت سرائی
کانوں کو جیسے کوئی امرت پلارہا ہے
بغدادی مے کدہ ہے اور چشتیت کا خم ہے
مرشد امین ملت ساغر لٹارہا ہے
حضرت حسن میاںؔ کی یادوں کے آئینے میں
پھر عرس قاسمی کا چہرا دمک رہا ہے
مرشد کا فیض پاکر یہ منقبت ہوئی ہے
قاسم میاں کے در کا یہ بھی تو فائدہ ہے
فیضِ رضؔا سے اشرؔف کچھ بات بن گئی ہے
اس منقبت میں ورنہ دیکھو تو کیا رکھا ہے

منقبت

علامہ شمیم رضا صاحب قادری برکاتی ، کلکتہ

دیدار نبی کی حسرت میں جو قاسمی عرس میں آتے ہیں
آغوش میں لے کر شاہ حسن طیبہ کا نگر دکھلاتے ہیں
وہ لوگ یہاں مخدوموں کے محبوب نظر بن جاتے ہیں
جو مسلک اعلیٰحضرت کے شیدائے دلی ہو جاتے ہیں
جو لوگ امین ملت کے ہاتھوں پہ بیعت ہو جاتے ہیں
مارہرہ کی نسبت پاکر کے قسمت کے دھنی بن جاتے ہیں
اس در کے مریدوں کو جب تک پہونچا نہیں دوں گا جنت میں
رکھوں گا نہیں میں اس میں قدم یہ غوث الوریٰ فرماتے ہیں
مارہرہ کا در ہے ایسا در جھکتے ہیں جہاں شاہوں کے بھی سر
مخصوص نہیں ہیں جن و بشر اس در پہ فرشتے آتے ہیں
اللہ کی رحمت و برکت ہے مارہرہ میں ساری نعمت ہے
جو قاسمی عرس میں آتے ہیں بافیض یہاں سے جاتے ہیں
کیوں کر ہو عذاب قبر کا غم کیوں رکھوں وہاں کا حزن والم
دیکھوں گا نکیروں کو جسدم کہہ دوں گا حسن شاہ آتے ہیں
ہیں مرشد برحق شاہ حسن ہم سب کے دلوں میں جلوہ فگن
ہوتا ہے کبھی جب ظلم و فتن عاشق کی مدد فرماتے ہیں

جو شہر رضا کی شہرت ہے کہ مرکز اہل سنت ہے
یہ برکت شاہ برکت ہے مارہرہ کا فیض لٹاتے ہیں

اس در سے غلامی کی نسبت پاتے ہیں بریلی کے حضرت
ملتی ہے انہیں ایسی عظمت اعلیٰحضرت کہلاتے ہیں

اللہ کے سچے عاشق ہیں روحانی طبیب حاذق ہیں
مشکل میں کہو یا شاہ حسن وہ اب بھی مدد کو آتے ہیں

ابدال یہاں اقطاب یہاں نجبا بھی یہاں نقبا بھی یہاں
جاؤں میں حسن شاہ اور کہاں اس در پہ سبھی مل جاتے ہیں

تقدیر کا ہوں میں ایسا دھنی اب مجھ کو نہیں ہے کوئی کمی
عقبیٰ ہو کہ دنیا دونوں ہی اس در پہ سنوارے جاتے ہیں

آئے ہیں شہ برکت جب سے اک فیض کا دریا جاری ہے
مارہرہ کے اس در کے بچے بچپن سے ولی کہلاتے ہیں

جو روشنی ہر سو پھیلی ہے جس اوج پہ آج بریلی ہے
یہ صدقہ آل رسولی ہے یہ خود ہی رضا فرماتے ہیں

ہیں منبع علم و حکمت بھی اور معدن جود و سخاوت بھی
دیتے ہیں حسن شاہ ولایت بھی لیکر جو تمنا آتے ہیں

کیونکر نہ بچھاؤں دل اپنا اس وادیٔ شاہ برکت
جب شاہ بریلی برہنہ پا نظروں کو جھکائے آتے ہیں

کیا صورت زیبا ان کی تھی اللہ کی یاد آجاتی تھی
جس نے بھی حضوری پائی تھی تقدیر پہ وہ اتراتے ہیں

تنہا ہی نہیں ہے شمیم ان کا علما ہوں کہ فقہا آتے یہاں
سرکار حسن کی چوکھٹ پہ سب دست طلب پھیلاتے ہیں

یادِ حسن قدس سرہٗ

محمد ارشاد احمد برکاتی رضوی مصباحی ساحل سہسرامی

میرے آقا میرے محسن میرے شیخ ذوالمنن
آپ کیا رخصت ہوئے سونا ہوا سارا چمن
رونقیں گم زندگی اب مایۂ حسرت ہوئی
یاس و کلفت کی فضا میں چھاگئے رنج و محن

کیسے افکار پریشاں کو سکوں مل پائے گا
آہ! سرکیں گے دلوں سے اب کہاں رنج و محن
تیری شفقت دے گئی مردہ دلوں کو زندگی
رونق افزائے چمن تھے پھول برساتے دہن

آپ کی ہستی سراپا نور کی تفسیر تھی
قلب نوری، جان نوری، نوری چہرہ، پیرہن
آیۂ تطہیر کا حسن جہاں افروز تھا
پاک طینت، پاک خصلت، پاک باطن پاک تن

آپ کا رشتہ اسی سرچشمۂ رحمت سے تھا
موجزن ہیں شرع و باطن کے جہاں گنگ و جمن
وحدتی برکات کی اچھائیاں، ستھرائیاں
پیکر نوری میں تھا سچائیوں کا بانکپن

تجھ سے بارونق جہاں تھا معرفت کے نور کا
رشک گلشن تھا سراپا تیرا اے سرو چمن
تو نے بخشا کشت ویراں کو سدا ذوق نمو
تیرے فیض باطنی سے مسکرااٹھے چمن

تیری محفل مورد الطاف و انوار خدا
جیسے نور کہکشاں سے سج گئی ہو انجمن
کس کی الفت سے نہ جانے کتنے دل آباد تھے
ہاں وہی جو تھا اکیلی ذات میں خود انجمن

آپ تھے تو مسکراتے تھے چمن میں پھول سب
آپ کیا رخصت ہوئے کہ ہوگئے گلزار بَن

آسماں برسوں میں پاتا ہے ترے جیسا وجود
اب تکا کرتا رہے گا پھر سے یہ چرخ کہن

اپنے پیاروں کو تسلی آپ ہی دے جائیے
درد کے ماروں پہ برسے شیخ! رحمت کی بھرن

بے کساں اہل سنت کی مدد فرمائیے
وحدت ملی سے ہو شیرازہ بندیٔ چمن

ٹوٹتے دل ہوں شگفتہ اور روتے ہنس پڑیں
آپ کے تاروں سے پھوٹے روشنی کی پھر کرن

اہل سنت کے سہارے ٹوٹتے جاتے ہیں اب
یا خدا ان کا بدل دے باطفیل پنجتن

اپنے جلووں سے نوازا کیجئے ناشاد کو
شیطنت کی ظلمتوں میں گھر چکا ہے میرا من

علم کی دولت عطا فرمایئے ارشاد کو
رونق شرع مبیں پر نور کردے میرا من

زندگی تو کٹ ہی جائے گی دعا فرمایئے
خاتمہ ایمان پر ہو بندہ جب اوڑھے کفن

منتظر ہے ساحلؔ افسردہ تیری دید کا
آلگالے اب گلے سے مجھ کو اے موج حسن

کیوں بہت بے چین ہے تو ان کے جلووں کیلئے
موج رحمت آملے گی تو بھی کوئی چیز بن

باادب حاضر ہو ساحلؔ بارگاہ نور میں
باہمہ ایں تیرگی تو نعرۂ ترکی مزن

۲۱/اکتوبر ۱۹۹۵ء شنبہ کو سیدی الکریم حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ کے مواجہ اقدس میں یہ کلمات عقیدت نذر کئے گئے۔

ذکر حسن قدس سرہٗ

محمد ارشاد احمد برکاتی رضوی مصباحی، ساحلؔ سہسرامی

زندگی کو مل گئی تیرے تصور کی سند
قطرۂ بے قدر نے پائی سمندر کی سند

شانِ عظمت آنِ رفعت تیرے قدموں میں جھکی
کی عطا مولیٰ نے تجھ کو ایسے منبر کی سند

اے فروغِ علم و سنت غازۂ دین کرم
تونے بانٹی ہے دلوں کو عشق سرور کی سند

علم دیں کا کون گوشہ تیری نظروں میں نہ تھا
پائی تونے فقہ و سنت حفظ انور کی سند

گل بداماں نور افشاں تیرا پاکیزہ دہن
تیری ہستی تھی ہمارے ماہ واختر کی سند

بیچتے تھے جو دوائے دل کہیں وہ جا بسے
ناصبوری کیسے پائے ایسے بہتر کی سند

وہ حویلی وہ مکاں اب بھی ہے لیکن تم کہاں؟
ڈھونڈتی پھرتی ہیں آنکھیں دیدۂ تر کی سند

دم میں دیکھا پھر نہ پایا جلوۂ زیبا ترا
کام آئے گی مگر ہر دم یہ دم بھر کی سند

ڈگمگا کر تھم گئی میری بھی کشتی حیات
دیکھ لی باد جفا نے تیرے لنگر کی سند

میں چلا جب سوئے منزل کھو گئے سب راستے
کھینچ کر تم نے ہی دی ہے اپنے دفتر کی سند

سلسلے آشفتگی کے ختم ہوتے ہی نہیں
آپ ہی دے جاؤ پیارے اپنے منظر کی سند

حاضر در ایک بیمار الم نے دی صدا
بھیک میں دیدو مجھے بھی لطف اطہر کی سند

اے جہان کیف و سرمستی سراپا جستجو
تیرے در سے ہی ملے گی لطف سرور کی سند

ساحلؔ بے کس کہاں جائے حسنؔ کو چھوڑ کر
ہاں ملے گی ہاں ملے گی ان سے کوثر کی سند

میری منزل

محمد ارشاد احمدبرکاتی رضوی مصباحی ، ساحل سہسرامی

اے رونق دل، دل کی محفل تیرا ہی کرم میری منزل

گلشن گلشن مہکا مہکا درپن درپن چمکا چمکا
آنکھوں میں بسا تیرا جلوہ فکروں پہ سجی تیری کہگل
اے رونق دل، دل کی محفل ....

تو کیف سراپا بن جائے فیضان تقدس چھاجائے
جب گلبن زہرا لہرائے ، برکت سے سجے تیری محفل
اے رونق دل، دل کی محفل ....

فکروں میں سجا یادوں میں بسا زیبائی دل جلوہ تیرا
اے میرے حسنؔ وہ اک لمحہ لمحوں کا ہوا میرے حاصل
اے رونق دل، دل کی محفل ....

باتیں تھیں تری کیانور بھری خوشبو میں بسی نغموں سے سجی
ویرانۂ دل گونجے اب بھی پاجائے سکوں تیرا بسمل
اے رونق دل، دل کی محفل ....

اٹھتے ہیں ترے در سے ذرے بنتے ہیں افق کے مہ پارے
دانانوری تو ہے پیارے دے در پہ کھڑے ہیں سب سائل
اے رونق دل، دل کی محفل ....

صحرائے جنوں کی متوالی یہ خستہ دلی یہ بدحالی
بس تیرے کرم نے ہی ٹالی حل تو نے ہی کی ہے ہر مشکل
اے رونق دل، دل کی محفل ....

عشقیؔ برکت ، عینیؔ شوکت نوریؔ خلّت نظمیؔ شفقت
دیں تجھ کو حسنؔ نے سب نسبت کیا بات ہے تیری اے ساحلؔ
اے رونق دل، دل کی محفل ....

خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار

علامہ سید اولاد رسول قدسیؔ مصباحی

خ خانقاہوں کی امانت خانقاہ برکاتیہ
خلد جملہ اہلسنت خانقاہ برکاتیہ

ا آج تک روحانیت کا ہے تسلسل برقرار
اعلیٰحضرت کی ضمانت خانقاہ برکاتیہ

ن نسلِ سرکارِ دوعالم سے ہے اس کا انسلاک
نورِ الفت شہر برکت خانقاہ برکاتیہ

ق قصر اخلاص و وفا اور کوثر جود و سخا
قلزمِ آثار و سنت خانقاہ برکاتیہ

ا ابر رحمت بن کے عالم کی بجھائی تشنگی
ابرقِ فیض وعنایت خانقاہ برکاتیہ

ہ ہمنوا اخیار کا اور ہمدمِ ابرار ہے
ہمرکابِ شان و عظمت خانقاہ برکاتیہ

ب برق باری سے کیا باطل کا خرمن پاش پاش
بارشِ حق و صداقت خانقاہ برکاتیہ

ر رمز و اغلاقِ تصوف اس کے دامن کے اسیر
رہبرِ اہل طریقت خانقاہ برکاتیہ

ک کرب و ظلم و شر کی ہوتی ہے یہاں سرکوبیاں
کربلا والوں کی رفعت خانقاہ برکاتیہ

ا اشرفِ ملت نجابت کے امیں حسنین کی
افضل و اعلیٰ نیابت خانقاہ برکاتیہ

ت تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تابِ عشقِ اعلیٰحضرت خانقاہ برکاتیہ

ی یک زباں ہو کر یہی کہتے ہیں سارے زائرین
یادِ طیبہ کی ہے طلعت خانقاہ برکاتیہ

ہ ہمسرِ اوجِ ثریا ہے ہر ایک ذرہ یہاں
ہالہ بدرِ شریعت خانقاہ برکاتیہ

ب بے بہا لاہوتی رنگ و بو یہاں بٹتے ہیں روز
بابِ اسرارِ حقیقت خانقاہ برکاتیہ

ڑ رنگِ چشتی اور رنگِ قادری کا بانکپن
روغنِ ہر دو ولایت خانقاہ برکاتیہ

ی یاوری ہوتی ہے اس جا غمزدوں کی صبح و شام
پیرمغانِ شاہ برکت خانقاہ برکاتیہ

س سادگی پہ اس کی قرباں ہے جہاں کی سروری
سرورِ عالم کی نعمت خانقاہ برکاتیہ

ر رات اس کی قدر والی دن نہیں کم عید سے
رب اکرم کی عنایت خانقاہ برکاتیہ

ک کم نظر، کم ظرف ہے الجھے جو اس کی شان سے
کشت زارِ قادریت خانقاہ برکاتیہ

ا اصل ایماں جانِ مسلک ہے مقدس یہ زمیں
اولیاء کی ہے جماعت خانقاہ برکاتیہ

ر روشنی حسنِ عمل کی قدسی ملتی ہے ہمیں
روحِ اصلاح و ہدایت خانقاہ برکاتیہ

ارضِ مارہرہ ہے یارو نور والوں کا مکاں

محمد حسین مشاہد رضوی ۔ مالیگاؤں

ارضِ مارہرہ ہے یارو نور والوں کا مکاں — ہر طرف ہے ان کے فیض وجود کا دریا رواں
ان کی عظمت ہے مسلم اور مقدم بے گماں — عظمتِ ساداتِ مارہرہ سے واقف اک جہاں
"سید السادات ہیں آلِ رسول اچھے میاں" — "سید علما" ہوئے پایا رضا نے آستاں
ہو کے مارہرہ کے مدنی ہوگئے ہم دوستو! — عاصیوں پر ہوگئے جب شاہِ برکت مہرباں
دستِ بوبکر و عمر اور دستِ عثمان و علی — دستِ سید حمزہ نے پہنچادیا ہم کو کہاں
آلِ احمد کے کرم سے سلسلے سب ہی ملے — نقشبندی، سہروردی، قادری، چشتی یہاں
جن کا نعرہ تھا رضا کا مسلک حق زندہ باد — سید آل مصطفیٰ تھے سنیت کے نگہباں
مصطفیٰ حیدر حسن تھے شہسوارِ علم و فن — مسلکِ احمد رضا کے عمر بھر تھے پاسباں
اے امین باصفا اے قوم و ملت کے امین — کیا علو شان تیری کر سکوں گا میں بیاں
اشرف برکات اے سید حسن کے نور عین — آپ کا دیدار ہے وجہ سکون و اطمینان
حضرت نظمی ہیں محوِ نظمِ نعتِ مصطفیٰ — گلستانِ نعت میں اک بلبلِ شیریں بیاں

فیضِ اختر ازہری سے ہے مشاہد نعت گو
نعت گو آقاؤں سے سیکھیں سخن آرائیاں

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی بابرکت اور پروقار سرپرستی میں

"البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی" علی گڑھ کے زیر اہتمام

مقتدر علماء اہلسنت اور دانشورانِ قوم وملت پر مشتمل عظیم الشان اور تاریخ ساز سمپوزیم

(بتاریخ ۲۲ر ۲۳ جولائی ۲۰۰۰ء)

زیرعنوان "جامعۃ البرکات۔ تصور۔ نصاب تعلیم اور نہج کا تعین"

رپورٹ از: الحاج عتیق احمد برکاتی

ناظم اعلیٰ بزم قاسمی برکاتی۔ کانپور

برصغیر کا عظیم المرتبت دینی، روحانی اور دنیوی علوم کا مرکز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ہے جس کی باوقار اور بابرکت سرپرستی میں شہزادگانِ احسن العلماء کی خصوصی توجہ اور نگرانی میں اور زیب سجادۂ خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی صدارتِ فاخرہ میں قائم شدہ "البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی" (رجسٹرڈ) مرکزی دفتر وزیر منزل میرس روڈ علی گڑھ نے دینی جامعات کے فارغ التحصیل طلباء کی عصری تعلیم وتربیت، ٹیکنیکل ایجوکیشن (ٹیکنیکی تعلیم وتربیت) نیز تخصیص کی اہمیت اور ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اور اس میدان میں خصوصی اور عملی جدوجہد کا آغاز کرنے کے لئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے متصل تقریباً پچاس بیگھے زمین خرید کر ہندوستان کے مشہور ومعروف ماہر تعمیرات جناب آئی۔ ایم۔ قادری سے اس زمین پر تعمیر کے لئے مختلف اداروں کے نقشے بنوالئے، تب ہندوستان کے مقتدر علماء اہلسنت اور دانشورانِ قوم وملت کو یکجا کرکے ان کے بیش قیمت مشورے اور رہنمائی حاصل کرنے کی غرض سے ایک عظیم المقصد اور پروقار سمپوزیم کا اہتمام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے آرٹس فیکلٹی لاؤنج میں ۲۲ر ۲۳ جولائی ۲۰۰۰ء کو کیا۔ اس سمپوزیم کی اہمیت افادیت اور معیار کا اندازہ شرکاء کے اسمائے گرامی سے ہوسکتا ہے۔ جن جلیل القدر حضرات نے اس سمپوزیم میں شرکت فرمائی ان میں بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قادری مصباحی اعظمی، حضرت علامہ یٰسٓ اختر مصباحی صاحب بانی دار القلم نئی دہلی،

عالیجناب سید حامد صاحب آئی۔اے۔ایس۔ سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، عالیجناب حامد انصاری صاحب آئی۔ایف۔ایس۔ وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، عالیجناب سراج حسین صاحب آئی۔اے۔ایس۔ وائس چانسلر ہمدرد یونیورسٹی دہلی۔ عالیجناب عارف حمید غوری صاحب۔ آئی۔آر۔ایس۔ ایڈیشنل کمشنر انکم ٹیکس وسابق سکریٹری ایجوکیشن اروناچل پردیش سرکار، حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری مصباحی، چریاکوٹ، حضرت علامہ مفتی نظام الدین قادری مصباحی، مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، حضرت علامہ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب استاذ شعبہ اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی دہلی، عالیجناب پروفیسر اختر الواسع صاحب صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی، حضرت مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب استاذ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی، محترم الحاج محمد اسمٰعیل جانی صاحب ممبئی، حضرت مولانا معین الحق علیمی مصباحی بمبئی، حضرت مولانا سید ظہیر احمد زیدی صاحب سابق استاذ شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (شاگرد رشید صدر الشریعہ مؤلف بہار شریعت) جناب قاری عتیق الرحمٰن صاحب لکھنوی استاذ شعبۂ قرأت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جناب مفتی زاہد علی صاحب، پروفیسر نور الحسن نقوی صاحب علی گڑھ، پروفیسر عتیق احمد صدیقی صاحب سابق پرووائس چانسلر جامعہ اردو علی گڑھ، پروفیسر صدیق حسن صاحب پرنسپل پولی ٹیکنیک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، پروفیسر حبیب انصاری صاحب علی گڑھ، ڈاکٹر سید سراج اجملی الہ آبادی، ڈاکٹر محب الحق صاحب شعبۂ سیاسیات علی گڑھ، ڈاکٹر سید صغیر افراہیم صاحب شعبہ اردو علی گڑھ، ڈاکٹر مسعود انور کاکوروی صاحب لیکچرر شعبہ عربی علی گڑھ، ڈاکٹر طارق چھتاروی صاحب، پروفیسر صلاح الدین صاحب، علی گڑھ کے علاوہ پروفیسر عبدالرحیم قدوائی صاحب نے اپنا مقالہ "جامعۃ البرکات" میں انگریزی زبان پر کس حد تک زور دیا جائے اور کیوں" کے عنوان پر لندن سے بوسیلۂ فیکس ارسال فرمایا۔ متذکرہ بالا حضرات کے علاوہ دہلی، بمبئی، کانپور، اعظم گڑھ وغیرہ شہروں کے کئی حضرات شریک تھے۔

پہلا سیشن :-

سمپوزیم کے دوروزہ پروگرام کی مختصر روداد اس طور پر ہے کہ ۲۲ر جولائی ۲۰۰۰ء کو دن ساڑھے نو بجے قاری عتیق الرحمٰن صاحب نے تلاوت قرآن عظیم سے آغاز فرمایا اس

افتتاحیہ سیشن کی نظامت شہزادہ احسن العلماء شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی آئی۔ آر۔ ایس جوائنٹ کمشنر انکم ٹیکس کے سپرد تھی۔ موصوف نے سب سے پہلے بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مصباحی کی صدارت کا اعلان فرمایا جب حضرت بحر العلوم مسند صدارت پر رونق افروز ہو گئے تب مہمانِ خصوصی عالی جناب محمد حامد انصاری صاحب وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا استقبال کیا گیا خطبۂ استقبالیہ حضرت امینِ ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی صاحب صدر البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی نے پیش فرمایا اور جامعۃ البرکات کا مختصر مگر جامع تعارف (اور تعمیراتی نقشوں کا تعارف بھی) شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی صاحب نے کرایا۔ البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کے قیام اور غرض وغایت کے تعلق سے حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی صاحب پروفیسر شعبۂ تاریخ ال۔ البیت یونیورسٹی۔ مفرق۔ جارڈن (سلطنت الہاشمیہ اسلامیہ اردنیہ) نے نہایت پراثر انداز میں اظہار خیال فرمایا بعدہٗ ناظم اجلاس نے جناب محمد حامد انصاری صاحب وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے سمپوزیم کو خطاب فرماتے ہوئے علوم دینی اور علوم دنیوی کے امتزاج کے لئے کی جانے والی خانقاہِ برکاتیہ کی اس عظیم کوشش کو خراج تحسین پیش کیا۔ پہلے سیشن کا اختتام بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ کے صدارتی خطاب پر ہوا جس میں حضرت نے فرمایا کہ دینی تعلیم مسلمان کا فریضہ ہے اور اسلام دنیاوی تعلیم کا منکر نہیں ہے جامعۃ البرکات کے قیام کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنے خطاب کو اس مصرع پر تمام کیا۔

"رہروِ راہِ محبت تھک نہ جانا راہ میں"

آخر میں جناب کفیل احمد صاحب خازن البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی (منیجر طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

دوسرا سیشن :۔

چائے کے مختصر وقفے کے فوراً بعد ہی ٹھیک ۱۱ ربجے دن میں دوسرے سیشن کا آغاز ہوا۔ جس کی نظامت جناب ڈاکٹر سراج اجملی صاحب استاذ شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے فرمائی۔ صدارت حسب سابق بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان مصباحی صاحب نے فرمائی۔ ناظم نے حضرت مفتی نظام الدین صاحب مصباحی کو ان کا مقالہ جس کا عنوان تھا

"فی الوقت سنی جامعات کس نہج پر ہیں" پیش کرنے کی دعوت دی موصوف نے اپنا مقالہ پیش فرمایا اس کے بعد مقالے کے مندرجات پر بڑے ہی اچھے ماحول میں علمائے کرام اور پروفیسر حضرات نے اپنے اپنے طور پر اظہار خیال فرمایا اور عام طور پر مقالہ نگار کے خیالات اور مثبت پہلوؤں کو داد و تحسین سے نواز کر تائید بھی کی گئی جو ابہام مقالے کے تعلق سے پیدا ہوئے تھے ان سب کا جواب مدلل مقالہ نگار نے خود مائک پر آکر دیا اور جامعۃ البرکات کے قیام کو سراہتے ہوئے اپنے دعائیہ کلمات سے بھی نوازا۔ اس کے بعد دوسرا مقالہ پیش فرمایا حضرت مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب نے جس کا عنوان تھا "کیا سنی جامعات کے نصاب میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اگر ہے تو عصری تقاضوں کے لحاظ سے اس کی نوعیت کیا ہو" پیش کیا مقالے پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے منٹو سرکل علی گڑھ کے پرنسپل صاحب نے فرمایا کہ ہندوستان میں اسلامی مدارس کی بنیاد خلوص دینی پر قائم اور باقی ہے۔ جامعۃ البرکات کا قیام اس یقین کو استحکام دے گا۔ موصوف نے البرکات کے قیام، تصور اور نہج متعین ہو اس کی بھرپور تائید فرمائی۔ مغل فاروق صاحب نے بھی مقالے کے حوالے سے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ مفتی زاہد علی صاحب نے فرمایا مقالہ نگار نے جامعات میں اردو زبان کا کوئی تذکرہ نہیں کیا جبکہ مدارس کے طلباء کو نہ صرف اردو زبان میں مہارت حاصل ہونی چاہئے بلکہ ہندی اور انگریزی بھی کام چلاؤ سکھائی جانی چاہئے۔ تیسرا مقالہ "جامعۃ البرکات میں دینی تعلیم کی نہج کیا ہو" حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی صاحب کا تھا۔ موصوف نے خانقاہِ برکاتیہ کی جانب سے کی جانے والی اس عظیم جدو جہد میں کامیابی کی پوری امید کا اظہار فرماتے ہوئے جامعۃ البرکات میں دینی تعلیم کی نہج سے متعلق اپنی گراں قدر آراء سے نوازا اور فرمایا کہ "نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری" مولانا موصوف کے مقابلے پر اپنا تاثر ظاہر فرماتے ہوئے حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی صاحب نے فرمایا کہ مقالہ نگار نے میری بیس سال قبل کی ایک تحریکی تحریر کی تائید آج اپنے مقالے کے ذریعہ فرمائی جس کے لئے مقالہ نگار کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا کے مقالے سے متاثر ہو کر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے ایک طالب علم عزیزی عمران صاحب نے بھی اپنے اس جذبے کا اظہار کیا کہ ہم کو علم دنیا کے ساتھ علم دین بھی حاصل کرنا چاہئے اور علمائے کرام کے بتائے ہوئے راستے پر ہی چلنا چاہئے۔ مختلف تاثرات اور مشوروں کا سلسلہ تمام ہوا اور حضرت بحر العلوم

کے صدارتی کلمات کے ساتھ دوسرے سیشن کا اختتام ڈیڑھ بجے دن میں ہوا۔

تیسرا سیشن :۔

نماز ظہر اور طعام کے بعد تیسرے سیشن کا آغاز زیر صدارت عالی جناب عارف حمید غوری صاحب دن تین بجے ہوا۔ اس کی نظامت جناب احمد مجتبیٰ صدیقی بدایونی نے فرمائی اور حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب جو دہلی سے تشریف لائے تھے آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے موصوف کا مقالہ حضرت مولانا معین الحق علیمی صاحب نے سنایا جس کا عنوان تھا ''جامعۃ البرکات کس نہج پر ہو'' کے عنوان سے پیش فرمایا اور جامعۃ البرکات میں عصری تعلیم اور دینی تعلیم کا امتزاج کس طور پر کیا جائے اس حوالے سے اپنی رائے کو مدلل انداز میں شرکائے سمپوزیم پر ظاہر فرمایا اور جامعۃ البرکات کے قیام کی بھرپور تائید فرمائی مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب کے اس مقالے پر بحث کا آغاز ماہر تاریخ فرخ جلالی صاحب نے فرمایا ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اپنی اپنی گراں قدر رائے پیش کی خصوصاً شعبۂ جغرافیہ کے پروفیسر صلاح الدین صاحب کا مشورہ تھا کہ مقالہ نگار کی اس سفارش پر ضرور عمل کیا جانا چاہئے کہ طلباء کو ہندوستان کے مختلف علاقوں پر مشتمل دورے کرائے جائیں تاکہ طلباء کا ذہن کھل سکے۔

دوسرا مقالہ جس کا عنوان تھا ''دینی اور دنیاوی تعلیم کو جامعۃ البرکات میں کیسے شیر وشکر کیا جاسکتا ہے'' خود مقالہ نگار جناب پروفیسر عتیق احمد صدیقی صاحب سابق پرووائس چانسلر جامعہ اردو علی گڑھ نے پیش کیا۔ موصوف نے اپنے مقالے کے عنوان کے مطابق جامعۃ البرکات میں دینی اور دنیاوی تعلیم کے حسن امتزاج پر مبنی مفصل پروگرام پیش فرمایا جس کو نصاب کا درجہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس مقالے پر جو مباحث اور مشورے علماء اور دانشوران قوم نے دیئے ان میں پروفیسر صلاح الدین صاحب شعبۂ جغرافیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے تعلیمی ترقی کے ارتقائی مراحل کے حوالے سے یورپ کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ یورپ کے لوگوں نے پچاس برس تک بھرپور محنت کی تب کہیں ان کو ترقی کی راہیں ملیں اور ترقی یافتہ کہلانے کے مستحق ہوئے اسی طرح ہم کو بھی ترقی کی راہوں پر چلنے کے لئے سخت اور مشکل راستوں سے گذرنا ہوگا اس سلسلے میں جامعۃ البرکات کا قیام ہمارے لئے مشعل راہ ہوگا۔ تیسرا مقالہ حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی صاحب نے پیش فرمایا جس میں

موصوف نے جامعۃ البرکات کے لئے نصابی ڈھانچے سے متعلق مکمل اور مفصل خاکہ پیش کرتے ہوئے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ تیسرے سیشن کا چوتھا اور آخری مقالہ حضرت مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب کا زیر عنوان ''عرب دنیا اور عالمی اداروں سے روابط اور افادیت'' پیش کیا جس میں موصوف نے فرمایا کہ عرب دنیا میں عربی تعلیم رسمی طور پر نہیں ہوتی بلکہ عملی زندگی کی تعمیر کرتی ہے جبکہ ہمارے ملک ہندوستان میں عربی زبان کی تعلیم صرف رسمی ہے۔ عملی قطعی نہیں بلکہ حد درجہ حوصلہ شکن بھی ہے۔ مقالہ نگار کے بعد جب حضرت مولانا غلام یحییٰ انجم صاحب مصباحی مائک پر تشریف لائے تو انہوں نے مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب کی تائید میں فرمایا کہ مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب بڑے ذی استعداد عالم ہیں جس طرح بے تکان اردو بولتے اور لکھتے ہیں ٹھیک اسی طرح عربی زبان میں بھی لکھنے اور بولنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ مقالہ نگار کے ذریعہ ہندوستانی عربی مدارس سے متعلق جو تاثرات تھے اس کا جواب دینے کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے مفتی حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ جدید عربی زبان کے لئے تو ہمیں عرب دنیا سے رابطہ کرنا ہوگا مگر مولانا مقبول صاحب نے اپنے مقالے میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدرسوں میں جو کچھ پڑھایا جارہا ہے وہ حماقت ہے اور پڑھانے والے احمق۔ مفتی صاحب کے تیکھے تیور دیکھ کر مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب پھر مائک پر تشریف لائے اور اپنے تاثرات کی وضاحت فرماتے ہوئے ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کی اور اپنی کوشش میں کامیاب ہوئے۔ مقالہ نگار حضرات کے بعد تیسرے سیشن کے صدر جناب عارف حمید غوری صاحب نے اپنے صدارتی خطبے میں اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر مدرسوں کی روایتی دینی تعلیم حاصل کئے ہوئے طلبہ کی عملی اور ذاتی زندگی میں مفلوک الحالی پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ صدر محترم نے سمپوزیم کے شرکاء اور خصوصاً علمائے ذوی الاحترام کی خدمت میں عرض کیا کہ ''میں ہزار ہزار معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج کے کچھ مدرسے ادھ کچرے مولوی پیدا کررہے ہیں جو ہمارے بچوں کو قرآن شریف تو پڑھا لیتے ہیں مگر اس کا مطلب نہیں بتاسکتے۔ ہمیں ایسے علماء کی ضرورت ہے جن کے قدم اسلام پر مضبوطی سے جمے ہوں مگر ان کے دماغ میں دنیا کے تمام علوم کا احاطہ ہو۔ موصوف نے رائے دی کہ مدرسوں کے ذی استعداد اور اچھے طالب علموں کو ان کی دینی

تعلیم مکمل ہونے کے بعد جامعۃ البرکات کے مختلف شعبوں میں تعلیم و تربیت دے کر انہیں دنیا میں باوقار اور ہنر مند زندگی گذارنے والا انسان بنایا جائے اس ضمن میں صدر صاحب نے بہت ہی تفصیل کے ساتھ جامعۃ البرکات کے مختلف تعلیمی اور ٹیکنیکی شعبوں کے قیام سے متعلق اپنی بیش قیمت رائے دی۔ موصوف نے اس بات کا کھلے دل سے اعتراف کیا کہ وہ سمپوزیم میں موجود علمائے کرام سے بہت متاثر ہوئے۔

چوتھا سیشن :۔

۲۳/جولائی ۲۰۰۰ء دن ۹/بجے۔ صدارت پروفیسر عتیق احمد صدیقی صاحب (علی گڑھ) نے فرمائی اور نظامت حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی نے کی۔ ناظم محترم نے سب سے پہلے پروفیسر صدیق حسن صاحب پرنسپل پولی ٹیکنیک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ان کا مقالہ جس کا عنوان تھا "جامعۃ البرکات میں سائنس ٹکنالوجی اور ہنر مندی کا مقام اور ضرورت اور اسے بروئے کار لانے کے لئے طریقۂ کار" مقالہ نگار نے جامعۃ البرکات کے لئے تجویز پیش کی کہ ہوٹل مینجمنٹ سے متعلق کورسیز بھی چلائے جائیں ساتھ ساتھ کمپیوٹر انجینئرنگ میں سافٹ ویئر (Software) اور ہارڈ ویئر (Hardware) کے کورس بھی شامل کئے جائیں جن کی آج کے دور میں بہت ضرور ہے اس کے علاوہ ماحولیاتی انجینئرنگ (Envoirmental Engineering) چمڑے اور پلاسٹک کی صنعت کاری، ایرکنڈیشنر اور ریفریجیریشن کی صنعت، ٹیلی ویژن اور بجلی کی کاریگری، اسکرین پرنٹنگ، ڈریس ڈیزائننگ (Dress Designing) کا کورس اگر لڑکیوں کا شعبہ علیحدہ سے قائم کیا جائے تو اس کورس کو ضرور شامل کیا جائے۔ مقالہ نگار نے ٹیکنیکی تعلیم کے حوالے سے بہت ہی جامع اور کار آمد مقالہ پیش کر کے جامعہ البرکات میں ان علوم کی شمولیت کو ضروری ثابت کر دیا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب مصباحی نے مائک پر آکر مقالے کے مندرجات سے اتفاق کرتے ہوئے جامعہ البرکات میں سماجی علوم کی شمولیت پر بھی زور دیا۔ ڈاکٹر محبّ الحق صاحب (علی گڑھ) نے سماجی علوم کے ساتھ ساتھ سیاسی علوم کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی۔ جب سیاسی علوم کے حوالے سے قانون کے طالب علم نے اپنے ذاتی اور خیالی خدشے کا اظہار کیا تو شہزادۂ احسن العلماء حضرت سید محمد افضل میاں برکاتی آئی۔ پی۔ ایس مائک پر تشریف لائے اور طالب علم کے خدشے کو

اپنے وضاحتی کلمات سے کافور کر دیا۔ ڈاکٹر محمد مسرور صاحب B.U.M.S. نے "سیکولر تعلیم" کی اصطلاح سے اختلاف کیا ان کے جواب میں حضرتِ بابرکت سرکار امین ملت صدر البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی مائک پر تشریف لائے اور عین اسلامی طریقے سے اپنے وضاحتی کلمات ارشاد فرمائے۔ اس طرح پروفیسر صدیق حسن صاحب کے مقالے پر بحث اور مشوروں کا سلسلہ مکمل ہوا اس کے بعد ناظم محترم نے صدر شعبۂ اسلامیات جناب پروفیسر اختر الواسع صاحب کو دعوت پیش کی کہ وہ کہنہ مشق مقرر کی حیثیت سے پورے ملک میں مشہور ہیں، موصوف نے فرمایا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے بدر کے جنگی قیدیوں سے مدینہ منورہ کے بچوں کو تعلیم دلوانے کا کام لیا سرکار کی اس سنت اور اس کی اہمیت کے عکس میں ہم کو حصول علم کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارا دینی اور ملی فریضہ ہے کہ تعلیمی طور پر پس ماندہ مسلمان بچوں اور معاشی طور پر پسماندہ مسلمانوں کے بچوں کا خاص خیال رکھیں موصوف نے اس یقین کا اظہار کیا کہ جامعۃ البرکات انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ان ضرورتوں کی تکمیل کرے گا۔ چوتھے سیشن کا اختتام پروفیسر عتیق احمد صدیقی صاحب کے صدارتی خطاب پر ہوا۔

پانچواں سیشن :۔

۲۳/جولائی ۲۰۰۰ء سوا گیارہ بجے دن۔ تعلیمی تحریک کی عظیم شخصیت جناب سید حامد صاحب سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی صدارت میں ہوا۔ مہمانان خصوصی کی حیثیت سے پروفیسر سید نورالحسن نقوی صاحب اور جناب عارف حمید غوری صاحب رونق افروز تھے۔ اس سیشن کی نظامت بھی حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی صاحب نے فرمائی اور "جامعۃ البرکات میں زبانوں (بالخصوص عربی، فارسی اور انگریزی پر کس حد تک زور دیا جائے اور کیوں؟" کے موضوع پر مقالات کا دور شروع ہوا۔ پہلا مقالہ "جامعۃ البرکات میں عربی زبان کی اہمیت اور افادیت" کے عنوان سے ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی صاحب کا بزبانِ طارق چھتاروی صاحب پڑھا گیا جس میں مقالہ نگار نے تحریر فرمایا کہ آج عربی زبان میں تمام عصری جدید علوم پر مواد موجود ہے عرب دنیا میں لوگ مادری زبان کے ذریعہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دوسرا مقالہ۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر عبدالرحیم قدوائی صاحب جو آج کل لندن میں مقیم ہیں انہوں نے

اپنے مقالہ لندن سے بوسیلۂ فیکس (Fax) ارسال کیا جسے ڈاکٹر قمرالہدیٰ فریدی صاحب نے پڑھ کر سامعین کو سنایا۔ مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ جامعۃ البرکات کے طلباء کے لئے ضروری ہو کہ وہ اپنا مافی الضمیر بے کم وکاست انگریزی زبان میں بول اور لکھ سکیں تاکہ وہ انگریزی دنیا میں رہنے بسنے والے اسلام دشمنوں کو انہیں کی زبان میں یعنی انگریزی میں مہارت کے ساتھ جواب دے سکیں۔ موصوف کا مقالہ انتہائی وسیع اور کار آمد تھا۔ اس مقالے پر بحث کے دوران فرخ جلالی صاحب نے فرمایا کہ فرنچ اور جرمن زبانوں کے پڑھائے جانے کا بھی اہتمام کیا جانا چاہئے۔ تیسرا مقالہ شعبہ فارسی کے استاذ سید محمد طارق صاحب کا پڑھا گیا جس کا عنوان "جامعۃ البرکات میں فارسی زبان کی اہمیت اور افادیت" تھا، مقالہ نگار کی رائے تھی کہ جامعۃ البرکات میں مدرسوں سے فارغ جو طلباء فارسی پڑھ کر نہیں آتے ہیں ان کو فارسی زبان ضرور پڑھائی جائے اگر صرف بنیادی فارسی پڑھ کر آئے ہوں تو ان کو معیاری فارسی پڑھائی جائے۔ اس مقالے پر اظہار خیال کرتے ہوئے دہلی کے مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب نے فرمایا کہ زبانوں کے جدید اور قدیم ہونے میں صرف اتنا فرق ہے کہ اگر قواعد (گرامر) کی صحیح تعلیم دی جائے تو جدید اور قدیم عربی یا فارسی آسانی سے پڑھی اور پڑھائی جاسکتی ہے۔ چوتھا مقالہ۔ جناب پروفیسر نورالحسن نقوی صاحب نے "جامعۃ البرکات میں اردو" کے عنوان پر پیش فرمایا موصوف نے جامعۃ البرکات کے ذمہ داروں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ وہ اپنا نصاب اردو زبان میں تیار کرلیں۔ اس لئے کہ مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنا ہر سطح پر بہتر ہوتا ہے آسان ہوتا ہے اور ممکن بھی۔ موصوف نے فرمایا کہ ہمارے بچوں کی ترقی کا راستہ انہیں مدرسوں سے ہو کر گذرتا ہے مگر ضرورت ہے کہ اس کو سدھار لیا جائے اور اس سدھار میں "البرکات" کو بہت بڑی ذمہ داری کو سنبھالنا ہوگا۔ اس لئے کہ تعلیمی پسماندگی غربت کو جنم دیتی ہے اور غربت تعلیمی پسماندگی کو اور تعلیم ہی ایک ایسا حوالہ ہے جس کے ذریعہ بنیادی ترقی کے تمام راستے کھلتے ہیں۔ حضرت مولانا مقبول احمد مصباحی صاحب نے مقالے پر اپنا تاثر یہ دیا کہ تعلیم کو روزگار سے جوڑنا چاہئے اسی کے ساتھ مولانا نے مقالے کی مکمل تائید فرمائی اس کے بعد ناظم محترم نے مہمان خصوصی جناب عارف حمید خاں غوری صاحب کو خطاب فرمانے کی دعوت دی موصوف نے فرمایا کہ جامعۃ البرکات کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ پہلے اپنے مقصد کو متعین کریں پھر اثاثہ تیار کیجئے۔ اپنے

بیرونی ممالک کے تجربات کی روشنی میں انہوں نے کہا کہ باہر کے لوگ عمارت بنانے سے بہت پہلے اس کی تعمیر کے مقاصد طے کرلیتے ہیں آپ بھی یہ طے کرلیں کہ آپ جامعۃ البرکات کے ذریعہ کس طبقے پر کیا اثر ڈالنا چاہتے ہیں اگر آپ ایسی تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد افراد روزگار سے جڑ سکیں تو پھر آپ وہ پڑھائیے جس کی آج کے بازار کو ضرورت ہو یعنی ایسی مصنوعات کو بنانا سکھایا جائے جو بننے کے بعد بازار میں آسانی سے فروخت ہو سکیں بڑے بڑے صنعت کاروں سے بھی مشورہ کریں اور ان کی مانگ (Demand) کے لحاظ سے اپنی سپلائی (Supply) کا سامان تیار کریں اور ان حضرات کے ساتھ باہمی معاملات طے کر کے ان کی ضرورت کے مطابق ہنرمندوں کو تربیت دے کر انہیں کے حوالے کریں اور اس معیار کے عالم تیار کئے جائیں جن کی معاشرے کو سخت ضرورت ہے۔ موصوف نے تعلیم نسواں کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ عارف حمید غوری صاحب کی مفکرانہ ومدبرانہ تقریر کے بعد حضرت شرف ملت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے صدر محترم عالیجناب سید حامد صاحب سے خطاب فرمانے کی درخواست کی سید حامد صاحب نے فرمایا کہ اس عظیم المقصد سمپوزیم میں کل سے آج تک جو مختلف افکار وخیالات کی یورش ہوئی یہ ایک مبارک اور بامقصد اقدام ہے اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔ اب تک تو ہم صرف اسی تردد میں رہ گئے کہ آگے چلیں یا نہ چلیں اور دوسرے لوگ آگے بڑھ گئے۔ ایک لمحے کی غفلت سے قومیں ایک صدی پیچھے ہو جاتی ہیں۔ ہم کو اپنا کام خود کرنا چاہئے ارباب اختیار کا محتاج نہیں رہنا چاہئے آگے بڑھ کر اپنا کام خود کرنا چاہئے جس طرح آج البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی نے "جامعۃ البرکات" کے قیام کا بیڑا اٹھایا ہے یہ ایک مبارک قدم ہے ہم کو اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی دہلی کے ذریعے چلائے جانے والے کورسیز کا بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ مراسلاتی اور فاصلاتی نظام تعلیم کا ایک جدید طریقہ ہے۔ موصوف نے فرمایا کہ (Ministry of Human Resourses) کے ذریعہ مدرسوں کی جدید کاری کی جو اسکیم جاری ہوئی ہے اس کا بھی فائدہ اٹھانا چاہئے اس طرح کی اسکیم میں کوئی شرط بھی نہیں ہوتی۔ سرکاری مدد کوئی احسان نہیں ہے۔ سید صاحب نے انتہائی درد بھرے لہجے میں فرمایا کہ آج ملت اسلامیہ کئی قسم کے خطرات سے دوچار ہے۔

۱ - بے حیائی اور عریانیت کا سیلاب سا آیا ہوا ہے۔

۲ - یورپ کی اشتراکیت ختم ہونے کے بعد عیسائیت کی اسلام دشمنی رویہ بڑھا ہوا ہے۔
۳ - ہندو انتہا پسندی اپنے شباب پر ہے۔
۴ - ہم توحید پر ناز تو کرتے ہیں مگر مسالک میں بٹے ہوئے ہیں ہر جگہ مسجدیں الگ الگ ہیں ہماری باتیں اور مسائل حکومت کے سامنے بے وزن ہیں۔ حکومت ایک مسلک کے لوگوں کو دوسرے مسلک والوں کے خلاف نبرد آزما کرنا کھیل سمجھتی ہے۔
۵ - ہم مختلف برادریوں میں بٹے ہوئے ہیں۔
۶ - ہمارے عقیدے اور عمل میں زبردست تضاد ہے۔ اگر ہمارا عمل اچھا ہوگا تب لوگ متاثر ہو کر ہم سے وابستہ ہو سکیں گے۔ سید صاحب نے نصیحت فرمائی کہ ہمیں "جوش" اور "ہوش" کی ترتیب کو درست کرنا چاہئے ہم کو چاہئے کہ پہلے "ہوش" سے مشورہ لیں پھر "جوش" سے عمل کرائیں۔ جامعۃ البرکات کے حوالے سے فرمایا کہ اس بابرکت خانوادے کی کوشش کامیاب ہوگی۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ

حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی صاحب نے مقالہ نگار حضرات اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

چھٹا سیشن :-

چھٹا اور آخری سیشن چار بجے دن۔ عالی جناب سراج حسین صاحب آئی۔ اے۔ ایس وائس چانسلر ہمدرد یونیورسٹی دہلی کی صدارت میں حضرت شرف ملت سید محمد اشرف میاں برکاتی کے تمہیدی خطاب کے بعد شروع ہوا۔ اس سیشن میں کنوینر سمپوزیم حضرت سید جمال الدین اسلم میاں برکاتی صاحب نے پچھلے دو دنوں تک علمائے کرام اور دانشوران قوم وملت کے مقالات وبیانات اور مباحث ومشوروں کے بعد جو نتیجہ نکل کر سامنے آیا اس کی بنیاد پر تجاویز برائے "جامعۃ البرکات" شرکاء وسامعین کے سامنے پیش کیں۔ الحمد للہ کہ یہ تمام تجاویز متفقہ طور پر منظور کرلی گئیں۔ سمپوزیم میں شریک علمائے کرام ودانشوران قوم کی جانب سے مندرجہ ذیل سفارشات "البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی" کو پیش کی جاتی ہیں:-

۱ - یہ کہ اسلام عصری علوم کا مخالف نہیں، وہ ان علوم کی تحصیل کی اجازت دیتا ہے بلکہ بعض علوم مثلاً علم ریاضی کے حصول کو ضروری قرار دیتا ہے اسلئے کہ دین کے لئے اس کی ضرورت ہے۔

۲ - یہ کہ اسلامی اور عصری علوم کا مربوط منصوبہ اعلیٰ تعلیم کے لئے تشکیل دیا جائے۔
۳ - یہ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پبلک اسکول قائم کئے جائیں ان میں دینیات، اخلاقیات اور اردو زبان وادب کی تعلیم وتدریس کا بھی مناسب انتظام کیا جائے۔
۴ - یہ کہ اسٹاف کے انتخاب میں لیاقت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ تعلیم کا تعلق روزگار سے جوڑنے کے لئے دیگر ادارے اور منصوبے عمل میں لائے جائیں۔
۵ - یہ کہ معاشی طور پر پسماندہ طبقوں کے لئے کمیونٹی پولی ٹیکنیک اور اوپن اسکول کی سہولیات مہیا کی جائیں۔
۶ - یہ کہ معیاری پولی ٹیکنیک / آئی ٹی آئی قائم کئے جائیں جس میں فی زمانہ جس طرح کی دستکاری / صنعت کاری کی خاص ضرورت ہو اسی کو متعارف کرایا جائے۔
۷ - یہ کہ پولی ٹیکنیک میں تین سالہ اور ایک سالہ کورسیز شروع کئے جائیں۔
۸ - یہ کہ اعلیٰ تعلیم کے جس ادارے کا خاکہ پیش کیا گیا ہے وہ تین یا چار فیکلٹیوں پر مشتمل ہو۔ ان میں اسلامی علوم، سماجی علوم، زبان وادب کی تدریس کے علاوہ کمپیوٹر، لائبریری سائنس، صحافت اور ماس میڈیا وغیرہ کی تدریس کا بھی انتظام کیا جائے۔
۹ - یہ کہ اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU) کا مرکز اس ادارے میں بھی قائم کیا جائے۔
۱۰ - یہ ہے کہ درسیاتِ اسلامی کو فروغ دینے کے لئے مراسلاتی کورس شروع کئے جائیں۔
۱۱ - یہ کہ تحقیق وتصنیف کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے جس میں "ہندوستان میں اسلام" کا مطالعہ بالخصوص اور "عالم اسلام میں اسلام" کا بالعموم مطالعہ کیا جائے۔
۱۲ - یہ کہ علمی جریدے انگریزی، عربی اور ہندی زبانوں میں شائع کئے جائیں۔
۱۳ - یہ کہ عرب ممالک اور دیگر ممالک میں درسیات اسلامی سے متعلق جو ادارے قائم ہیں ان سے بھی رابطہ قائم کیا جائے۔
۱۴ - یہ کہ Studies in Islam & Science کے موضوع پر تحقیقی منصوبوں کو مالی امداد فراہم کی جائے۔
۱۵ - یہ کہ بنیادی سطح کی تعلیم مادری زبان میں دیئے جانے کی گنجائش پر غور کیا جائے۔

۱۶ - یہ کہ ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک بورڈ کی تشکیل کی جائے جو اعلیٰ دینی تعلیمی ادارے کا نصاب تیار کرے۔

۱۷ - دینی درس گاہوں میں اساتذہ اور ائمۂ مساجد کے تربیتی کورس شروع کیے جائیں۔

مندرجہ بالا مشوروں اور تجاویز کو ہندوستان کے اکابر علمائے اہلسنت اور علوم دنیاوی کے ماہرین اور دانشورانِ قوم نے مشترکہ طور پر "البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)" کے زیر نگرانی قائم ہونے والے ادارے جامعۃ البرکات کے لئے متفقہ طور پر پیش کر دیا اور اجتماعی طور پر "جامعۃ البرکات" کے قیام کی تجویز کو سراہا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ "خاندان برکات" کی کوششوں سے ہندوستان کے اکابر علمائے اہلسنت، یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر صاحبان، ملک کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہمدردانِ قوم و ملت یونیورسٹیوں کے پروفیسر صاحبان کو یکجا کر کے ایک دوسرے کے خیالات و نظریات سے واقف ہونے کا خوب خوب موقع ملا۔ علمائے کرام اور دانشورانِ قوم نے اس امر کا برملا اظہار بڑی مسرت کے ساتھ کیا کہ آج علمائے کرام اور دانشورانِ قوم کے درمیان فاصلے کم ہوئے ہیں اس لئے اس طرح کے سمپوزیم اور سمینار منعقد ہوتے رہنا چاہئے تاکہ ایک دوسرے کے طرز فکر و عمل کی روشنی میں قوم و ملت کی تعمیر و ترقی کی راہیں استوار ہو سکیں۔

اس نتیجہ خیز اور آخری سیشن کے صدر جناب سراج حسین آئی۔اے۔ایس وائس چانسلر ہمدرد یونیورسٹی دہلی کے خطبۂ صدارت اور تائیدی کلمات کے ساتھ یہ سمپوزیم کامیابی کے ساتھ اپنے انجام تک پہنچا۔

اس سمپوزیم کے انتظام و انصرام میں جناب پروفیسر اختر ظہیر رضوی صدر شعبۂ معاشیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جناب احمد مجتبیٰ صدیقی، جناب جاوید طالب ریڈر شعبۂ قانون، جناب پرویز طالب ریڈر شعبۂ مینجمنٹ اور جناب زاہد صاحب نے بھرپور حق ادا کیا۔

ڈاکٹر راحت ابرار پبلک ریلیشن آفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے اپنے طور سے تعاون فرمایا۔

ناسپاسی ہو گی اگر یہ نہ بیان کیا جائے کہ حضرت رفیقِ ملت سید شاہ نجیب حیدر میاں قادری برکاتی، نائب سجادہ خانقاہ برکاتیہ نے سمپوزیم کی افادیت کے پیش نظر اپنا کافی وقت عنایت کیا جب کہ اگلے دن انہیں لکھنؤ کے طلباء کے تقریری مقابلے کی صدارت کے لئے بھی عازمِ سفر ہونا تھا۔

عرس قاسمی ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي و نسلم على رسوله الكريم

"یہ جشن عرس قاسمی نعمت خدا کی ہے"

مسلمان چوبیس گھنٹے میں اڑتالیس بار اپنے خالق و مالک اللہ جل جلالہ سے دعا کرتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ "ہم کو سیدھا راستہ چلا" بندہ اپنے رب سے صرف دعا ہی کر سکتا ہے اور جس بندہ کی یہ دعا مقبول ہو جاتی ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں کامیابی کی دلیل بلاشبہ صراطِ مستقیم ہی ہے۔ صراطِ مستقیم کیا ہے اور سیدھا راستہ کون سا ہے اس کا جواب بھی قرآن عظیم میں موجود ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا" اس آیت کریمہ سے واضح طور پر پتہ چلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں میں کچھ بندے ایسے ہیں جن بندوں پر اللہ جل جلالہٗ نے احسان فرمایا ہے۔ اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا رابطہ اور ذریعہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہوا کہ انہیں نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تک جاری و ساری رہا۔ جن بندوں نے اپنے اپنے نبی و رسول کو مانا اور ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے کامیاب ہوئے اور جنھوں نے انحراف کیا گمراہ ہو گئے۔ چونکہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہی نہیں ہے اس لئے قیامت تک صراطِ مستقیم پر ہمارے ہی آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سکہ چلے گا۔ اور اسکی (صراط مستقیم) مہریں بالترتیب صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہاتھوں میں رہیں گی۔ یہ سبق تو ہمیں قرآن عظیم سے ملا۔ اب آئیے حدیث کریم میں دیکھیں کہ صراط مستقیم کیا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب اللہ و عترتہ قرآن عظیم اور اپنی آلِ اطہار (اہلبیت) جو ان کو مضبوطی سے پکڑے رہے گا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جو ان کی پیروی کریگا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ امام حق و صداقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں ؎

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

قرآن عظیم اور حدیث کریم سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء و مرسلین، صدیقین و شہداء اور صالحین کی اتباع اور پیروی ہی صراط مستقیم ہے۔

خانوادۂ برکاتیہ :- یوں تو خانوادۂ برکاتیہ کی عظمت وفضیلت احاطۂ تحریر سے باہر ہے مگر مجھ جیسے کم علم و کم عقل بندۂ ناچیز کی سمجھ میں خانوادۂ برکاتیہ کے مرجع خاص و عام ہونے کی چند وجوہات ہیں۔

۱ - صحیح النسب نجیب الطرفین سادات کرام کا حسینی گھرانا ہے۔
۲ - صالحین کی آماجگاہ ہے۔
۳ - علم و حکمت کا گہوارہ ہے۔
۴ - اس پر غوثِ پاک کی خاص نظر کرم اور عنایت ہے۔
۵ - عاشقِ رسول فنافی الغوث مجدد وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا مرکزِ عقیدت و پیر خانہ ہے۔
۶ - خانوادۂ برکاتیہ صراطِ مستقیم ہے۔
۷ - یہاں کا بچہ بچہ حسبی و نسبی وجاہت و شرافت کا حامل ہے۔ بمصداق ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

عرس اور صراط مستقیم :- جیسا کہ قرآن عظیم اور حدیث کریم سے ثابت ہوا کہ صالحین کی پیروی صراط مستقیم ہے تو معلوم کرنا چاہئے کہ سب سے پہلے کس نے کس کا عرس کیا اور اس کے مقاصد کیا ہوتے ہیں؟

علماء ربانیین و کتب دینیہ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے امام المتقین امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام المرسلین نبی کریم رؤف و رحیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا عرس شریف کیا۔ کھانا بنوایا۔ نذر و نیاز کی اور صحابۂ کرام میں تقسیم فرمایا چونکہ عرس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اس لئے یہ بھی صراط مستقیم ہے اور اس سے دینی و دنیاوی بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ علماء و صلحاء اور مشائخ عظام نے اس خیر و برکت والی تقریب میں بہت سی اچھی اور پسندیدہ چیزوں کا اضافہ کیا جس سے اس کی افادیت میں اور چار چاند لگے اور یہ بندگانِ خدا کی رشد و ہدایت کا بہترین ذریعہ بن گیا۔ عرس شریف سے حاصل ہونے والے فائدے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ - آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے اور ان کی تعظیم و توقیر دلوں میں نقش کی جاتی ہے جو عین حکم خداوندی اور منشائے الٰہی ہے۔
۲ - اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا ذکر خفی و جلی والہانہ انداز میں کیا جاتا ہے جس سے روح کو تازگی اور ایمان کو پختگی حاصل ہوتی ہے۔
۳ - آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے موہائے مبارکہ، جبہ شریف، نعلین شریف اور دیگر صدیقین، شہداء اور صالحین کرام کے تبرکات کی زیارت کی جاتی ہے جس سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے ان پیارے اور مخلص انعام یافتہ برگزیدہ بندوں کی محبت دلوں میں بڑھتی ہے جو نجات کا ذریعہ ہے۔
۴ - مشائخ عظام، علمائے کرام، صوفیاء، صلحاء، حفاظ و قراء اور مداحانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ضیافت اور ان کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے جو باعثِ خیر و برکت ہے۔
۵ - علمائے کرام اور ساداتِ کرام کے چہروں کی زیارت ہوتی ہے جو عبادت میں داخل ہے۔
۶ - علمائے کرام کی تقاریر اور مواعظ حسنہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور اپنی اصلاح ہو جاتی ہے۔
۷ - صاحبِ عرس کی سیرت سننے میں آتی ہے جس سے اسلاف کی محبت دل میں بڑھتی ہے۔
۸ - ملک و بیرونِ ملک کے مندوبین سے ملاقات ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے مسائل

حل ہوتے ہے۔

۹- آپس میں تعلقات بڑھتے ہیں۔

۱۰ - سنیت کو فروغ ہوتا ہے اور جو کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

۱۱ - غیروں پر اسلام کی حقانیت کا رعب پڑتا ہے۔

۱۲ - کثیر تعداد میں مسلمان باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور دعاؤں میں شریک ہوتے ہیں جو شرفِ قبولیت اور بخشش کا باعث ہوتی ہیں

۱۳ - دینی کتب کی دکانیں لگتی ہیں جس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے۔

۱۴ - چونکہ عرس میں قل کے وقت اولیائے کرام کا دریائے کرم جوش پر ہوتا ہے اور وہ باذنہٖ تعالیٰ اپنے منگتوں کی جھولیاں بھر دیتے ہیں اس لئے مرادیں بر آتی ہیں اور اولیائے کرام سے عقیدت ومحبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ عرس قاسمی شریف میں شریک ہونے والے میرے قارئین اہلسنت میری مندرجہ بالا باتوں کی ضرور تصدیق کریں گے۔ ہاں جن درگاہوں اور خانقاہوں میں عرس کے نام پر خلاف شرع کام ہوتے ہیں وہاں کے منتظمین سے میری مخلصانہ ومحبانہ گذارش ہے کہ اللہ ورسول کے واسطے خلافِ شرع امور بالکل بند کریں اور اس رشد وہدایت کے بہترین ذریعہ کو بدنام نہ کریں کیونکہ دشمن ہر وقت تاک میں ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ بندگانِ خدا صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں اور جنت انہیں نصیب ہو۔

عرس قاسمی شریف :- آیئے پھر ہم آپ کو جنت نشاں مارہرہ مطہرہ لے چلیں اور عرس قاسمی کی سیر کرائیں۔

کہیں رضویوں کی درافشانیاں ہیں — کہیں نوریوں کی درخشانیاں ہیں
کہیں قاسمیوں کی تابانیاں ہیں — غرض ہر طرف طرفہ سامانیاں ہیں
کہ عرسِ ابوالقاسم احمدی ہے

ہر سال کی طرح اس سال پھر تہترواں سالانہ عرس قاسمی درگاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں ۲۹/۳۰/۳۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء مطابق ۱۹/۲۰/۲۱ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار امین شریعت وطریقت تاجدارِ برکاتیت امین ملت جانشینِ مرشد اعظم ہند حضور احسن العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب قادری برکاتی اولادِ رسولی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشیں ومتولی درگاہِ معلی وجامع مسجد برکاتی کی قیادت وسرپرستی میں منعقد ہوا۔

آغاز :- ۲۹/اکتوبر بروز جمعہ مبارکہ روضۂ حضور صاحب البرکات میں بعد نماز فجر حلقۂ ذکر قادری سے عرس قاسمی کا آغاز ہوا۔ صلوٰۃ وسلام دعا، اور قرآن خوانی کے بعد زائرین نے ناشتہ سے فراغت حاصل کی۔

پہلی محفل :- یوں تو پہلی محفل ۲۸/اکتوبر ۹۹ء بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء درگاہِ معلیٰ صحنِ حضور قاسم البرکات میں ہی منعقد ہوئی تھی کیونکہ زائرین عرس شریف شروع ہونے سے ایک دو روز پیشتر ہی تشریف لے آئے تھے۔ اس محفلِ نعت ومنقبت کا ایصالِ ثواب حضور احسن العلماء ومشائخ عظام مارہرہ مطہرہ اور نوری بھائی افریقہ والے کے صاحبزادے (شیراز برکاتی) کی ارواح کو کیا گیا تھا۔ جناب اویس قادری صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں

دل تھا ساجد نجدیا پھر کو کیا

پڑھی۔ اس کے علاوہ ایک اور نعت پاک۔

مایوس ہو کے کب سے میں آیا ہوں ترے پاس
اے جان کر لے ٹوٹے ہوئے دل کو تو پسند

مخصوص محبت بھرے انداز میں پڑھی۔ زائرین نے داد وتحسین سے نوازا۔ حضرت شرف ملت نے جناب اویس صاحب کی حوصلہ افزائی اور دل پذیرائی کے لئے برجستہ ایک شعر یہ فرما کر کہ میں حضرت امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ کے قریب بیٹھا ہوں اور فیض کا دریا جاری ہے۔

دنیا میں یوں تو نعت بہت پڑھ رہے ہیں لوگ
لیکن ہمیں ہے اپنا یہی خوش گلو پسند

پڑھا۔ محفل میں جان پڑگئی اس کے بعد جناب اُویس صاحب نے ایک نعت پنجابی زبان میں پڑھی۔ نعت کسی بھی زبان میں پڑھی جائے دلوں کو اپنی طرف مائل کرلیتی ہے۔

حضرت امین ملت نے زائرین کو عرس قاسمی کی مبارک باد پیش کرتے ہوئے ۲۹/ اکتوبر صبح سے باقاعدہ طور پر عرس قاسمی شریف کے سارے پروگراموں میں شریک ہونے اور محافل میں موجود رہنے اور کسی بھی قسم کی افراتفری اور بدامنی سے دور رہنے کی تاکید فرمائی۔ صلوٰۃ وسلام، فاتحہ اور شجرہ خوانی پر یہ محفل برخاست ہوئی۔ نماز عشا اور کھانے سے فراغت کے بعد زائرین نے اپنی اپنی قیام گاہوں پر آرام کیا۔

۲۹/ اکتوبر بروز جمعہ مبارکہ پہلی محفل تقریباً ۹ بجے منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن عظیم قاری رحمت اللہ صاحب نے کی اور نعت پاک "شرح والشمس کرتے ہیں" حافظ محمد شریف صاحب نے پڑھی۔ علمائے اہلسنت کے بیان ہوئے اور جناب اویس صاحب نے "کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود" اپنے مخصوص انداز میں کلام اعلیٰ حضرت پیش کیا۔ چونکہ روزِ جمعہ تھا اسلئے محفل جلدی اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی نے صلوٰۃ وسلام "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھا اور حضرت امین ملت نے مختصر فاتحہ پڑھا اور دعا فرمائی۔

جامع مسجد برکاتی میں نماز جمعہ ڈیڑھ بجے اور چھوٹی سرکار کی مسجد میں نماز پونے دو بجے ادا کی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد درگاہِ معلیٰ روضہ حضور صاحب البرکات میں فاتحہ خوانی ہوئی اور مزارات مقدسہ پر حاضری دی گئی اس کے بعد زائرین نے کھانا تناول کیا اور اپنی اپنی قیام گاہوں پر آرام کیا۔ رات کو بعد نمازِ عشاء دوسری محفل کا انعقاد ہوا چونکہ آج رات کی محفل میں طرحی نعتیہ و منقبتی مشاعرہ تھا اس لئے تقاریر کا مختصر پروگرام ہوا۔ نعتیہ کلام کے لئے مصرع طرح تھا

"گنہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا"

اور منقبتی کلام کیلئے مصرع طرح تھا

"یہ جشن عرسِ قاسمی نعمت خدا کی ہے"

مندرجہ بالا دونوں طرح کے چنیدہ اشعار پر بالترتیب سیدالعلماء ٹرافی اور حضور احسن العلماء ٹرافی انعام رکھے گئے تھے۔ مشاعرہ میں شریک ہونے والے شعرائے کرام کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

حسان الہند جناب بیکلؔ اتساہی بلرامپوری

جناب حق صاحب بنارسی مرحوم ومغفور
جناب سید ابوالحسنات حقی کانپوری
جناب غوث محمد غوثی صاحب
جناب حق صاحب کانپوری
جناب ناظر صدیقی صاحب
جناب قاری محمد قاسم صاحب برکاتی
جناب یاور وارثی صاحب
جناب میکائیل ضیائی صاحب
جناب نسیم صاحب فرخ آبادی
جناب محشر بریلوی صاحب
جناب دلشاد احمد صاحب

مندرجہ بالا شعرائے کرام کے ایک ایک دو دو شعر پیش خدمت ہیں۔

عالی جناب بیکلؔ اتساہی

حسن عقیدت اور سلام مارہرہ کے نام
بیکلؔ اک قادری غلام مارہرہ کے نام
نہ کیوں اعزاز حاصل ہو مجھے آقا کی مدحت کا
شرف حاصل ہے مجھ کو اعلیٰ حضرت کی محبت کا

جناب حق صاحب بنارسی مرحوم ومغفور

دیا ہے درس آقا نے ہمیں صبر و قناعت کا
یہی محکم ذریعہ ہے شکوہ استقامت کا
تمنائی ہے دل آقا کے روضہ کی زیارت کا
پس دیوار کب سے منتظر ہوں میں اجازت کا

بہار گنبدِ خضریٰ کا منظر جب سے دیکھا ہے
نہ رضواں کا خیال آیا نہ حسنِ باغ جنت کا

در سرکار پر احساس محرومی نہیں ہوتا
یہ زندہ معجزہ ہے مصطفےٰ کی شانِ رحمت کا
یقیناً ان کی رحمت جوش میں آجائے گی اے حق
سرِ محشر جو دونگا واسطہ بتولِ جنت کا

جناب سید ابوالحسنات حقی صاحب

کنارہ ہی نہیں میرے غنا کا میری دولت کا
گنہ گاروں پہ در کھل گیا ہے ان کی شفاعت کا

جناب غوث محمد غوثی صاحب

دروغ مصلحت آمیز میں جوہر تھا چاہت کا
جبھی تو ہوسکا بوسہ کشِ مہر نبوت کا

جناب حق صاحب کانپوری

نظر میں رکھتے ہیں جو آستاں آقائے رحمت کا
کبھی وہ نام تک لیتے نہیں ہیں باغ جنت کا
نبی والوں کی محفل میں بہک سکتا نہیں کوئی
بچاتا ہے گناہوں سے کرم پیر طریقت کا

جناب ناظر صدیقی صاحب

نظر آنے لگا منظر نواح شہر رحمت کا
خوشا اے آرزو چمکا ستارہ تیری قسمت کا

مولانا قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی

امانت میں شرافت میں فضیلت میں نجابت میں
زمانہ معترف ہے خاندانِ شاہ برکت کا
شہنشاہی عطا کرتی ہے خاک کوئے مارہرہ
یہ قولِ معتبر ہم نے سنا ہے اعلیٰ حضرت کا

جناب یاور وارثی صاحب

ابھرتا ہے نواحِ جاں پر سورج ان کی مدحت کا
دریچہ کھل رہا ہے رفتہ رفتہ میری قسمت کا

جناب میکائیل ضیائی صاحب

مرے سرکار کے ہاتھوں میں ہے پرچم شفاعت کا
گنہ گارو! چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

جناب نسیم صاحب فرخ آبادی

بھٹکتے پھر رہے ہو کیوں اے جہاں والو
نظارہ دیکھ لو مارہرہ چل کر جنت کا
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر سے ملا صدقہ
صداقت کا عدالت کا سخاوت کا شجاعت کا

جناب محشر صاحب بریلوی

نبی جنت کے مالک شافع محشر شہ کوثر
عقیدہ کس قدر مضبوط ہے یہ اہلسنت کا

جناب دلشاد احمد صاحب

یہ سب فیضان ہے غوث الوریٰ کی پاک نسبت کا
درِ قاسم پہ آپہنچا ہے منگتا اعلیٰ حضرت کا
فرشتے پیرہن پہنے ہیں کانٹوں سے رفو کرکے
یہ ہے رتبہ جناب بوبکر کی سچی الفت کا

بہ کمال انکساری بزرگ شعرائے کرام کے پیشتر شرف ملت نے اپنے کلام سے سامعین کو نوازا۔ دو اشعار بطور تبرک پیش خدمت ہیں

شرافت کا سخاوت کا شجاعت کا محبت کا
خزانہ ہے میرے سرکار کے گھر ساری دولت کا
جسے مٹی مدینہ پاک کی مل جائے بوسے کو
اسے کیا خاک ڈر ہوگا کسی دولت، حکومت کا

مشاعرہ کے پہلے دور کی صدارت حسان الہند عالی جناب بیکل اتساہی نے کی جس میں نعتیہ کلام پیش کیا گیا۔ دوسرا دور جس میں منقبتی کلام پیش کیا گیا اس کی صدارت کے فرائض بزرگ استاد شاعر جناب حق بنارسی نے انجام دیئے اور دونوں ادوار کی نظامت خطیب خوش بیان قاری خوش الحان، ناظمِ ذی شان مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی نے سنبھالی۔ جج صاحب کے فیصلے اور اعلان کے مطابق حضور سید العلماء ثرانی بزرگ شاعر جناب غوث محمد غوثی صاحب کو پروفیسر ڈاکٹر سید ابوالحسنات حقی صاحب کے مبارک ہاتھوں سے دلوائی گئی۔ حضور احسن العلماء ثرانی مولانا سید گلزار احمد صاحب کے مبارک ہاتھوں سے جناب یاور وارثی صاحب کو ان کے منقبتی اشعار پر عطا کی گئی۔ اس کے علاوہ حق بنارسی اور نسیم فرخ آبادی کو برکاتی فاؤنڈیشن کراچی کے زیر اہتمام چھپی کتابوں کا ایک ایک سیٹ عطا کیا گیا۔ اس طرح مشاعرے کی یہ محفل نہایت کامیاب اور شان دار رہی۔ صلوٰۃ وسلام، فاتحہ اور دعا پر دیگر پروگراموں کے اعلان کے ساتھ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

۳۰ر اکتوبر بروز ہفتہ بعد نمازِ فجر روضۂ حضور صاحب البرکات حلقۂ ذکر قادری اور صحنِ حضور قاسم البرکات میں قرآن خوانی ہوئی اور اس کے بعد ٹھیک نو بجے جلسہ گاہ میں نعت ومنقبت اور تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مقررِ خصوصی کی حیثیت سے حضرت علامہ مفتی صوفی نظام الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا بیان ہوا اور انہوں نے نہایت صوفیانہ اور عارفانہ بیان فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے محبوب کو مالک ومختار بنا کر بھیجا جس کو جو چاہیں عطا کریں ان کے دربار گہربار سے کوئی خالی نہیں جاتا۔ یوں تو ہر صحابی بہت ہی بلند وبالا اور صاحبِ عظمت ہیں مگر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جنہیں دس سال تک سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت کا موقع ملا سفر میں بھی اور حضر میں بھی ان کے مقام ومرتبہ کا کیا پوچھنا جبکہ آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صالحین کی خدمت نوافل سے افضل ہے۔ ایک دن سرکار ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مانگو کیا مانگنا چاہتے ہو۔ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے روز آپ کی شفاعت چاہتا ہوں تو سرکار نے فرمایا میں قیامت میں تمہاری شفاعت کرونگا۔ مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات صاف طور پر واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مالک ومختار بنا کر بھیجا اور حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے مانگنے سے یہ بات دلیل بن گئی کہ سرکار جو چاہیں عطا فرمادیں چونکہ صحابہ کامل الایمان تھے اور آخرت کو ترجیح دیتے تھے اس لئے شفاعت مانگی۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اس لئے سیدنا اعلیٰ حضرت نے اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانثار اور خدمتگار صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تمنا ہے فرمایئے روز محشر
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے۔

روز محشر سب سے پہلے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بارگاہ ذوالجلال میں سجدہ ریز ہونگے اور دعا فرمائیں گے اور حضور کو دیکھ کر دوسرے بھی گریہ وزاری کریں گے جس طرح امام کے ہاتھ اٹھاتے ہی سارے مقتدی دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ حضور تو نبی الانبیاء ہیں امام الانبیاء ہیں اسی لئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دوجہاں کا بار ہے

صحابی نے عرض کیا حضور ہم آپ کو کہاں تلاش کریں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پل صراط پر عرض کیا وہاں نہ ملے تب فرمایا میزان پر عرض کیا وہاں بھی نہ پاؤں تو فرمایا حوض کوثر پر عرض کیا پھر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان جگہوں میں سے کسی ایک جگہ پر ضرور مل جاؤنگا۔ صوفی صاحب قبلہ نے پل صراط کے بارے میں فرمایا کہ دنیا کے پلوں سے اس کی مثال نہیں دی جاسکتی دنیا میں سب سے بڑا پل افریقہ میں ہے جس کی لمبائی گیارہ ہزار تین سو بائیس فٹ ہے۔ یہ پل صراط جہنم پر بنایا گیا ہے اور اس پر سے ہر نکوکار وبدکار کو گذرنا ہے مگر جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق ہیں ایمان والے ہیں ان کی

عجب کیفیت ہو گی انہیں جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار میسر ہو گا تو ان پر وجد طاری ہو گا اور وہ یوں عرض کرینگے۔

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
رضا پل سے اب وجد کرتے گذریے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

جب مومن پل صراط سے گذریگا تو جہنم سے آواز آئیگی اے مردِ مومن جلدی گزر جا کہ تیرے نور ایمان سے میری آگ سرد پڑ جائے گی۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادیگی وہ آگ لگائی ہے

صوفی صاحب قبلہ نے سورۂ توبہ کی آخری آیات تلاوت فرمانے کے بعد ترجمہ بیان فرمایا اور اسی کے تحت مندرجہ بالا بیان کیا جس سے دل کو بے حد سکون اور روح کو تازگی حاصل ہوئی۔

۳۰/اکتوبر بروز ہفتہ دن کے تیسرے اجلاس میں قابلِ ذکر و قابلِ عمل تقریر نہایت عارفانہ، عاشقانہ اور صوفیانہ انداز میں خانوادۂ برکاتیہ کے مہکتے پھول حضور احسن العلماء کی آنکھوں کے نور برکاتیوں کے دل کے سرور رفیق ملت حضرت مولانا سید شاہ محمد نجیب حیدر میاں صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی نائب سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی ہوئی۔ حضرت رفیق ملت نے فرمایا تہترویں عرس قاسمی شریف کی یہ تیسری محفل ہے آج سے چند سال پہلے جب آپ عرس قاسمی میں تشریف لاتے تھے کہاں کہاں دور دراز سے سفر کرتے آتے تھے تھکے اور پریشان حال ہوتے تھے لیکن جیسے ہی آپ حضور احسن العلماء کی نورانی صورت دیکھ لیتے تھے آپ کی تھکن دور ہو جایا کرتی تھی آپ کی پریشانی ختم ہو جایا کرتی تھی۔ آج وہ عظیم ہستی ہمارے سامنے نہیں ہے۔ مگر اے برکاتیو تم حضور احسن العلماء کی شکل میں ان کے چہیتے اور ان کے جانشین امین ملت کو دیکھ لیا کرو تمہیں سکون مل جائے گا تمہاری پریشانی دور ہو جائے گی۔ تمہیں حضور احسن العلماء کا جلوہ نظر آئیگا۔ آج یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع جو نظر آرہا ہے یہ حضور احسن العلماء کا روحانی فیض ہے اور امین ملت کی

محنت وکاوش ہے جیسے جیسے برکاتیت کا فروغ ہو رہا ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو برکاتیت سے جلنے لگے ہیں اور عرس قاسمی سے حسد کرنے لگے ہیں حاسد اپنی آگ میں جلتے رہیں گے انشاءاللہ تعالیٰ عرس ترقی کرتا چلا جائیگا۔ آج سے دس سال پہلے عرس کا مجمع درگاہ شریف میں سماجاتا تھا لیکن آج الحمدللہ اتنا بڑا شامیانہ اور اتنے بڑے انتظام مارہرہ جیسے بظاہر چھوٹے سے قصبہ میں کرنا یہ امین ملت کی محنت اور حضور احسن العلماء کا روحانی فیض ہے۔ بہت سی خانقاہوں میں عرس ہوتے ہیں جہاں ہارمونیم بجتے ہیں اور ڈھول پیٹے جاتے ہیں مگر یہ خانقاہ برکاتیہ ہے جہاں الحمدللہ نہ ڈھول پیٹے جاتے ہیں اور نہ کوئی غیر شرعی کام کیا جاتا ہے یہاں آپ دیکھیں گے منبر رسول پر صوفی صاحب نظر آئیں گے، مفتی صاحب نظر آئیں گے، علمائے کرام کی زیارت ہو گی جن کی زیارت بھی باعث عبادت وثواب ہے۔ ابھی ابھی بشیر بھیا نے کہا کہ آپ تو ہم غلاموں کو جنت میں ساتھ لے جائیں گے تو سنئے الحمدللہ جنت ہمارے نانا جان کی ہے مگر اس کی کچھ شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کو پورا کر لیا تو آپ ضرور جنت میں حضور احسن العلماء کے ساتھ ہونگے، حضور غوث الاعظم کے ساتھ ہونگے۔ شرطیں یہ ہیں کہ سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے رہنا، نمازوں کی ادائیگی کرتے رہنا، زکوٰۃ ادا کرتے رہنا، رمضان کا احترام کرنا، مالدار ہو تو حج کرنا اور مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ اگر تم سچے دل سے ان پر عمل پیرا رہے تو جنت تمہیں ضرور ملے گی۔ آج برکاتیو ٹٹولو اپنے اندر کہ ہم میں کیا کمیاں آگئی ہیں اور ان کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے۔

جب خواجہ ہندوستان تشریف لائے اس وقت مسلمان کو کس چیز کی ضرورت تھی کپڑا، کھانا، اور مکان انہیں کپڑا بھی دیا گیا، کھانا بھی دیا گیا اور مکانات بھی دیئے گئے آج ہندوستان کا مسلمان دو وقت کی روٹی مہیا کر لیتا ہے جس زمانہ میں جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہی چیز دی جاتی ہے آج ضرورت ہے تعلیم کی تو الحمدللہ برکاتیت و مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لئے اپنے بچوں کو دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے لئے علی گڑھ میں البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی Al-Barkat Educational Society کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ اس کام کے لئے آپ سے چندہ نہیں مانگا جارہا ہے آپ دیکھئے حضور احسن العلماء کے بعد امین ملت نے کیا کیا کام کرائے ہیں۔ ارے یہ خانقاہ برکاتیہ تو وہ ہے جہاں فقیر آتا ہے اسے غنی کر دیا جاتا ہے، رہزن آتا ہے اسے رہبر بنادیا جاتا ہے۔ بے اولاد

آتا ہے تو اسے اولاد سے نواز دیا جاتا ہے۔ بے روزگار آتا ہے تو اسے روزگار فراہم کر دیا جاتا ہے۔ یہاں جیسی نیت وارادہ لے کر آؤ گے ویسا ہی نواز دیا جائے گا۔

واللہ وہ سن لینگے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

یہاں رضائے آل رسول ۲۲ بائیس سال کے نوجوان تشریف لائے انہیں اعلیٰ حضرت بنادیا گیا، طریقت مانگی طریقت عطا کر دی گئی، معرفت مانگی معرفت عطا کی گئی، محبت مانگی محبت عطا کر دی گئی کیونکہ انہوں نے جو کچھ مانگا تھا سچے دل سے مانگا تھا۔ وقت کا مجدد بنادیا گیا۔ یہ اعلیٰ حضرت ہیں جنہیں سیدنا آلِ رسول احمدی نے بنایا ہے۔ یہ مفتی اعظم ہیں جنہیں نوری میاں نے نوازا ہے۔ جب بھی کوئی اعلیٰ حضرت کا نام لیتا ہے فوراً ہمارا ذہن بریلی شریف کی طرف جاتا ہے جب کوئی مفتی اعظم کا نام لیتا ہے فوراً ہمارا ذہن بریلی شریف کی طرف جاتا ہے۔ اے برکاتیو! تم بڑے خوش نصیب ہو تم بھی برکاتی ہو اور اس صدی کا مجدد بھی برکاتی ہے۔ جبھی تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

اعلیٰ حضرت چشم وچراغ خاندانِ برکات ہیں انہوں نے ہمارے نانا جان کے دین کی حفاظت کی ہے۔ اگر کوئی اعلیٰ حضرت کے بائیں پیر کی چھنگلی پر حملہ کریگا تو خانوادۂ برکاتیہ کے یہ خدام برداشت نہیں کریں گے میں نے جو یہ کہا کہ بائیں پیر کی چھنگلی تو اس لئے کہ بائیں پیر کی افضلیت داہنے پر سے کچھ کم ہے۔ جو اصلی سید ہوگا اعلیٰ حضرت سے محبت کریگا کیونکہ اعلیٰ حضرت عاشق رسول ہیں غلامِ مصطفٰے ہیں جو اصل سید ہوگا وہ غلام مصطفٰے سے کبھی نفرت نہیں کریگا۔ اعلیٰ حضرت نے دین اسلام کی حمایت کی ہے ناموس رسالت کی حفاظت کی ہے اغیار جو مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کر رہے تھے ان کا مقابلہ کیا ان کے منہ بند کئے اپنی تحریروں کے ذریعہ اپنی تقریروں کے ذریعہ۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے عمل سے اپنے کردار سے سنیت و برکاتیت کو چمکایا تو آج ہمارا فرض ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت سے محبت کریں اور ان کے مسلک کو فروغ دیں۔ اعلیٰ حضرت کا مسلک یہی نہیں کہ صرف نیاز کرلو، عرس کرلو۔ اعلیٰ حضرت کا مسلک تو یہ ہے کہ اللہ ورسول سے سچی محبت کرو اور

شریعت مطہرہ کی پورے طور پر پاسداری کرو۔ اپنی نمازوں کی پابندی کرو۔ روزوں کی پابندی کرو۔ حج وزکوٰۃ اگر فرض ہیں تو وہ ادا کرو۔ اور یہ سب نہ جنت کے لالچ میں کرو نہ دوزخ کے ڈر سے بلکہ حضور ﷺ کی اتباع و پیروی اور اللہ جل جلالہٗ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کرو۔ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ایک ہاتھ میں آگ اور دوسرے ہاتھ میں پانی لے کر جارہی تھیں پوچھا گیا کہ کہاں جارہی ہیں فرمایا جنت کو جلادونگی جہنم کو بجھادونگی تاکہ لوگ نہ جنت کے لالچ میں عبادت کریں نہ جہنم کے ڈر سے عبادت کریں بلکہ اللہ ورسول کی خوشی کے لئے عبادت کریں۔ فرائض کو سمجھیں۔

آج کچھ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہم تو نمازِ محبت پڑھا کرتے ہیں مکہ میں نماز پڑھتے ہیں ہم تو مدینہ میں نماز پڑھتے ہیں ہم تو طریقت والے ہیں ایسے پیر ڈھونگی ہیں، مکار ہیں، عیار اور غدار ہیں۔ شریعت کی پابندی لازمی ہے جو جہاں ہے اسے وہیں نماز ادا کرنی ہوگی۔ اگر ایسی بات حضور احسن العلماء فرماتے کہ میں تو مارہرہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر کانپور، بمبئی، کراچی اور جہاں بھی حضرت صاحب تشریف لے جاتے تھے نماز پڑھتے دیکھے گئے اگر وہ فرماتے کہ ہم تو مارہرہ میں نماز پڑھتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جاتا کیونکہ وہ ایسے کی اولاد ہیں جنہوں نے ایک وقت میں ستر جگہ روزہ افطار کیا۔ مگر انہوں نے کبھی ایسا نہیں فرمایا بلکہ تادم آخر شریعت مطہرہ کی پابندی کی۔ آج ہم میں جس چیز کی کمی آگئی ہے وہ حضور احسن العلماء میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ تھا ان کا حسن اخلاق انسان کو دوسرے کی برائی دیکھنے سے پہلے اپنے آپ کو ٹٹولنا چاہئے، علماء کی عزت کرنی چاہئے۔ معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کو دور کرنا چاہئے۔ جہیز مانگنا بہت بری عادت ہے۔ جہیز دینا سنت ہے۔ مانگنا سنت نہیں۔ جہیز مانگنے والے کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی ہرگز مت کرو جو خود بھکاری ہے وہ تمہاری لڑکی کو کیا خوش رکھ سکے گا۔

اس کے علاوہ بہت سے ایسے نکات بیان کئے جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی اس تقریر کو محفوظ کر لیا جائے اور گاؤں گاؤں قریہ قریہ سنایا جائے۔

آخر میں حضرت امین ملت نے خطابِ نایاب فرمایا۔ فرمایا کہ ابھی ابھی آپ نے برادر عزیز سید شاہ محمد نجیب حیدر میاں صاحب نائب سجادہ نشین درگاہِ برکاتیہ سے نہایت جامع انداز میں برکاتیت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کا مفہوم ساعت فرمایا کچھ لوگ ہم سے پوچھتے

ہیں کہ آپ بار بار مسلک اعلیٰ حضرت کا نام کیوں لیتے ہیں۔ وہ مردِ مجاہد ذات والا صفات جو اس صدی میں ہمارے ایمان کی حفاظت کر رہا ہے۔ جس طرح روح کا جسم سے تعلق ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت کا برکاتیت سے تعلق ہے۔ جس طرح روح کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا اسی طرح اعلیٰ حضرت کا ذکر کئے بغیر ایمان و سنیت مکمل نہیں۔ ہم سخت سردی ہو یا گرمی تیز بارش ہو یا دھوپ صبح ہو یا شام ہر وقت مسلک اعلیٰ حضرت کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں کہ ملک کے کونے کونے میں اور ملک کے باہر بھی کس طرح پہنچایا جائے اور کس طرح فروغ دیا جائے۔ ہم ایسے کسی نبی کو نہیں جانتے جس کا نماز میں خیال آنا گدھے اور گھوڑے سے بدتر ہو جو لولا لنگڑا ہو اور لاچار و مجبور ہو ایسا نبی تو ان لوگوں نے گڑھ لیا بنا لیا ہو گا جن کے یہاں مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی کو بھی نبی بنا لیا جاتا ہے۔ ہم تو اس نبی کو مانتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے سیاہ و سفید کے تمام اختیارات دیکر تمام کائنات عالم کا مالک و مختار بنا کر اپنا نائب مطلق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو مبعوث فرمایا اور سارے عالم کی بادشاہی عطا فرمائی۔

قصرِ دنیٰ تک کس کی رسائی — جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

ہم سے ایک خانقاہ کے خاص فرد نے کہا کہ ہم تو مرید کو ناریل سمجھتے ہیں جس کا چھلکا برتن مانجھنے کے کام آتا ہے جس کا طبلق حقا گڑگڑانے کے کام آتا ہے جس کا گودا کھانے کے کام آتا ہے اور جس کا پانی پینے کے کام۔ میرے بھائیو! باللہ العظیم ہم اپنے مریدوں کو ناریل نہیں سمجھتے پھانس تمہیں لگتی ہے اس کی چبھن ہم محسوس کرتے ہیں بخار تمہیں ہوتا ہے اس کی حرارت ہم محسوس کرتے ہیں۔ تمہیں تکلیف ہو یا خوشی اس کے ساٹھ فیصد کے پارٹنر ہم ہیں اس کا بڑا حصہ اپنے دل پر ہم محسوس کرتے ہیں۔ مرید تو بکا ہوا مال ہے غوثِ اعظم کے ہاتھوں پر اس کی حفاظت کرنا ہمارا کام ہے۔

جس طرح پلک کا جھپکنا انسانی فطرت ہوتی ہے اور اس کا جھپکنا بند ہو جائے تو خدا نخواستہ آنکھ کی روشنی زائل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت کا ذکر ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے اعلیٰ حضرت کی محبت ہماری رگوں میں خون کی طرح شامل ہے۔

اور جسم میں سمائی ہوئی ہے۔

صلوٰۃ و سلام، فاتحہ و دعا کے بعد یہ مبارک اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ زائرین نے نماز ظہر ادا کی کھانا تناول کیا۔ بعد نماز عصر چادروں اور گاگروں کی تیاری ہوئی اور بعد نماز مغرب چادر و گاگر کا جلوس حویلی سجادگی سے روانہ ہو کر بڑی درگاہ حضرت سید شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ کے آستانہ پہ حاضر ہوا۔ وہاں شہزادگانِ عالی مرتبت بالخصوص شرفِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت میں مقامات مخصوصہ پر رکتا ہوا پورے قصبہ میں گشت کے لئے روانہ ہوا۔

تقریباً نو بجے جلوس واپس حویلی سجادگی پر صاحبِ سجادہ کو سلامی کے لئے حاضر ہوا اور صاحبِ سجادہ حضرت امین ملت کی اجازت سے شرفِ ملت، رفیقِ ملت، حضرت افضل میاں صاحب، امان میاں، نبیل میاں کی نگرانی اور سرپرستی میں چادریں مزارات مقدسہ پر چڑھا دی گئیں۔

آج شب خرقہ پوشی تھی۔ خرقہ پوشی کے بارے میں ہم اپنی گذشتہ روداوں میں مفصل بیان کر چکے ہیں۔ ٹھیک دس بجے صاحب سجادہ حضرت امین ملت نے صلوٰۃ و سلام مصطفےٰ جانِ رحمت کی گونج میں لباس بزرگاں زیب تن فرمائے اور جیسے ہی حویلی سجادگی کے دروازہ پر تشریف لائے نعرۂ اسم ذات اللہ بلند ہوا اور مضبوط حصار میں درگاہِ معلی میں حاضر ہوئے اور اپنے مرشدِ برحق حضور تاج العلماء علیہ الرحمۃ کے روضہ میں مراقبہ فرمایا وہاں سے صاحب عرس قاسم البرکات حضرت سید اسماعیل حسن عرف شاہ جی میاں صاحب کے روضہ میں حاضری دی اور فاتحہ پڑھنے اور دعائیں فرمانے کے بعد جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور منبر برکاتی پر مسندِ مخصوصہ پر رونق افروز ہوئے۔ یہ نورانی منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مریدین و متوسلین کو زیارت و دست بوسی و قدم بوسی اور نذرانہ گزارنے کا شرف حاصل ہوا اور اسی کے ساتھ ساتھ نعت و منقبت اور تقاریر کا پروگرام شروع ہو گیا۔

شہنشاہِ ترنم جناب مناظر حسین بدایونی نے امام الکلام کلام الامام کی مشہور زمانہ نعت پاک

آنکھیں رو رو کے سجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

اس نعتِ پاک کا ایک شعر جو میرے حضرت حضور احسن العلماء کو بہت پسند تھا

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

کئی بار دہرایا۔ حضرت والا کی یاد تازہ ہو گئی اختتام نعت پر حضرت شرفِ ملت نے شاعر کی دل پذیرائی کے لئے برجستہ یہ شعر کہا۔

اے مناظر ترے قربان جاؤں
نعتِ سرور کے سنانے والے

جناب عبدالغفار پردیسی صاحب نے مندرجہ ذیل نعت پاک پڑھی۔

محمد بنائے زمین وزماں ہیں
محمد وجودِ خدا کا نشاں ہیں

صاحبِ سجادہ حضرت امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ اپنی مسند سے اٹھ کر مائک پر تشریف لے گئے۔ لباسِ بزرگاں میں مع جبہ و قبہ و دستار تاجدارِ برکاتیت شہنشاہ معلوم ہو رہے تھے۔ اپنی زبانِ فیض ترجمان سے بہ اندازِ شفقت و محبت جناب رضا علی خان صاحب (بھر گین والے) کو منبر پر طلب فرما کر عرس قاسمی میں باقاعدہ سرکاری نعرہ لگانے والے کا اعزاز عطا فرمایا اور ایک شال ان کو عطا کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت مولانا مفتی الحاج قاضی محمد ابراہیم مقبولی برکاتی پرنسپل دارالعلوم امام احمد رضا کونڈیورے ضلع رتنا گیری کوکن حضرت مولانا سید عبدالجلیل صاحب رضوی خطیب وامام عبدالسلام مسجد، بمبئی، حاجی محمد عارف برکاتی کراچی۔ حاجی عبدالغفار صاحب کراچی حضرت علامہ مفتی شمس الدین صاحب بہرائچی کو منبر رسول پر طلب فرما کر ان کے مبارک سروں پر دستار خلافت اپنے مبارک ہاتھوں سے باندھی اور اعلان فرمایا "فقیر برکاتی منبر برکاتی سے اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ الحاج قاضی محمد ابراہیم مقبولی برکاتی (ایسے ہی مولانا سید عبدالجلیل، حاجی محمد عارف، اور مولانا مفتی شمس الدین صاحب کے اسمائے گرامی الگ الگ لے کر) سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ اور سلسلۂ چشتیہ برکاتیہ میں مجاز وماذون کرتا ہے اور ان کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر کوئی طالبِ راہ خدا آئے تو اس کو توبہ کرا کر سلسلہ میں داخل فرمالیں۔ فقیر برکاتی اس بات کی بھی تاکید کرتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اگر ذرہ برابر بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹے تو اس صورت میں یہ اجازت وخلافت رد سمجھی جائے۔"

جناب الحاج عبدالغفار صاحب کراچی کے بارے میں فرمایا کہ یہ دینی وملی کاموں میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں ابھی تک تقریباً ڈیڑھ سو کتابیں برکاتی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام شائع کرا چکے ہیں ان کو کراچی میں برادرِ عزیز سید شاہ نجیب حیدر میاں نائب سجادہ نشین درگاہِ برکاتیہ نے خلافت عطا کی تھی اور آج ان کے کہنے پر دستار خلافت باندھی گئی۔

شاعر خوش الحان حضرت مولانا شبیر احمد مسعودی نے ایک شعر ؎

اللہ اللہ برکت اللہ کی وہ اعلیٰ شان ہے
سنیت کا بچہ بچہ آپ پر قربان ہے

اس کے بعد اپنا مشہور ترانۂ ہندوستان جو گذشتہ سال بھی پڑھا تھا اور کافی داد و تحسین پائی تھی پڑھا۔ ان کے بعد کراچی پاکستان کے وفد کے ساتھ آئے جید عالم دین حضرت علامہ مفتی سید مظفر حسین شاہ صاحب کا خطاب ہوا اور آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے تعلق سے نہایت مدلل ومحقق تقریر فرمائی۔ ان کے بعد پاکستان ہی سے تشریف لائے بہترین شاعر جناب شوقین صاحب نے اپنے مخصوص اندازِ ترنم میں منقبت بحضور تاج العلماء سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔ پڑھی۔

جانِ من مارہروی سلطانِ من مارہروی
کہتے ہیں جن و بشر شاہِ زمن مارہروی
اس خانۂ دل میں میرے الفت بجی ہے آپ کی
ہونٹوں پہ ہے شام وسحر شیریں سخن مارہروی
مرشد ہے کامل بالیقیں ہم کو تو اب کچھ غم نہیں
ہے سب مریدوں پہ نظر ہیں ذوالمنن مارہروی
منگتا تیرا کیوں غم ہے بس آسرا تیرا جو ہے
ہے فیض تیرا اوج پر رشکِ چمن مارہروی
لطف و عنایت کیجئے جھولی میری بھر دیجئے
منگتا تیرا جائے کدھر محبوب من مارہروی

بزم گلستان علی تو فاطمہ کی ہے کلی
تم غوث کے لخت جگر آلِ حسن مارہروی
ان پہ ہوا فیض و کرم وہ بن گئے ہیں ذی حشم
آپ کے ہیں جانشیں سید حسن مارہروی
تم مصطفےٰ کی جان ہو اس دھر میں ذیشان ہو
جنت تمہاری رہگزر اے گل بدن مارہروی
سارے جہاں میں آپ سا کوئی ملا نہ باصفا
لے آئی مجھ کو کھینچ کر تیری لگن مارہروی
جس نے جو مانگا دے دیا دامن کو فوراً بھر دیا
راہِ ولایت کے سفر کی انجمن مارہروی
اے میرے ہادی رہنما شوقینؔ بھی منگتا تیرا
ہیں عاصی و بدکار سایہ فگن مارہروی
گلشن بھی ہے مدح سرا مدت سے یہ ہے مدعا
اے کاش تیری لحد پر ہو نغمہ زن مارہروی

مناظر اہلسنت حضرت علامہ مختار احمد بہیڑوی نے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کے تعلق سے نہایت ایمان افروز فرقہ ہائے باطلہ کے رد میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تقریر فرمائی۔ چونکہ ان کا اندازِ بیان اور موضوع ہمارے بیرونِ ملک پاکستان سے تشریف لائے علامہ مذکور سے کافی ملتا جلتا تھا اور دونوں کے دلائل قاہرہ اور آواز کی گھن گرج سے سامعین بہت لطف اندوز ہوئے۔ مولانا شمیم الزماں خاں صاحب کا بیان ہوا اور انہوں نے تقریر سے پہلے حضور احسن العلماء کی شان میں ایک منقبت پیش کی۔ ان کے بعد حسان البرکات جناب اویس قادری صاحب نے مائک سنبھالا اور جیسا کہ اعلان ہوتا آیا تھا کہ آپ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے مثال قصیدۂ معراج سماعت فرمائیں گے۔ رجب المرجب کے مہینے کی مناسبت اور شب خرقہ پوشی کے نور و نکہت کے ماحول میں ساقیٔ کوثر شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے اور برکاتی دولہا کے سامنے جب جناب اویس قادری صاحب نے اپنے مخصوص والہانہ و وجدانہ انداز سے پڑھا منبر برکاتی سے

لے کر سارا مجمع کیف وسرور عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا تھا۔ سبھی کی اعلیٰ حضرت کے صدقہ میں یہی تمنا تھی کہ ؎

نبی رحمت شفیع امت رضاؔ پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے
ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواہ ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

شہزادۂ حضور احسن العلماء فصیح البیان شرف ملت حضرت علامہ سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ منبر برکاتی پر رونق افروز ہوئے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد آیۂ کریمہ ورفعنا لك ذكرك تلاوت فرمائی اور اپنی عادت کریمہ کے مطابق استغاثۂ غوثیت مآب یعنی رباعیٔ حضرت حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے" پڑھی اس کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور نعت کے دو شعر

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضاؔ واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

وفود پاکستان سے تشریف لائے پردیسی حضرات گلاب پاشی کر رہے تھے جس سے فضا معطر ہو رہی تھی اور سونے والوں کو سننے میں مدد مل رہی تھی۔ شرف ملت نے اپنے اسلاف اور اکابرین مارہرہ مطہرہ کی کنایۃً کرامت و مہمان نوازی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت حمزہ اور حضور اچھے میاں کے زمانہ میں سو طرح کے کھانے پیش کئے جاتے تھے ہم اب یہ تو نہیں کرپاتے مگر منبر رسول پر سو علمائے کرام پیش کر دیتے ہیں۔ وہ بھی کیسے کیسے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ جن کے بارے میں میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

میرا امجد مجد کا پکا اس سے بہت کچھ پاتے یہ ہیں

صدر الشریعہ کے صاحبزادے محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ، حضور مفتی شریف الحق صاحب قبلہ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ، صوفی باصفا حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ، طوطی ہند مفتی مظفر احمد صاحب

قبلہ، مفتی جلال الدین صاحب قبلہ، مفتی سید محمد عارف صاحب قبلہ، مفتی قاضی عبدالسمیع صاحب قبلہ، شہزادۂ شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد مشہود رضا صاحب، حضرت علامہ مفتی شمس الدین صاحب قبلہ، حضرت علامہ غلام ربانی فائق صاحب قبلہ اور ایسے ہی سبھی علماء جن کے مبارک چہروں کو دیکھنا بھی عبادت ہے اس کا موقع ہم آپ کو میسر کر دیتے ہیں۔ یہ رات شب مولود کہلاتی ہے اور آج کی یہ رات گھر والوں کی رات ہوا کرتی ہے جو پرانے حضرات ہیں انہیں اچھی طرح یاد ہوگا کہ اس شب خرقہ پوشی میں میرے تایا حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کا آخری بیان ہوا کرتا تھا اور حضور سید العلماء وہ وہ رموز و نکات بیان فرماتے تھے کہ انہیں کا حصہ تھا۔ اپنی خلافت اور جلوس عرس قاسمی میں بچپنے سے شریک ہونے کے بارے میں بتایا کہ جب ہم بچے تھے تو حافظ ظہیر الدین صاحب جو اس منبر پر تشریف رکھتے ہیں کی انگلی پکڑ کر جایا کرتے تھے اور جب ہم تھک جاتے تو حافظ صاحب قبلہ مجھے اپنے کاندھوں پر بٹھا لیتے تھے۔ فرمایا کہ حافظ صاحب قبلہ شروع سے کچھ شوخ مزاج واقع ہوئے ہیں اور اس کا اظہار ان کی تقریروں اور ان کی تحریروں سے بھی ہوتا ہے ایک دن مجھ سے کہا کہ آپ اپنے تایا سے کہئے مجھے خلافت دے دیجئے۔ مجھے اس وقت تو معلوم نہیں تھا کہ خلافت کیا چیز ہوتی ہے میں نے سمجھا کہ کوئی چیز ہوگی کھانے پینے کی میں نے اپنے تایا حضور سید العلماء سے کہا مجھے خلافت دے دیجئے حضور سید العلماء مسکرائے اور انہوں نے پوچھا تم سے کس نے کہا میں نے کہا حافظ جی نے۔ فرمایا بیٹا یہ کوئی کھانے پینے کی چیز نہیں ہوتی ہے میں نے کہا اب جو بھی ہوتی ہو دے دیجئے تو میرے تایا نے باقاعدہ خلافت نامہ تحریر فرما کر والد صاحب قبلہ کے پاس بھیجا اور مجھے خود ہی مٹھائی منگوا کر کھلائی۔ اس کے بعد شرف ملت نے ایک منقبت اپنے والد ماجد حضور احسن العلماء کی شان میں پیش کی جو سالانہ مجلّہ اہلسنت کی آواز میں جلد ۶ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ طویل منقبت ہے چند اشعار یہ ہیں۔

آنکھوں میں بس گئی ہے صورت حسن میاں کی
دل میں سماگئی ہے الفت حسن میاں کی
اللہ و نبی کے فضل و کرم کے صدقے
ہم سب حسن میاں کے جنت حسن میاں کی

فتنوں کو دور رکھنا اور حق پہ جم کے رہنا
مٹی میں مت ملانا محنت حسن میاں کی
اس مردِ بے غرض میں کیا خوبیاں جمع تھیں
اشرفؔ سے کب ہے ممکن مدحت حسن میاں کی

آخر میں بہ کمال انکساری فرمایا کہ بڑوں کی آمد سے پہلے ہم تو راستہ صاف کرنے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں اسی کے ساتھ اپنے برادر معظم صاحب سجادہ تاجدارِ برکاتیت حضرت امین ملت سے استدعا کی کہ دعائیہ کلمات سے نوازیں۔ حضرت والا نے پنج آیت شریفہ پڑھنے کے بعد شجرۂ طیبہ پڑھا اور اس کے بعد تمام حاضرین، متوسلین و مریدین تمام سنی مسلمانوں کی ملک و بیرونِ ملک عالم اسلام کے لئے فلاح و بہبود اور امن و امان کی دعائیں کیں۔ صلوٰۃ و سلام

یاشفیع الوریٰ سلام علیك
یا نبی الهدیٰ سلام علیك

پڑھا گیا اور اس طرح یہ شبِ خرقہ پوشی کا چوتھا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ زائرین نے معمولات کے مطابق کھانا کھایا نمازیں پڑھیں اور آرام کیا۔

۳۱؍اکتوبر بروز اتوار بعد نماز فجر حلقۂ ذکر قادری روضۂ حضور صاحب البرکات میں ہوا اس کے بعد قرآن خوانی اور ایصال ثواب کیا گیا۔ زائرین نے ناشتہ وغیرہ سے فراغت حاصل کی اور ٹھیک نو بجے جلسہ گاہ میں عرس قاسمی کے پانچویں اور آخری اجلاس کی تیاری ہوئی۔ چونکہ آج عرس قاسمی شریف کا تیسرا اور اختتامی دن تھا اور دو اہم تقریبات ہونا تھیں یعنی قل شریف اور زیارت آثار متبرکہ اس لئے وقت کی پابندی کا پورا خیال رکھا گیا۔

قرآن عظیم کی تلاوت سے حضرت مولانا قاری غلام حسین صاحب شافعی قادری برکاتی نوری نے آغاز فرمایا اور اعلیٰ حضرت کی نعت پاک بھی پڑھی۔ کچھ چھوٹے بچوں نے نعت و منقبت پیش کیں اور اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ یکے بعد دیگرے حضرت مولانا شہاب الدین صاحب، حضرت علامہ مفتی عبدالحق صاحب، حضرت علامہ مفتی مظفر احمد صاحب، حضرت علامہ مفتی شمس الدین صاحب، حضرت علامہ صغیر احمد جوکھن پوری، الثقافۃ السنیہ کالی کٹ کیرلا کے مولانا اور حسان البرکات جناب اویس رضا قادری،

قاری امانت رسول صاحب، حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کے بعد اکابر علمائے کرام کے اسمائے گرامی کے ناموں کا اعلان ان کے مراتب و خصوصیت کے خوش دلانہ جملوں کے ساتھ خود تاجدارِ برکاتیت حضرت امین ملت نے فرمایا۔

بالترتیب محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفٰی صاحب نے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حیات النبی ہونے اور جشن عید میلاد النبی منانے کے تعلق سے بیان فرمایا۔ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب نے بھی اسی موضوع پر نہایت مدلل اور جامع بیان فرمایا۔ ان کے بعد شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب کے نام کے اعلان کے ساتھ تاجدار برکاتیت حضرت امین ملت نے حضرت مفتی صاحب قبلہ کو نزہۃ القاری شرح بخاری کی تکمیل پر "فقیہ اعظم ہند" کے لقب سے نوازا۔ تمام علمائے کرام اور زائرین نے تائیدی نعرے لگائے اور اس اعزاز کے ساتھ انہیں ردائے اعزاز اڑھائی۔ فرط مسرت سے مفتی صاحب قبلہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ یوں نعرے لگاؤ تاجدارِ اہلسنت زندہ باد، تاجدارِ برکاتیت زندہ بار۔ بڑا پر اثر اور رقت انگیز منظر تھا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ نزہۃ القاری شرح بخاری کی پہلی جلد جب منظر عام پر آئی تو میں لے کر حضور احسن العلماء کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت والا بہت خوش ہوئے درازئ عمر اور تکملہ کی دعائیں دیں اور آج آپ نے دیکھا کہ حضرت والا کے شہزادۂ ذیشان تاجدار برکاتیت نے اس اعزاز سے نوازا۔ اس کے علاوہ شرف ملت نے کچھ اہم اور پیچیدہ سوالات مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں ارسال کئے تھے کہ اسی سالہ وکیل بھی اس باریکی سے نہ پوچھ سکے مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ان میں کا ایک سوال یہ تھا کہ خانوادۂ برکاتیہ کی خصوصیات کیا ہیں۔ فرمایا کہ میں نے آٹھ خصوصیات لکھی ہیں جواب میں اور پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ گھرانہ بلا داغ، بلا شک و شبہ نجیب الطرفین سادات کرام کا ہے۔ جس کا جی چاہے جب تک میں زندہ ہوں مجھ سے آکر اس سلسلہ میں مناظرہ کرلے۔ نعرہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی تھی۔ مفتی صاحب قبلہ نے اپنا یہ شعر بھی پڑھا۔

یوں دنیا میں پیر بہت ہیں لیکن اے برکاتی دیوانو
میرے رضا کا مرشد ہونا سب کے بس کی بات نہیں

ان اکابر علمائے ربانیین کے ارشادات عالیہ اور مواعظ حسنہ کے بعد خانوادۂ برکاتیہ

کے آفتاب و ماہتاب فضیلت مآب شہزادگانِ عالی وقار نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے ارشادات عالیہ سے قلوب کو منور و مجلی کیا اور کرم و عطا سے نوازا۔

سب سے پہلے رفیق ملت حضرت مولانا سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب نائب سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ نے تمام زائرین کو عرس قاسمی شریف کی مبارکباد دی اور فرمایا کہ یہ سب محنت و کاوش ہے برادرِ معظم و صاحبِ سجادہ حضرت امین ملت کی اور ان سے میرے تین تین رشتے ہیں۔ وہ میرے برادرِ معظم ہیں، مرشدِ اجازت ہیں اور مرشدِ اعظم والد ماجد حضور احسن العلماء کے جانشین ہونے کی حیثیت سے وہ ہم سب بھائیوں کے مخدوم بھی ہیں۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ان سے حسد کرنے لگے ہیں دعا فرمائی کہ ان کے حسد میں اور ترقی ہو اور یا اللہ تعالٰی صاحب سجادہ امین ملت کی عمر میں، عزت میں برکت ہو اور ان کے درجات بلند ہوتے رہیں اور ہم سب برکاتی فیض پاتے رہیں۔ آمین۔

شرف ملت فصیح البیان حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرف میاں صاحب مد ظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ قل کی محفل ہے اور جب قل سے قل ملتے ہیں تو قلقل مینا پیدا ہوتی ہے اور منگتوں کی جھولیاں بھر دی جاتی ہیں۔ مرشدانِ عظام کا فیضان کرم جوش پر ہوتا ہے اور رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے۔ حضرات! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے خانوادۂ برکاتیہ کا سلسلۂ نسب و سلسلۂ طریقت اتنا مستحکم ہے کہ ربط سے ربط اور کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے اور یہاں پر خلافتیں بانٹنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اس کی کچھ شرطیں ہوتی ہیں وہ یہ کہ مومن ہو، سنی ہو، متقی پرہیزگار ہو، عالم دین ہو تب کہیں خلافت و اجازت عطا کی جاتی ہے۔ یہاں پر ایک ایسی خلافت بھی دی جاتی ہے جو عام ہے اور جس وقت سے اس کا سلسلہ شروع ہوا اس کی بھی کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے اور وہ ہے امام حق و صداقت اعلٰی حضرت سے محبت کی خلافت۔ تو اے برکاتیو! تم سب اعلٰی حضرت سے محبت کرتے رہنا اور مسلک اعلٰی حضرت پہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا۔ دیکھو اس کی کڑی سے کڑی کیسے ملی ہے سنو جب بائیس سال کے نوجوان امام احمد رضا مارہرہ مقدسہ تشریف لائے تو ان کے پیر و مرشد خاتم الاکابر سیدنا آل رسول احمدی نے توجہ فرمائی تو اعلٰی حضرت بنا دیا اور تمام اجازت و خلافت سے نواز دیا اور محبت کا یہ عالم کہ جب خداوند قدوس پوچھے گا کہ اے آل رسول کیا لائے تو بطور تحفہ احمد رضا کو پیش کر دونگا۔

جانشین سیدنا آلِ رسول احمدی سرکارِ نور حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کو چشم و چراغ خاندانِ برکات فرمایا اور یہ خلافتِ محبت کی دوسری کڑی ہے۔

صاحب عرس مجددِ برکاتیت قاسم البرکات حضرت سیدنا اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں نے جب اعلیٰ حضرت کا جمعہ میں اذان ثانی باہر ہونے کا فتویٰ صادر ہو گیا تو فرمایا سب سے پہلے جامع مسجد برکاتی میں اذان باہر ہوگی جبکہ خانقاہ برکاتیہ کے بدایوں سے روابط زیادہ بھی تھے اور قدیمی بھی۔

خلف و جانشین صاحب عرس حضور تاج العلماء حضرت علامہ مفتی حافظ قاری سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب نے فرمایا "فقیر کو اگرچہ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ سے تلمذ رسمی حاصل نہیں مگر فقیر ان کو اپنے اکثر اساتذہ سے بہتر و برتر اپنا استاد جانتا ہے۔" جب بریلی اور بدایوں میں مقدمہ چلا تو اکثر حضور تاج العلماء اعلیٰحضرت کی طرف سے پیروی کے لئے تشریف لے جاتے اور ایسی جرح فرماتے کہ جج بھی حیران و ششدر رہ جاتے جبکہ بدایوں سے آپ کا استادی اور شاگردی والا رشتہ بھی تھا مگر خانقاہِ برکاتیہ کا وطیرہ رہا کہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔

جانشین حضور تاج العلماء مرشدِ اعظم ہند حضور احسن العلماء حضرت علامہ حافظ قاری سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب نے تازندگی اللہ و رسول سے محبت اور مسلک اعلیٰ حضرت پہ ڈٹے رہنے کا درس دیا اور اپنے وصال سے دو روز قبل اپنے سب بیٹوں کو وصیت کی کہ مسلک اعلیٰ حضرت پہ مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر میرا کوئی مرید ذرہ برابر مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹا تو وہ میری مریدی سے خارج ہے۔

شرف ملت نے اعلیٰ حضرت سے محبت کی کڑی سے کڑی ملاتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! آپ نے گذشتہ رات سنا اور دیکھا کہ جس وقت صاحب سجادہ جانشین حضور تاج العلماء و حضور احسن العلماء امین ملت حضرت علامہ ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب نے خلافتیں عطا فرمائیں اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مسلک اعلیٰ حضرت پہ مضبوطی سے قائم رہیں اور اس سے اگر ذرہ برابر بھی ہٹے تو یہ خلافت و اجازت رد سمجھی جائے۔

جانشین حضور سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں نظمی

صاحب فرماتے ہیں۔

اصل ایماں عشق محبوب خدا ہے دوستو
ہیں ثبوت اس کا سراسر حضرت احمد رضا
عشق سرکارِ دوعالم کا یہی اعجاز ہے
خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا

اور فرماتے ہیں۔

جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہل سنت کی سند
پیش کردیتے ہیں ہم تو اعلیٰ حضرت کی سند

فقیر برکاتی سید محمد اشرف یوں عرض کرتا ہے۔

منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے
تم اس کے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلادو
فتاوے رضویہ تو اک کرامت ہے
ذرا حدائق بخشش ہی پڑھ کے دکھلادو

شرفِ ملت نے فرمایا حضرات! آپ نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سے محبت کی کڑی سے کڑی ملتی چلی آئی ہے آج آپ سب کو اعلیٰ حضرت سے محبت کی خلافت عطا کی جاتی ہے اپنے مرشدانِ عظام کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہو اور مسلکِ اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو۔ اب قل کی تیاری ہو رہی ہے اور اس کے بعد آثار شریفہ کی زیارت ہوگی۔ نظم و ضبط بنائے رکھئے اور زیارت کا مطلب ہی ہے آنکھ سے دیکھنا۔ ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے تبرکات کی زیارت کیجئے۔

آخر میں صاحب سجادہ مسندِ غوثیہ برکاتیہ تاجدار اہلسنت حضور امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ زینت آراء منبر برکاتی ہوئے۔ فرمایا یہ عرس قاسمی شریف کا پانچواں اور آخری اجلاس ہے۔ عرس شریف کے پہلے دن سے آج تک آپ ایک ہی بات سنتے آئے۔ آپ سے ایک ہی بات کہی گئی کہ محبت رسول کی شمع کو بجھنے نہ دو اور اس بات کے لئے ضروری ہے مسلک اعلیٰ حضرت۔ کیونکہ اس مردِ مجاہد و حق بیں نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ قیامت تک ہمارے ایمان و عقیدے کی حفاظت کا سامان مہیا کردیا اپنی بے نظیر

عشق و محبت رسول میں ڈوبی ہوئی تصانیف کے ذریعہ کہ اب اگر کوئی گروہ فرقۂ باطلہ ہم سے الجھے تو اس کے رد اور جواب میں ایک دو نہیں درجنوں کتابیں اعلیٰ حضرت کے خزانہ میں موجود ہیں جس سے ہم اپنا بخوبی دفاع کر سکتے ہیں۔ اس لئے جملہ متوسلین و حاضرین و مریدین سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کو اس برکاتی منبر سے یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ اس مشن کو آگے بڑھاتے رہیں جو ہمارے مقتدا اور پیشوا کا مشن تھا۔ جملہ زائرین و حاضرین کی دلجوئی اور شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ ملک کے کونے کونے سے بلکہ بیرونِ ممالک سے تکلیف اٹھا کر اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے محض اللہ و رسول کا ذکر سننے اور اپنے مرشدانِ عظام کے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور ہم آپ کی خاطر خواہ مدارات بھی نہیں کر پاتے اور یہ جو بھی کچھ انتظامات آپ دیکھ رہے ہیں اس میں زیادہ حصہ اور محنت برادرِ عزیز سید نجیب حیدر نائب سجادہ نشین درگاہِ برکاتیہ کی ہے اور ہم چاروں بھائی الحمد للہ متحد و متفق ہیں یہ بات نہیں کہ یہ چمچہ تیرا ہے اور وہ ڈونگا میرا ہے۔ ہم سب بھائی اس بات کے کوشاں رہتے ہیں کہ سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ ہو۔ ؎

تم نے جو شمع جلائی وہ نہ بجھنے پائے
اب تو لے دے کے یہی کام ہمارا ٹھہرا

منبر برکاتی وقت کے جید و اکابر علمائے کرام، مشائخ عظام، صوفیائے کرام و شعرائے عظام اور مفکرین و مدبرین سے پُر تھا ان کی فہرست کچھ اس طرح ہے۔

علمائے کرام

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی	مبارک پور
حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی	گھوسی
حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفےٰ صاحب	مبارکپور
حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب	مبارکپور
حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب امجدی	براؤں شریف
حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف صاحب	بریلی شریف

حضرت علامہ مفتی صوفی نظام الدین صاحب	امرڈوبھا
حضرت علامہ مفتی مظفر احمد صاحب برکاتی	داتا گنج
حضرت علامہ مفتی لطف اللہ صاحب	متھرا
حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب مضطر	
حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی	دہلی
حضرت علامہ عبد الحق صاحب مصباحی	مبارکپور
حضرت علامہ حافظ قاری اسرار احمد بقائی	کانپور
حضرت علامہ ضیاء الدین برکاتی	کانپور
حضرت علامہ حافظ محمد حنیف برکاتی	کانپور
حضرت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب	کانپور
حضرت علامہ نوشاد چشتی صاحب	کانپور
حضرت علامہ ارشد الرحمٰن صاحب	آگرہ
حضرت علامہ الحاج قاضی ابراہم مقبولی برکاتی	رتناگیری
حضرت علامہ سید عبد الجلیل صاحب	بمبئی
حضرت علامہ حافظ ظہیر الدین صاحب برکاتی	کانپور
حضرت علامہ اعجاز احمد نوری صاحب	کانپور
حضرت علامہ شہباز انور صاحب	کانپور
حضرت علامہ قاری تسلیم رضا خاں صاحب	بریلی شریف
حضرت علامہ عالم رضا خاں صاحب	کانپور
حضرت علامہ قاری نسیم احمد برکاتی	بانده
حضرت علامہ منصور عالم صاحب	مدھولی کلاں
حضرت علامہ یعقوب اشرف صاحب	مدھولی کلاں
حضرت علامہ قاضی محمد قاسم عثمانی صاحب	سیکر راجستھان
حضرت علامہ مسعود احمد صاحب	مبارکپور
حضرت علامہ مفتی شمس الدین احمد رضوی	بہرائچ

حضرت علامہ منان رضاخاں صاحب منانی میاں	بریلی شریف
حضرت علامہ قاری عبدالسمیع قاضیٔ شہر کانپور	کانپور
حضرت علامہ مفتی حفیظ اللہ صاحب قادری	کانپور
حضرت علامہ مختار احمد صاحب قادری	بہیڑی
حضرت علامہ قاری صغیر احمد صاحب رضوی	جوکھن پوری
حضرت علامہ مشہود رضاخاں صاحب	پیلی بھیت
حضرت علامہ سید وجاہت رسول صاحب قادری	کراچی
حضرت علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب	کراچی
حضرت علامہ قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی	کانپور
حضرت علامہ قاری محمد میکائیل ضیائی	کانپور
حضرت علامہ مشتاق احمد مشاہدی	کانپور
حضرت علامہ نوشاد صاحب	کانپور
حضرت علامہ عبیدالرحمٰن صاحب	کانپور
حضرت علامہ قاری عبدالمطلب صاحب	کانپور
حضرت علامہ علیم الدین صاحب رضوی	تلہر
حضرت علامہ مفتی شمشاد حسین صاحب رضوی	بدایوں
حضرت علامہ شمیم الزماں صاحب	کلکتہ
حضرت علامہ قاری عبدالرسول صاحب برکاتی	بدایوں
حضرت علامہ غلام ربانی فائق اعظمی	بمبئی
حضرت علامہ قاری صغیر احمد صاحب	کاسگنج
حضرت علامہ صوفی سخاوت علی صاحب	مگہر
حضرت علامہ منشی عبدالقدیر خاص صاحب	کالپی شریف
حضرت علامہ محمد بشیر احمد قادری برکاتی	ارئی
حضرت علامہ قاری غلام حسین صاحب شافعی نوری	افریقہ
حضرت علامہ قاری رحمت اللہ صاحب	بہرائچ

حضرت علامہ شبیر احمد مسعودی	بہرائچ
حضرت علامہ شاہ الحمید صاحب شافعی	کالی کٹ
حضرت علامہ محمد اسماعیل جانی صاحب	بمبئی
حضرت علامہ قاری امانت رسول	پیلی بھیت
حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن برکاتی	نیپال
حضرت علامہ شہاب الدین صاحب برکاتی	لکھیم پور

شعرائے عظام :-

حضرت پروفیسر سید ابوالحسنات حقی
حضرت بیکل اتساہی
حضرت ناظر صدیقی
حضرت غوث محمد غوثی
حضرت مولانا قاسم حبیبی
حضرت مولانا میکائیل ضیائی
حضرت حق بنارسی
حضرت حق کانپوری
حضرت نسیم فرخ آبادی
حضرت اویس رضا قادری پاکستانی
حضرت شوقین پاکستانی
حضرت محشر بریلوی
حضرت ایاز محمود بنارس
حضرت شبیر بہرائچی
حضرت فیروز راحت کلکلوی
حضرت دلشاد بنارسی
حضرت یاور وارثی
حضرت مناظر حسین بدایونی

حضرت ماسٹر ملا محمد صاحب بسی چنوراگڑھ

حضرت محمد فاروق بہیڑوی

بہت سے علمائے کرام کے نام فہرست میں ناواقفیت کی بنا پر نہیں آسکے۔ یہ سب دنیائے سنیت کی وہ عظیم ہستیاں ہیں جن پر علم ناز کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے پیارے حبیب کے صدقہ میں دعا ہے کہ ان کے علم و عمل میں مزید ترقی ہو اور ان کا سایہ دراز ہو۔ آمین۔

صاحبِ سجادہ حضرت امین ملت کے کلمات خیر کے بعد بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام، سلام مقبول بارگاہ خیر الانام زبان زدِ خاص و عام ”مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ جھوم جھوم کر پڑھا گیا اس کے بعد قل شریف ہوا صاحب سجادہ نے شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ پڑھنے کے بعد بارگاہِ رب ذوالجلال میں بطفیل رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم دعائیں کیں۔ تمام زائرین وحاضرین کے لئے جائز مقاصد میں کامیابی، روزی روزگار میں برکت، علم و عمل میں ترقی، ملک و بیرون ملک میں امن و امان تمام عالم اسلام میں سنی مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

زائرین عرس شریف کی کثیر تعداد تھی مسجد شریف، خانقاہ شریف، حویلی شریف، درگاہِ معلیٰ، جلسہ گاہ اور اطراف کا پورا علاقہ برکاتی دیوانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا یوں کہا جائے کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی تو بے جا نہ ہوگا۔ اعلان ہوا جو جہاں ہے وہیں صف بندی کرلے اور نظم وضبط برقرار رکھتے ہوئے سلام مقبول رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے کو کہا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی فراہمی کے ساتھ یہ ایسا موزوں موقع ہوتا ہے کہ اس سلام طویل کا بیشتر حصہ پڑھ لیا جاتا ہے اور تبرکات کی زیارت بھی ہوتی رہتی ہے۔

علمائے کرام اور مشائخ ذوی الاحترام نے منبر پر ہی صف بندی فرمالی اور صاحب سجادہ اور شہزادگان عالی مرتبہ مسجد برکاتی میں تشریف لے گئے جہاں مشترکہ آثار شریفہ مقفل ہے۔ رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب اپنے مبارک سر پر آثار شریفہ کی چوکی لے کر صحن حضور صاحب البرکات میں حاضر ہوئے۔ حسب معمولِ قدیم شہزادگانِ عالی شان نے اپنے مقدس ہاتھوں سے زیارت کرائی۔ موئے مبارک سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ

وسلم اور موئے مبارک مرتضیٰ علی مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت شرفِ ملت نے کرائی۔ موہائے مبارکہ حضرات حسنین کریمین کی زیارت غالبًا سید محمد افضل میاں صاحب نے کرائی۔ قدم ناز مالک دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شفیق ملت حضرت حسین میاں صاحب قبلہ نے کرائی۔ وہ صندوقچی جس میں بہت سے تبرکات جبۂ مبارکہ محبوب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نعل پاک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسبیح کے دانے، حضور صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی مبارک اور دیگر تبرکات رکھے ہوئے ہیں اس کی زیارت رفیق ملت سید نجیب میاں صاحب نے کرائی۔ غالبًا موئے مبارک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت احمد مجتبیٰ صدیقی نبیرۂ حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے کرائی۔ بڑے ہی سکون واطمینان اور نور ونکہت کے ماحول میں عرس قاسمی شریف کی اہم ترین تقریب انجام پذیر ہوئی۔ باہر مردوں میں زیارت کے بعد حسب معمول قدیم عورتوں کی زیارت کے لئے آثار شریفہ کو محل سرائے زنانہ میں لے جایا گیا اور وہاں عورتوں کو زیارت کرانے کے بعد آثار شریفہ کو جامع مسجد برکاتی میں اس کے مقام پر رکھ کر قفل لگادیئے گئے۔ زائرین نے اپنی پیاس بجھائی دل کو ٹھنڈک اور روح کو تقویت حاصل ہوئی یہ ہے عرس قاسمی شریف جس کا ایک ایک لمحہ شریعت وطریقت، معرفت وحقیقت کا غماز اور آئینہ دار ہے۔ زائرین نے نماز ظہر ادا کی۔ قل شریف کا آخری لنگر شریف گوشت تندوری روٹی اور زردہ اور حلوۂ توشۂ غوثیہ تناول فرمایا۔ بیشتر حضرات ہزاروں کی تعداد میں صاحب سجادہ حضرت امین ملت کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ تمام زائرین نماز اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر جلد از جلد اپنی اپنی منزلوں کو روانہ ہونے لگے۔ عرس قاسمی شریف کی یہ شان ہے کہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا چلا جارہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ایک بار یہاں آتا ہے اور یہاں آنے کے بعد شریعت کی پاسداری اور خلوص وللہیت سے متاثر ہوتا ہے خود تو آتا ہی ہے اپنے ساتھ چار کو لے کر آتا ہے۔ صاحب عرس قاسم البرکات رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں جناب محشر بریلوی صاحب نے منقبت پیش کی تھی اس کے اشعار قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

حق نما اک آئینہ تھے حضرت قاسم پیا
دردِ عصیاں کی دوا تھے حضرت قاسم پیا

صورت و سیرت سے جن کی تھا عیاں علمی وقار
بالیقیں وہ مقتدیٰ تھے حضرت قاسم پیا
یوں تو کتنے پھر رہے ہیں رہ نما کے بھیس میں
درحقیقت رہنما تھے حضرت قاسم پیا
ہر ادا جن کی تھی بیشک سنت خیرالوریٰ
وہ غلام مصطفیٰ تھے حضرت قاسم پیا
مصطفیٰ حیدر حسن میں حسنِ آقا بھر دیا
وہ ولی باصفا تھے حضرت قاسم پیا
جن کی رگ رگ میں شرابِ معرفت تھی موجزن
پرتوِ غوث الوریٰ تھے حضرت قاسم پیا
عرس قاسم کا تعلق ہے نبی کی ذات سے
پیکرِ شاہِ ہدیٰ تھے حضرت قاسم پیا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بیکس نواز میں اس کے پیارے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے سے دعا ہے کہ یہ برکاتی میخانہ ہمیشہ سلامت رہے اور رشد وہدایت کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے۔ حاسدین روسیاہ اور معاونین بامراد ہوں۔ صاحب سجادہ حضرت امین ملت کی عمر میں، عمل میں، عزت میں، فضیلت میں خوب خوب برکت ہو جملہ شہزادگانِ مرشدِ برحق اور پیرانی صاحبہ کی بھی عمر دراز ہو۔ ان سب آقایانِ خانوادۂ برکاتیہ کی رہبری اور سرپرستی تمام سنیوں اور خصوصاً برکاتیوں کو حاصل رہے۔ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر بالخیر ہو۔ آمین آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

سگِ بارگاہِ حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ
محمد اکبر قادری برکاتی
۱۳ر شوال المکرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱ر جنوری ۲۰۰۰ء
بروز جمعہ مبارکہ

روداد عرس مرشد اعظم ہند حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ قاری سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

بتاریخ ۱۴/۱۵ر ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷/۱۸ر جولائی ۲۰۰۰ء بروز پیر و منگل
بمقام مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ (یوپی) انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی و نسلم علی رسوله الکریم

زمانہ بھول نہ پائے کبھی بزرگوں کو
یہ عرس پاک اسی بات کی ضمانت ہے

مرشد کا عرس مریدوں کی عید ہوتی ہے۔ بزرگوں کا تبرک کھانے سے دل روشن ہوتا ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ہمیں سال بہ سال یہ مواقع میسر ہوتے ہیں۔ پیر طریقت عامل شریعت حامیٔ سنت مرشد اعظم ہند مرشد برحق حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ قاری سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بزرگی مسلم الثبوت ہے انہیں کے آستانۂ لطف و کرم پر جن کے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا زمانہ محتاج تھا، ہے اور رہے گا کرم و بھیک کے کچھ چھینٹے اور کچھ ٹکڑے حاصل کرنے کے لئے ان کے چاہنے والے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ۱۴/۱۵ر ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷/۱۸ر جولائی ۲۰۰۰ء بروز پیر و منگل نور و نکہت والی دھرتی مارہرہ مقدسہ میں حاضر ہوئے۔
۱۴ر ربیع الثانی حسب معمول قدیم بعد نماز عصر حویلی سجادگی شریف سے چادروں کا جلوس بہ قیادت شرفِ ملت، حضرت اسلم میاں صاحب اور رفیق ملت مدظلہم العالی نعت و منقبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے تکبیر و رسالت کے نعروں کی گونج میں درگاہ بڑے پیر صاحب یعنی میر عبدالجلیل قدس سرہ العزیز کے مزار پرانوار کے ارد گرد پیلو کے درخت کے سایہ

میں باادب حاضر رہ کر نعت خوانی کے بعد صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا اس کے بعد فاتحہ پڑھا گیا شجرۂ طیبہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب نائب سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ نے پڑھا اور دعائیں کی گئیں۔ بغیر کسی تاخیر کے ایک چادر شریف مزار پر انوار حضرت میر عبدالجلیل قدس سرہ العزیز پر چڑھائی گئی اور جلوس منقبت و نعرہائے تکبیر و رسالت کے ساتھ درگاہ معلیٰ حضور صاحب البرکات واپس لوٹا اور فاتحہ خوانی کے بعد چادریں مرشدِ اعظم کی بارگاہ میں پیش کردی گئیں۔ قبل از مغرب ہی اس اہم تقریب سے فراغت حاصل کرلی گئی۔

موسم برسات کے پیش نظر محافل کے انعقاد کا پروگرام مہمان خانہ کے پہلے منزلہ کے ہال میں طے پایا۔ جیسے ہی مغرب کی اذان ہوئی زائرین جوق در جوق جامع مسجد برکاتی میں داخل ہوئے۔ عین حالت جماعت تیز بارش شروع ہوگئی۔ جو حضرات حرم مسجد اور ٹین کے سائبان کے باہر تھے خوب اچھی طرح بارانِ رحمت سے شرابور ہوئے۔ قدرے توقف کے بعد قریب آٹھ بجے پہلی محفل کا آغاز مہمان خانہ کے طبقۂ بالا پر ہوا۔

تلاوت قرآن عظیم سے جناب حافظ شریف احمد برکاتی نے محفل کا آغاز کیا۔ قاری رحمت اللہ صاحب نے منقبت پاک ''واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا'' پڑھی۔ ایک چھوٹے سے بچے محمد اسعد نے ایک منقبت پڑھی۔ حافظ قاری معین الدین صاحب نے تلاوت قرآن عظیم کی۔ حضرت رفیق ملت کی صاحبزادی سیدہ عارفہ سلمہا نے اپنی پیاری پیاری آواز اور ترنم کے ساتھ نعت مقبول ''سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی'' پڑھی۔ سامعین جھوم جھوم اٹھے۔ جناب افتخار حسین برکاتی نے کلام اعلیٰ حضرت ؂

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

پیش کیا۔ حافظ قاری انوارالحق صاحب دارالعلوم غوثیہ الٰہ آباد نے بھی کلام اعلیٰ حضرت ؂

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بنایا
تجھے حمد ہے خدایا

پیش کیا اور ان کے بعد برادرِ طریقت جناب مشتاق احمد برکاتی نے بھی کلام اعلیٰ حضرت ؂

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

پیش کیا۔

ٹھیک آٹھ بجکر پچاس منٹ پر سید ملت حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی صاحب نے فاتحہ قل پڑھا شجرۂ طیبہ عالیہ قادریہ برکاتیہ پڑھنے کے بعد ایصال ثواب اور دعائیں کیں بعدہٗ حضرت مولانا حافظ قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی نے مرشد اعظم کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

''دل کے زخموں کو پھر سے ہرا کردیا''

مناظر اہلسنت حضرت علامہ قاری صغیر احمد جوکھن پوری نے آیۂ کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ٥ سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (کنزالایمان) پر نہایت مدلل اور جامع تقریر فرمائی۔ موجودہ دور کے منافقوں خصوصاً غیر مقلد نجدی وہابی سعودی شیطانوں کی انبیاء اور اولیاء کی دشمنی کا پردہ چاک کیا اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے مقرر شعلہ بیاں نے حضرت امین ملت دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں چند اشعار پیش کئے۔

اللہ کی امانت حضرت امین ملت
سر تابہ پا شرافت حضرت امین ملت
اشرف نسب ہے تیرا تیرا حسب ہے افضل
طرفین کی نجابت حضرت امین ملت
کہہ دو صغیر اب تو فتنوں سے منہ چھپائیں
حمزہ کی ہیں شجاعت حضرت امین ملت

نسیم صاحب فرخ آبادی نے کلام اعلیٰ حضرت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی

پیش کیا اور ان کے بعد مولانا شبیر احمد مسعودی نے مندرجہ ذیل منقبت پیش کی۔

واہ مارہرہ تری کیا شان ہے
سنی سوجان سے قربان ہے
تونے کیا احمد رضا کو دے دیا
نام ان کا دین کی پہچان ہے
جس کی مٹی میں ہے تاثیر شفا
وہ مرے خواجہ کا ہندوستان ہے
کچھ نہیں شبیر مسعودی فقط
صاحب البرکات کا فیضان ہے

حضرت سید جمال الدین اسلم میاں نے مختصر طور پر اولیائے کرام میں گروہ صوفیہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ استاد سزا دیتا ہے لیکن صوفی اصلاح کرتا ہے ہندوستان میں اسلام کے فروغ میں صوفیائے کرام کا بڑا حصہ رہا ہے۔ حضرت ماموں جان علیہ الرحمہ کا طور طریقہ بھی صوفیائے کرام سے ملتا جلتا نظر آتا ہے۔

شرف ملت حضرت سید شاہ محمد اشرف میاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے غور وفکر کرنے والی آیۂ کریمہ تلاوت فرمانے کے بعد اپنی تازہ ترین نعت پاک سنائی۔ سامعین کرام بہت محظوظ ہوئے۔

یہ جو مہر میں ہیں حرارتیں یہ ترا ظہور جلال ہے
یہ جو کہکشاں میں ہے روشنی یہ ترا غبار جمال ہے

سید ملت حضرت سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں صاحب نے کلام اعلیٰ حضرت سے ”شور نو سنکر تجھ تک میں دواں آیا“ آغاز بیان کیا۔ اپنے چچا میاں حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان کی جو کیفیت ہوئی اور کئی روز تک جو سکوت طاری رہا جس سے ان کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ بشریٰ مد ظلہا فکر مند ہوئیں اور انہوں نے اپنے ماموں جان علیہ الرحمہ کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ ایزدی میں دعا کی اس کے بعد ان کی حالت بدستور ہوئی اس کا بیان کیا اور پھر اپنے چچا میاں علیہ الرحمہ کی شان میں پہلی منقبت

ان کی صورت نور کی تفسیر تھی
ان کی سیرت آیۂ تطہیر تھی

پیش کی تھی اس کا ذکر کیا۔

آخر میں صاحب سجادہ خلفِ اکبر و جانشین حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان امین ملت حضرت علامہ ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب قادری برکاتی اولادِ رسولی دامت برکاتہم القدسیہ نے خاندانِ برکات کے طریقہ کے مطابق کلام الامام امام الکلام سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

سے اپنے ارشادات عالیہ کا آغاز کیا اور اپنے والدِ محترم مرشد اعظم کے سالانہ فاتحہ میں شریک ہونیوالے اپنے مریدین و متوسلین اور احباب وزائرین کا بہ شفقت و محبت خیر مقدم کیا اور فرمایا کہ یہ آپ کی اپنے مرشد سے سچی عقیدت و محبت ہی تو ہے کہ ایسے شدید موسم میں اپنے اپنے کاروبار اور راحت و آرام ترک کر کے یہاں تشریف لائے ہم بھی آپ کے ہر غم و خوشی میں برابر کے شریک اور دعا گو رہتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت پہ مضبوطی سے عمل پیرا رہنے اور سنتِ مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی ہدایت کی اور تمام زائرین اور ملک و بیرون ملک تمام سنی مسلمانوں کی فلاح و بہبودی، امن و امان، عروج و ترقی اور جائز مقاصد میں کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔ اسکے بعد صلوٰۃ وسلام بارگاہِ خیر الانام میں ”مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ جناب جلال الدین برکاتی کانپوری نے پیش کیا۔ اس طرح سلام و دعا پر یہ پہلی رات کی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ ناظم محافل جناب مولوی بشیر احمد برکاتی کے اعلان کے مطابق پہلے کچھ حضرات نے نماز عشاء سے فراغت حاصل کی اور کچھ زائرین نے کھانا تناول کیا۔ رات کے کھانے میں قورمہ، تندوری روٹی اور حلوے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بعدہٗ تمام زائرین نے اپنی اپنی قیام گاہوں پر آرام کیا تاکہ نماز فجر باجماعت ادا کر سکیں۔

۱۵ ربیع الثانی بعد نماز فجر روضۂ حضور صاحب البرکات میں حلقۂ ذکر قادری ہوا اس کے بعد صلوٰۃ وسلام اور فاتحہ خوانی ہوئی فوراً بعد قرآن خوانی صحن مبارک میں ہوئی فاتحہ اور ایصال ثواب کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔ قریب آٹھ بجے زائرین کو ناشتہ کرایا گیا۔ ناشتہ میں پوری سبزی اور حلوہ دیا گیا۔

حسب قدیم دوسری قل شریف کی محفل کا آغاز قرآن عظیم و فرقان حمید کی تلاوت سے جناب قاری رحمت اللہ صاحب بہرائچی مدرس مدرسہ احسن البرکات مارہرہ شریف نے کیا۔ تلاوت کے بعد اعلیٰحضرت کی نعت پاک بھی پڑھی۔ جناب مولانا رئیس احمد صاحب نے نعت پاک پڑھی۔ جناب محمد لطف اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل منقبت پیش کی۔

پیارے حسن کی عمر کٹی سادگی کے ساتھ
دنیا میں رہ کے چھوڑ دی دنیا خوشی کے ساتھ

یہ کہہ کے وہ چلے کہ چلے ہم پیا کے دیس
راہِ خدا میں جان ہی دے دی خوشی کے ساتھ

لوگو! نہ چھوڑو مسلک احمد رضا کبھی
یہ حکم تھا حسن کا بڑی پختگی کے ساتھ

اے سنیو! بتاؤں تمہیں زندگی کا راز
رہنا سدا جہاں میں خدا و نبی کے ساتھ

حضرت مولانا شہاب الدین صاحب نے مرشد اعظم ہند کی شان میں نہایت عقیدت مندانہ تقریر فرمائی مولانا لیاقت علی صاحب نے بزرگوں کی عظمت اور ان کے تصرف کے تعلق سے بیان فرمایا۔ مولانا محمد اخلاق صاحب نے زیر آیۃ کریمہ وَمَانَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْاo اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (کنزالایمان) بیان فرمایا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا عبدالحق مصباحی نے اپنے اپنے خطاب سے سامعین کرام کو علمی و دینی معلومات سے نوازا۔ شاعر اسلام جناب محمد فاروق بہیڑوی نے اپنے کلام سے سامعین کے قلوب کو منور کیا۔ قطعہ مندرجہ ذیل ہے۔

محفل حسنی میں آنا چاہئے
خانۂ دل جگمگانا چاہئے
رب کو دیکھا ہے کہ وہ غفار ہے
اس کی رحمت کو اپنانا چاہئے

حضرت علامہ مفتی محمد ایوب مظہر صاحب نے نہایت اصلاحی تقریر فرمائی۔ ایک ولی اللہ کا اپنے دوست کو اپنے مرید کے ذریعہ ایک پیالے کھیر کے بھیجنے کے تعلق سے واقعہ

سنایا۔ ولی اللہ کے دوست دور رہتے تھے اور بیچ میں دریا حائل ہوتا تھا تو انہوں نے اپنے مرید سے کہا کہ جاؤ اور دریا سے کہنا کہ اس کے حکم سے راستہ دے جس نے آج تک کچھ کھایا نہیں۔ مرید کو تعجب تو ہوا کہ انہوں نے ابھی میرے سامنے کھیر کھائی ہے مگر سچا مرید تھا حکم پر عمل کیا اور دریا کے پاس جاکر کہا کہ اس کے حکم سے راستہ دے جس نے ابھی تک کچھ کھایا نہیں دریا نے راستہ دے دیا اور وہ مرید کھیر کا پیالہ لے کر ولی اللہ کے دوست کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ دیکھا ایک نحیف سے انسان تشریف فرما ہیں مرید نے کھیر کا پیالہ پیش کیا وہ بزرگ بہت خوش ہوئے فرمایا اچھا میرے دوست نے میرے لئے کھیر بھیجی ہے مرید کے سامنے ہی کھیر تناول فرمائی۔ مرید رخصت ہونے لگا تو اس نے عرض کیا حضور بیچ میں دریا حائل ہے اس پار کیسے پہنچوں بزرگ نے فرمایا کہ اس سے (دریا سے) کہنا کہ میں ایسے کے پاس سے آرہا ہوں جس نے آج تک کچھ کھایا نہیں ہے۔ مرید اب تو اور بھی زیادہ متعجب ہوا کہ ان بزرگ نے بھی کھیر میرے سامنے ہی تناول کی اور کہہ رہے ہیں آج تک کچھ کھایا نہیں ہے۔ مرید کو متفکر دیکھ کر روشن ضمیر مرشد نے پوچھا کیا بات ہے کیوں پریشان ہو عرض کیا حضور یہ معمہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے بھی اور بزرگ دوست نے بھی یہ کہا کہ آج تک کچھ کھایا نہیں ہے جبکہ واقعہ اس کے خلاف ہے مرشد نے اپنے مرید کو سمجھایا بے شک میں نے اور میرے دوست نے صحیح کہا آج تک ہم نے اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ اللہ جل جلالہٗ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہر کام کیا۔ جب بندہ اللہ جل جلالہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرلیتا ہے تو ساری کائنات اس کی مطیع و فرماں بردار ہو جاتی ہے۔ دوسرا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ عرش الٰہی کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے صبح ہوئی بیدار ہوا اور چاہا کہ اپنے خواب کی تعبیر معلوم کرے گھر سے باہر نکلا تو دیکھا ایک جنازہ جارہا ہے اور لوگ کاندھا دینے کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑرہے ہیں جیسے تیسے کر کے وہ بھی کاندھا دینے میں کامیاب ہو گیا جنازہ سے آواز آئی یہی تیرے خواب کی تعبیر ہے۔ یہ مبارک جنازہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ قلب مومن عرش الٰہی ہوا کرتا ہے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن ہی نہیں مومن گر تھے کیوں نہ ان کا جنازہ عرش الٰہی ہوتا۔ مومن کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتا اس کا دل یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اور ہاتھ کام میں۔ بمصداق

دل بہ یار دست بہ کار

مناظر اہلسنت حضرت مولانا مختار احمد صاحب بہیڑوی نے زیر آیۃ کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَO پر بہت ہی شاندار تقریر فرمائی۔ آیۃ کریمہ کے حوالے سے اولیائے کرام کی شان وعظمت بیان فرمائی۔ خاص طور سے حضور غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت اوران کی غلامی کا پٹہ جو ہمارے گلوں میں پڑا ہے وہ ہماری نجات وبخشش کا ضامن ہے۔

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

شاعراسلام جناب محمد شبیر مسعودی نے مندرجہ ذیل نعت پاک سنائی

یا رسول اللہ انظر حالنا
آپ کو رب نے رسولوں میں چنا آپ کے صدقہ میں سارا جگ بنا
یا رسول اللہ انظر حالنا
بھیجتا ہے آپ پر مولیٰ درود کررہے ہیں آپ کی ہم بھی ثنا
یا رسول اللہ انظر حالنا
مصطفےٰ ذات مبارک آپ کی مرحبا نور ذات ربنا
یا رسول اللہ انظر حالنا
حشر میں سب کہ پڑیں شبیر سے پھر کوئی نعت نبی ہم کو سنا
یا رسول اللہ انظر حالنا

بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہ العالی نے زیر آیۃ کریمہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍO یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا (کنزالایمان) پر مغزو علمی تقریر فرمائی۔ صاحب عرس حضور احسن العلماء کے تعلق سے فرمایا کہ ان کا تعلق توایسے خاندان سے ہے جس کو اللہ رب العزت نے فضیلت عطا فرمائی ان کی شانِ بزرگی کا کیا پوچھنا۔ اعلیٰحضرت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

علمائے کرام کی تقاریر و مواعظِ حسنہ کے بعد شہزادگان خاندانِ برکات کے ارشادات عالیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب نے زیر آیۃ کریمہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط نہایت اصلاحی تقریر فرمائی۔ تعلیم پر زور دیااور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم باشعور اسلامی زندگی فارغ البالی کے ساتھ گذار سکیں۔ ہمارے علماء عالم دین ہونے کے ساتھ ڈاکٹر، انجینئراور اچھے سائنس داں بھی ہوں توان میں اسلامی سوچ، قرآن وصاحب قرآن کا علم وحکمت رہنمائی کرتا ہوا نظر آئیگا۔ مفکر اسلام حضرت علامہ سید جمال الدین اسلم میاں صاحب نے ابتداہی سے خوش اخلاقی اور تربیت پر زور دیا گھرہی سے بچوں کا ایمان وعقیدہ پختہ کردیا جائے تواس بات کی قوی امید کی جاسکتی ہے کہ کالج یا یونیورسٹی میں پہنچنے کے بعد ہر طرح کے لوگوں اور ہر خیال وفکر کے اساتذہ سے علم حاصل کرنے کے بعد بھی اپنے ایمان وعقیدہ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہ سکتے ہیں اوراس کی مثال کے لئے خود انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس طرح کی تربیت کے لئے انہوں نے اپنے دونوں ماموں صاحبان (حضور سید العلماء اور حضور احسن العلماء) کو مثال اور نمونہ کے طور پر پیش کیا اور کہا کہ یہ ان کی دینی وعلمی بصیرت اور سوجھ بوجھ اور ان کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ ماشاء اللہ ان کے شہزادگان ہر میدان میں خواہ وہ درس وتدریس کا ہو، تصنیف وتالیف کا ہو، شعر وشاعری کا ہو، صلاح وفلاح کا ہو نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

شرف ملت حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرف میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے زیر آیۃ کریمہ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَO حکایتیں کہتے رہو کہ لوگ کچھ تو سوچ بچار کریں۔ آغاز کلام فرمایااور غالباً تین سال قبل بمبئی میں منائے گئے یوم وصال حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے موقع پر ایک فی البدیہہ قطعہ پیش کیا تھا جو اتنا مقبول ہوا کہ موضوع سخن بن گیا۔

منار قصر رضا تو بلند کافی ہے
تم اسکے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلادو
فتاویٰ رضویہ تو اک کرامت ہے
ذرا حدائق بخشش ہی پڑھ کے دکھلادو

پیش کیا۔ ان اشعار کو سنتے ہی بڑا سکون اور کیف حاصل ہوتا ہے اور اپنے مرشدِ برحق حضور احسن العلماء کے مندرجہ ذیل اشعار دماغ میں گونجنے لگتے ہیں۔

جب بھی کوئی مرحلہ آکر پڑا
تونے عقدہ حل کیا احمد رضا
نعرہ ٔ شیرانہ جب گونجا ترا
قلب نجدی پھٹ گیا احمد رضا

اس کے بعد اعلیٰ حضرت کی نعت پاک کے چند اشعار جو حضور احسن العلماء کو بہت پسند تھے سنائے

آنکھیں رو رو کے سجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے تعلق سے ان کی سیرت سے متعلق چند باتیں بیان کیں۔ نام نہاد صوفیوں کی طرح طریقت کو شریعت سے کبھی الگ نہیں کرتے بلکہ صحیح معنوں میں شریعت پر عمل پیرا ہونے کا نام ہی طریقت ہے۔ فتنہ وشر سے سخت نفرت تھی اور ایسے موقعوں پر حکمت عملی اور تدبر سے کام لیتے تھے جیسا کہ ایک موقع پر کچھ شر پسندوں نے گندہ جانور کاٹ کر قریشیوں کی مسجد میں ڈال دیا تھا اور اس موقع پر حضرت والا نے وقت کی نزاکت کو سمجھ کر ایک بڑے فتنہ سے اہل مارہرہ کو بچایا تھا۔ حضرت والا بہت خلیق، نرم مزاج اور پریشانی اور مصیبت کے وقت مدد فرمانے والے تھے جیسا کہ ان کے عمل سے ثابت ہوا کہ جب بابری مسجد شہید کی گئی تو اس موقع پر فتنہ وفساد اور خوف وہراس کا ایک ماحول پیدا ہو گیا تھا اس وقت حضرت والا نے پناہ گزینوں کو پناہ دی اور ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کرایا۔ مسلمانوں اور عام لوگوں کی بھلائی کے واسطے امن کمیٹی قائم کرائیں ۔ آخر میں شرف ملت نے اپنی نعت پاک سنائی۔

نبض عالم میں رواں تیری حرات ہی تو ہے
یہ زمانہ تیرے ہونے کی بدولت ہی تو ہے

ناظم اجلاس کے اعلان کے مطابق سید ملت حضرت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور انہوں نے خطبہ ٔ مسنونہ کے بعد آیۃ کریمہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (کنزالایمان) تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت کی نعت پاک "لم یات نظیرک" کے چند اشعار پڑھے اس کے بعد حضرت شرف ملت نے جو نعت پاک سنائی تھی اور اس میں مقطع کا شعر نہیں ہوا تھا برجستہ مقطع پیش کیا۔

اچھے اشرف نے سنائی جو یہ نعت اشرف
صدقہ ٔ میم محمد میں یہ نعمت ہی تو ہے

اپنے حوالے سے اپنے چچامیاں حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے کئی واقعات جن کو کرامت بھی کہا جاسکتا ہے پیش کئے۔ فرمایا یوں تو حضرت والا کے سبھی تعویذ زود اثر اور کامیاب ہوتے تھے مگر بارش کا تعویذ کچھ زیادہ ہی یہ تعویذ حضرت والا نے مجھے عطا فرمایا اور میں نے اس کا استعمال گجرات کے ایک علاقہ میں جہاں بارش بالکل نہیں ہو رہی تھی اور لوگ قحط سالی کا شکار ہو رہے تھے کیا اللہ ورسول کے فضل وکرم سے وہاں خوب بارش ہوئی لوگوں کی بےچینی دور ہوئی اور کھیتیاں سیراب ہوگئیں۔

دوسرا واقعہ یہ بیان کیا کہ محترم جناب سید دلشاد حسین صاحب قادری برکاتی کے وطن علی آباد ضلع سلطان پور کے دوران قیام ایک مریض آسیب زدہ آگیا اور میں نے عمل سے اس کو اتار تو دیا مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ دن بہ دن کمزوری بڑھتی گئی اور سوتے وقت یہ محسوس ہونے لگا کہ میرے قریب کوئی سویا ہوا ہے مگر آنکھ کھول کر دیکھنے پر کوئی نظر نہیں آتا میری اس کیفیت سے میری اہلیہ بہت زیادہ پریشان ہوئیں انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ مارہرہ شریف جائیں وہاں ماموں جان (حضور احسن العلماء) موجود ہیں اور آستانہ میں مرشدان عظام کی نظر ہو جائیگی اور طبیعت اچھی ہو جائیگی میں مارہرہ شریف آیا اور جیسے ہی چچامیاں کی نظر مجھ پر پڑی انہوں نے فوراً پوچھا للا کیا بات تمہارا چہرہ پیلا کیوں پڑا ہے صحیح صحیح بتاؤ کوئی آسیب تو نہیں اتارا ہے میں ان کے سامنے انکار کیسے کرتا سارا واقعہ سنایا۔ سب سنتے

کے بعد اپنے طریقہ کے مطابق انہوں نے میرے اوپر دم کیااور ساتھ ہی ہدایت کی کہ اس طرح کے عمل مت کیا کرو بال بچوں والے ہو اور ہم ہر وقت تمہارے ساتھ رہتے نہیں ہیں اسی دن سے اس نظر نہ آنے والی بلا سے پیچھا چھوٹا۔ تیسرا واقعہ یہ بیان کیا کہ ڈاکٹر نے مجھے سخت پرہیز بتادیا اور سختی سے اس پر عمل کرنے کو کہا اور پرہیز نہ کرنے پر زیادہ نقصان ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا۔ ایک موقعہ پر چچا میاں کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا اور میں ڈر ڈر کر ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق پرہیزی چیزیں کھا رہا تھا۔ چچا میاں نے پوچھالالا کیا بات کھا کیوں نہیں رہے ہو میں نے کہا ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔ فرمایا ڈاکٹر پاگل ہے اور یہ کہہ کر غالبًا بریانی کی ڈِش میری طرف بڑھادی اور فرمایا کھاؤ میں حکم دیتا ہوں کھاؤ پھر کیا تھا میں نے ڈٹ کر بد پرہیزی کی اور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور پھر میں سب چیزیں کھانے لگا۔ آخر میں سید ملت نے صاحب عرس حضور احسن العلماء کی شان میں منقبت پیش کی۔

گل و گلزار قادریت باغ و بہارِ برکاتیت جانشینِ مرشدِ اعظم ہند امین ملت حضرت علامہ سید شاہ محمد امین میاں صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین درگاہِ برکاتیہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے حمد و صلوٰۃ کے بعد آیۂ کریمہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا (کنزالایمان) تلاوت فرمائی۔ اپنی عادت کریمہ کے مطابق کلام اعلیٰ حضرت۔

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

اور اس کے بعد کلام برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

پیش فرمانے کے بعد صاحبِ عرس حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ اور برکاتی مشن کا نچوڑ بہت ہی مختصر اور جامع انداز میں واضح فرمایا کہ اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نائب مطلق محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس طرح سے ماننا جو عین منشائے الٰہی کے مطابق ہے۔ اپنے تمام زائرین و متوسلین جو حاضر تھے ان کے لئے اور جو نہیں آسکے تھے ان کے لئے اور تمام مسلمانانِ عالم

کے لئے دعائیں کیں۔ صلوٰۃ وسلام ''مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پیش کیا گیا اور اس کے بعد فاتحہ قل ہوا اور جیسا کہ سب جانتے ہیں قل کا وقت بہت اہم اور دعاؤں کی مقبولیت کا وقت ہوتا ہے سبھی لوگوں نے اپنے اپنے دلی مقاصد کی دل ہی دل میں دعا کی اور صاحب سجادہ حضرت امین ملت نے اعلانیہ طور پر سب کے لئے اپنے قصبے اپنے ضلع اپنے صوبہ اپنے ملک اور تمام عالم اسلام کے لئے دعائیں کیں اور نعرہائے تکبیر ورسالت بلند کرائے۔ اس طرح یہ نورانی تقریبات اپنے اختتام کو پہنچیں۔ زائرین نے نماز ظہر ادا کی اور برکاتی تبرک گرم گرم تندوری روٹی، قورمہ، بریانی، توشۂ غوثیہ زردہ اور کھیر صرف تبرک کے طور پر ہی نہیں شکم سیر ہوکر تناول کیا اور اس طرح روحانی و جسمانی غذا کے ساتھ اللہ و رسول اور اپنے مرشدان عظام کے گن گاتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کو روانہ ہوئے۔ یہاں یہ اشعار مناسب معلوم ہوتے ہیں

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں اس کے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ وطفیل میں دعا ہے کہ میرے مرشد کا فیضان تاقیامت جاری و ساری رہے اور ان کا حسنی و حسینی چمن سدا سلامت رہے اور ان کے چمن کی ہر کلی پھول بن کر مہکے جس سے تمام سنی خصوصاً برکاتی مشک بار ہوتے رہیں۔ آمین آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ الکریم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

سگ بارگاہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ
محمد اکبر قادری برکاتی
۳ر اگست ۲۰۰۰ء

عرس سیدالعلماء حضور سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: سید سبطین حیدر قادری برکاتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله منشى الخلق من عدم ۔ ثم الصلوة على المختار فى القدم ۔ مولاى صل و سلم دائما ابدا على حبيبك خير الخلق كلهم ۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

مقام : مارہرہ مطہرہ

تاریخ : دس گیارہ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق گیارہ ستمبر ۲۰۰۰ء

موقع : عرس سیدالعلماء حضور سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہندوستان کی تاریخ یوں تو صوفیائے کرام رضی الرحمٰن عنہم اجمعین کے ایثار، دین متین کی اشاعت میں ان کی دن رات کی کاوشیں، ان کے کردارہائے کریمانہ کی بلند پایہ عکاسی سے بھری پڑی ہے لیکن بلا مبالغہ صوبہ یوپی کا ایک چھوٹا سا قصبہ جس کا نام مارہرہ ہے، ہندوستانی تاریخ میں ایک خاص مقام بنائے ہوئے ہے۔ کیوں نہ ہو؟ اس خطہ زمین کو رونق بخشنے والے کوئی عام انسان نہیں بلکہ عالم اسلام کی وہ اجاگر ہستیاں ہیں جو فرداً فرداً اپنے مقام پر کوہ معرفت نظر آتی ہیں۔ یوں تو ہمارے ملک میں چپہ چپہ پر اولیاء کرام علم توحید بلند کئے نظر آتے ہیں مگر ایسی بہت کم جگہیں ہیں جہاں ایک ساتھ سات اقطاب ایک ہی چھت کے نیچے آرام فرما ہوں۔ اقطاب بھی کیسے، جن کی بشارت تاجدار بغداد نے حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی کے ہاتھوں اپنی تسبیح کے سات منکے حضور شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کو بھجوا کر یوں کی تھی:

یہی پیام یہی رسالہ کہیو برکات مارہرہ والا

مارہرہ آنے والے زائرین ان اقطاب کا بھرپور فیض اٹھاتے ہیں یہ دراصل خاص فضل الٰہی سے عطا ہوتا ہے۔ جب اس کی رحمت جوش میں آتی ہے تو وہ اپنی مخلوق کے لئے ایسے وسائل پیدا فرما دیتا یہ کہ مانگنے والا مانگتے مانگتے تھک جائے مگر دینے والے کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے کو تقسیم کرنیوالے یہ اس کے پیارے حبیب ﷺ کے نائب کبھی نہ تھکیں یہی ہے وہ مارہرہ جہاں ایک جانب امام سلسلہ برکاتیہ صاحب البرکات حضور سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی و پیمی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہاتھوں سے فیض لٹاتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی فنا فیالغوث ابوالفصل شمس الدین آل احمد اچھے میاں تشنگان وحدت کو معرفت اور پھر حقیقت کا جام پلاتے ہیں۔ اور وہ بھی کسی لمبی چوڑی تقریر کے ذریعہ نہیں بلکہ ایک تنکے کو اس طالب حق کا وسیلہ بنا دیتے ہیں جس کے سہارے وہ اتنی بڑی مسافت بصد خوبی طے کر لیتا ہے۔ بریلی کے عاشق نے مارہروی محبوب کی اسی وجہ تو کچھ اس طرح مدح کی تھی

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا بول بالے مری سرکاروں کے

ایسے ہی آقاؤں کا ایک فرزند تھا جس کے بول واقعی دنیا جہاں میں کل بھی گونجا کرتے تھے اور آج بھی گونج رہے ہیں اس سپوت کا نام تھا سید آل مصطفیٰ جو دنیائے سنیت میں سیدالعلماء کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور اپنوں کے درمیان سید میاں کے پیار بھرے لقب سے۔

خانقاہ برکاتیہ میں چہل پہل یوں تو سال بھر ہی رہتی ہے لیکن اعراس کے دنوں میں یہاں کے انوار دوبالا ہو جاتے ہیں۔ نویں جمادی الاخریٰ سے ہی زائرین آنے شروع ہو گئے۔ رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر قادری برکاتی نوری نے مہمانوں کو ٹھہرانے کا خاطر خواہ بندوبست کر رکھا تھا۔

دس جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ۔ عرس سیدی برکاتی کی تقریب حسب معمولی قدیم بعد نماز فجر حلقہ قادریہ سے شروع ہوئی جس میں سید دلشاد حسین صاحب برکاتی اور مولٰنا بشیر احمد قادری برکاتی دام ظلہما علینا کی معیت میں یہ فقیر اور دیگر برکاتی احباب شریک ہوئے۔ سبحان اللہ رب العالمین کیا منظر تھا، صبح کی بھینی بھینی دھوپ، حضور صاحب البرکات کا نور و نکہت سے لبریز مواجہہ شریف، حضور اچھے میاں کا سرہانہ اور ان مرشدان عظام کا دامن تھامے ہوئے ذکر اثبات و نفی کرتے ہوئے ہم برکاتی غلام۔ واللہ العظیم، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

کچھ لمحات کے لئے وقت تھم سا گیا اور بس ہم ہیں اور ہمارے پیرانِ عظام۔ ابھی ہمارے جام خالی بھی نہیں ہو پاتے ہیں کہ مئے معرفت سے لبریز فرمادیتے ہیں اور ہماری پیاس بڑھتی ہی چلی جاتی ہے:

ساقی مرے ساغر کو لبالب بھردے　　رندوں سے بچاکراسے توسب بھردے
کب سے لئے بیٹھاہوں میں خالی ساغر　　فکر فردا پہ نہ کر غوراسے اب بھردے　　(سید میاں)

اور پھر یہ پیاس کیوں مٹے گی؟ یہ پیاس ہی تو تشنگان توحید کا اصل سرمایہ ہے۔ یہی پیاس تو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کی تفسیر صوفیانہ ہے۔ اسی پیاس کی شدت تو معرفت الٰہی کی طرف واصل ہوتی ہے۔ آؤ پروانو آؤ یہ وہ منزل ہے کہ جہاں جل جانا کمال عشق کی کسوٹی ہے: الرضا رضاۂ الامقصود الا اللہ ولا موجد الا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان متبرک کلمات سے زبان و قلب کو صاف کر کے سب لوگ درگاہ معلّٰی کے صحن میں قرآن خوانی کی غرض سے جمع ہو گئے۔ فقیر برکاتی نے بھی اس محفل سے تبرکات حاصل کئے پھر جلسے کی تیاریوں کے واسطے گھر لوٹا۔

صاحب سجادہ حضور سید ملت نے بارش کی وجہ سے تقریب کا اہتمام درگاہ شریف سے ملحقہ جدید عمارت کاشانہ برکات میں کروایا تھا۔ تقریباً گیارہ بجے حضور والد گرامی سید ملت، عمین مکرم حضور امین ملت، حضور شرف ملت، اور حضور رفیق ملت جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ راقم الحروف اپنے ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر تھا۔ برکاتیوں کے فرط عقیدت سے بھرپور نعروں نے ہمارا استقبال کیا۔ صبح کی محفل میں شریک ہونے والے علماء مولانا انوار احمد صاحب قادری (خلیفہ حضور سید ملت)، مولانا شہاب الدین (خلیفہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ) اور خطیب شہیر مولانا افتخار احمد صاحب تھے۔ صاحب عرس حضور سید العلماء کی علمی اور تبلیغی خدمات پر ان اصحاب فکر و نظر نے پر مغز تقریریں کیں۔ مولانا انوار احمد نے فرمایا کہ اچھے رضا پیارے رضا کے مسلک سے دنیا کو روشناس کرانے کا سہرا صرف اور صرف شہزادہ خاندان برکات حضور سید میاں علیہ الرحمۃ کے سر ہے۔ مولانا افتخار صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حضور سید العلماء کی پرورش جس ماحول میں ہوئی وہ زمینداری کا وہ روایتی ماحول تھا مگر ان کے مرشد نے انہیں زمین داری کی عیش پرستی نہیں سکھائی تھی بلکہ دین داری کی کٹھن ڈگر پر چلتے ہوئے لوگوں کے ایمان اور عقیدے کی حفاظت

کا درس دیا تھا۔

پھر حضرت رفیق ملت دام ظلہ العالی کی صاحب زادی سیدہ نور القمر عارفہ خاتون برکاتیہ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی مشہور زمانہ نعت شریف: سب سے اولیٰ اعلیٰ ہمارا نبی: پڑھی۔ نعت تو بہت لوگ پڑھتے ہیں لیکن چار سال کی بچی جو کلام الامام کو بکمال رعایت لغت اور بحسن ادائیگی الفاظ پڑھے تو واقعی لائق صد ستائش ہے اور برکاتیوں نے خوب سراہا بھی۔ اللہ تعالیٰ عارفہ خاتون کی عمر، صحت، علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ اپنے اجداد کے راستہ پر چلنے اور اس مقدس مسلک کی تشہیر واشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ ساتھ ہی برکاتی بہنوں کے علمی تعاون کا اسے ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبیالامین علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔

اس محفل میں مولانا بشیر احمد صاحب قادری برکاتی نے حضور صاحب عرس وجدنا الکریم علیہ الرحمہ کی پاک حیات اور دینی خدمات پہ ایک بڑی شاندار تقریر ارشاد فرمائی جس میں انہوں نے برکاتی احباب کو یہ بتایا کہ ’’ہمیں سنیت تو اعلیٰ حضرت نے دی مگر اعلیٰ حضرت ہمیں سید العلماء نے دیئے۔ یہ انہیں کی عطا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم اہلسنت کے حلقوں میں بلند نظر آتا ہے۔ تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے مولانا بشیر صاحب نے برکاتیوں کو ماضی قریب کے ان ایام کی سیر بھی کرائی کہ جب ممبئی نگری میں سنی جمیعۃ العلماء کی پہلی کانفرنس ہوئی اور اس تاریخی کانفرنس میں ہمارے اس مرشد نے ہمیں وہ تین نعرے عطا کئے کہ جن کی گرج آج بھی سنی حلقوں کی جان ہے یعنی:

۱ ...... غوث کادامن - نہیں چھوڑیں گے
۲ ...... خواجہ کاہندوستان - زندہ باد
۳ ...... مسلک اعلیٰحضرت - زندہ باد

پھر احقر راقم الحروف نے چند کلمات اپنے اجداد کی شان میں عرض کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت رفیق ملت نے قادری چشتی جام سے سامعین کو کچھ اس انداز سے مئے برکاتی پلائی کہ سبھی جھوم اٹھے۔ پھر حضرت شرف ملت نے اپنے گراں مایہ کلمات سے برکاتی غلاموں کی پیاس کو دوبالا کیا اور مشہور ہے۔

ع الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق

یہاں جس کی جتنی پیاس بڑھے گی اتنا ہی جام معرفت اس کے ہاتھ آئے گا۔ دل بھر جانے کے تصور سے تو برکاتی واقف تک نہیں۔

پھر حضرات سجادگان حضور سید ملت اور حضرت امین ملت نے اپنے غلاموں پہ کرم فرمایا اور محفل کا اختتام صلوٰۃ وسلام اور فاتحہ و شجرہ خوانی پہ ہوا۔ پھر برکاتی لنگر چلا تو اسم بامسمیٰ ثابت ہوا۔ ہمارے پیر برکت والے۔ برکتیں ان کی قدم بوسی کے واسطے شب وروز ان کے در پہ حاضر ہوتی ہیں۔

شام کو عصر کی نماز کے بعد گاگر چادر کا جلوس حضرت رفیق ملت، احقر راقم الحروف اور سید صاحب قبلہ کی معیت میں اپنی تمام نورانی شان وشوکت کے ساتھ درگاہ بڑے پیر کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں حضرت سید شاہ عبدالجلیل رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں چادر شریف کا خراج پیش کیا گیا۔ حضرت رفیق ملت مدظلہ نے شجرہ خوانی کی پھر درگاہ سرکار کلاں لوٹ آئے ۔وہاں جملہ بزرگوں کی خدمات میں زائرین کی جانب سے چادر شریف کے نذرانے پیش کئے گئے۔ پھر ہم نے مسجد برکاتی میں نماز مغرب باجماعت ادا کی۔

عشاء کی نماز کے بعد والد گرامی حضور سید ملت کے ساتھ ہم تمام اہل خاندان حضور اچھے میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے حجرۂ سجادگی میں داخل ہوئے۔ ایک عالم ہی نیا معلوم ہوتا ہے اس حجرے کے داخلی حصے میں۔ حجرۂ سجادگی تقریباً سات فٹ لمبا اور نو فٹ چوڑا ہے۔ لیکن روحانیت کے زاویہ سے اگر اس متبرک حجرہ پر نظر ڈالیں تو انسان کے مقرر کردہ پیمانوں میں کوئی ایسا پیمانہ ہاتھ نہ آئے گا جس سے آپ اس کی باطنی گہرائی کو ناپ لیں۔ یہ حضور اچھے میاں علیہ الرحمۃ کا مکان سجادگی ہے ۔ یہ وہی حجرہ ہے جہاں نہ جانے کتنے مجاہدات ہوئے، نہ جانے کتنوں کو راہِ سلوک کا شہسوار بنایا گیا۔ میں تو کہتا ہوں کہ کسی سے نہ پوچھو امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ سے ان کی آپ بیتی پوچھ لو۔ فرماتے ہیں:

نور جاں عطر مجموعہ آل رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

وہی امام احمد رضا جن کو اپنا جیسا بنانے کے بعد حضور آل رسول احمدی مطمئن ہوگئے کہ اب اپنے رب کی بارگاہ میں سرخ رو حاضر ہو جاؤں گا اور سوال ہوگا تو اپنے اس مرید بامراد کو پیش کردوں گا۔ بریلی کے اس خان زادے کو نبی کے خاندان کے ایک سپوت نے کچھ اس طرح انگلی پکڑ کر شریعت اور طریقت کے بیچ کی مسافت طے کرائی کہ جب رسوم بیعت سے فارغ ہوکر امام احمد رضا خان حجرے سے باہر تشریف لائے تو عالم اسلام کے افق پر اعلیٰ حضرت بن کر چمکے۔

سید آل رسول پاک کے فیضان سے
نوجواں احمد رضا خاں اعلیٰحضرت بن گیا

اللہ اکبر۔ یہ کیسا منظر ہمارے سامنے ہے؟ برکاتی مرشد ساغر و مینا لئے منتظر ہیں کہ آؤ میرے غلامو آؤ۔ ہم تمہیں تمہارے ظرف کے مطابق پلائیں۔

نعت ومنقبت کا سماں حجرے کے باہر جاری ہے اور حجرے میں تخت سجادگی پہ کھڑے ہوکر خلفاء اور اہل خاندان کے بیچ حضور والد گرامی نے خرقہ شریف زیب تن فرمایا۔ تبرکات تو کثیر ہیں لیکن اس شب حضرت والد صاحب نے حضرت سیدنا ستھرے میاں صاحب کا جبہ، حضور مہدی میاں صاحب کی عبا، حضور سید شاہ حمزہ کی سیلی، حضور اچھے میاں صاحب اور سرکار کلاں حضرت سیدنا شاہ آل محمد صاحب کی کلاہ شریف زیب تن فرمائی۔ اور پھر حضور سید شاہ عبدالجلیل کا عمامہ باندھا کہ جس کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ یہ حضور میر عبدالجلیل کو حضرت خضر علیہ السلام نے عطا کیا تھا۔ واللہ العظیم۔ صاحب سجادہ کو اس نوری درویشانہ لباس میں دیکھ کر ہم اپنے آپے میں نہ رہے۔ ایک ساتھ اتنے بزرگوں کا مظہر نظر آرہے ہیں کہ کبھی حضور شاہ حمزہ کی زیارت ہوتی ہے تو کبھی حضور اچھے میاں کی۔ تو کبھی حضور سید العلماء کی طرح ایک بارعب فقیر نظر آتے ہیں۔ ہم برکاتیوں کی تو بن آئی تھی۔ پھر حلقہ میں حضور صاحب سجادہ کو ہم لوگ درگاہ معلی لے گئے۔ میں صحن میں کھڑا رہا۔ والد ماجد حضور سید العلماء کی مزار پاک پر بغرض مراقبہ حاضر ہوئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تشریف لائے اور ہم انہیں لے کر جلسہ گاہ میں حاضر ہوئے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب بھی تشریف لا چکے تھے۔ جلسے کا آغاز حسب معمول کلام پاک کی تلاوت اور نعت خوانی سے ہوا جس کے بعد مواعظ حسنہ شروع ہوئے۔ ٹھیک گیارہ بج کر چالیس منٹ پر صاحب سجادہ کی ایماء پر میں نے فاتحہ خوانی کی اور حضور سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک کو ایصال ثواب کیا۔ اس طرح ہم برکاتیوں کی نوری محفل رات کے تقریباً ڈھائی بجے تک چلی اور برکاتی مستانے پوری طرح سے فیوض و برکات سے مالامال ہوتے رہے اور دامن مراد کو بھرتے رہے۔

دوسرے دن یعنی گیارہ ستمبر ۲۰۰۰ء کی محفل بھی حلقہ قادریہ سے شروع ہوئی۔

اس مرتبہ قل کی محفل درگاہ شریف کے سائبان میں منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا عبدالحق صاحب مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ کی تقریر نے جان ڈال دی۔ اس مجلس میں بالخصوص حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب رضی ربہ عنہ کی کمی بہت محسوس کی گئی کیوں کہ خانقاہ کی روایتوں میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اعراس کی اختتامی محفل میں حضور شارح بخاری برکاتیوں کو خطاب فرماتے۔ رہے نام اللہ کا۔ **و یبقی وجه ربك ذوالجلال والكرام۔**

اس دن راقم الحروف نے اپنے لئے ایک لازمی امر یہ جانا کہ روایت حدیث کرنے میں لوگوں کی غیر محتاط روش پر مناسب تنبیہ کردی جائے اس لئے مرقاۃ المفاتیح کی عبادت الحدیث بلافقہ ضلالۃ کو موضوع بناکر فقیر نے اصول حدیث اور راویان حدیث کی احتیاط کے چند پہلو سامعین کے سامنے بیان کئے اور ساتھ ہی ساتھ منجملہ برکاتیوں کو یہ تنبیہ بھی کہ بلا تحقیق حدیث بیان کرنے سے پرہیز کریں۔ سجادگان اور دیگر علماء کے نورانی بیانات کے سائے میں محفل اپنے اختتام کو پہنچی حتی کہ وہ ساعت، وہ گھڑی آپہنچی جس کا سب کو انتظار تھا یعنی زیارت آثار شریفہ۔ حضور پرنور ﷺ کا موئے مبارک شریف (جو میرے والد ماجد کی ذاتی ملکیت میں ہے)، سرکار دوعالم ﷺ کی مزار اقدس کا ایک پتھر، مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے قدم اقدس کا نشان، حضور غوث اعظم کی مزار انور کی اصل چادر شریف اور حضور صاحب البرکات کے زمانے کے کتابت شدہ قرآن عظیم کی زیارت کرائی گئی۔

یہ تھی روداد عرس سیدی برکاتی کی۔ وہ عرس برکاتی جو شریعتی رنگ اور طریقتی نکھار لئے ہوئے ہر سال برکاتی متوسلین کی زندگی میں موسم بہار کر تشریف لاتا ہے اور ان کی روحانی فرحت اور تسکین قلب کا سامان فراہم کرتا ہے۔

اے خدا قادری میخانہ سلامت رکھنا
مئے بغداد چھلکتی رہے پیمانوں میں

اللهم اجعل اعمالنا خالصاً لوجهك الكريم واليك نرجع عليك التكلان يا ارحم الرامين۔ اللهم ارزقنا شفاعه حبيبك الكريم واجعلنا من عبادك الصالحين آمين يا رب العلمين بجاه النبى الامين الكريم عليه وعلى آله و صحبه افضل الصلوة والتسليم۔

سرکارِ مارہرہ حضور احسن العلماء کے اعراس ممبئی میں

محمد اکبر قادری برکاتی

آنکھوں میں بس گئی ہے صورت حسن میاں کی
دل میں سماگئی ہے الفت حسن میاں کی

سرکار مارہرہ شیخ المشائخ احسن العلماء حضرت علامہ حافظ قاری مفتی سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قدس سرہ کا عرس مبارک خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ میں اصل تاریخوں پر تمام دینی شان و شوکت کے ساتھ ہر سال ۱۴، ۱۵ ربیع الآخر کو منعقد ہوتا ہے۔ امسال کے عرس کی روداد شامل رسالہ ہے۔ گجرات، افریقہ، کان پور، کراچی اور اترپردیش کی بہت سی بستیوں میں جہاں جہاں سلسلۂ برکاتیہ کے مریدین ہیں، اپنے اپنے طور پر وصال کی تاریخ یا دیگر مناسب تاریخوں پر اپنے مرشدِ برحق کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ممبئی میں ان کے مریدوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ خاندان کے خاندان، قبیلے کے قبیلے ان کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ ظاہر ہے کہ ممبئی کے تمام مرید مارہرہ مطہرہ جاکر عرس احسن العلماء میں بوجوہ حاضر نہیں ہوپاتے۔ وہ اپنے دل کے حوصلے ممبئی میں حضور احسن العلماء کا عرس منعقد کرکے نکالتے ہیں۔ مندرجہ ذیل روداد انہیں عرسہائے مبارک کی ہیں۔

عرس احسن العلماء منارہ مسجد، ممبئی ۱۶ر ستمبر ۲۰۰۰ء بروز سنیچر

حضور احسن العلماء علیہ رحمتہ و رضوان کا عرس پاک ۱۰ بجے شب کے بعد یعنی نماز عشاء کے بعد شروع ہوا۔ سب سے پہلے قرآن خوانی ہوئی۔ ممبئی کے بیشتر علماء کرام، مفتیان عظام، حفاظ کرام، ائمہ مساجد اور شعرائے اسلام اپنے ممدوح کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضر تھے۔ مارہرہ مطہرہ سے جانشین حضور احسن العلماء، امین ملت ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں مدظلہ العالی، صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ منتظمین کے شدید اصرار پر تشریف لائے۔ ان کا قیام ستار بھائی برکاتی کے مکان بائلی والا مینشن، میمن اسٹریٹ میں رہا۔ شاہ زادہ حضور سید العلماء سید ملت حضرت سید حسنین میاں نظمی مدظلہ العالی سجادہ نشین

خانقاہ برکاتیہ کے دولت کدے پر اہل خاندان جمع ہوئے اور وہاں سے منارہ مسجد کی طرف یہ نورانی قافلہ چلا۔ مینارہ مسجد میں کثیر در کثیر مجمع تھا اپنے مرشدزادوں کو دیکھ کر مجمع نے خلوص دل اور اپنے پورے ولولے اور جوش کے ساتھ استقبال کیا اور نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت سے مسجد گونج اٹھی۔ علامہ مفتی محمود اختر قادری مصباحی، مولانا مقصود علی خاں صاحب زادہ حضور محبوب ملت اور مفتی زبیر احمد کے بیانات ہوئے۔ نعت و منقبت کے نذرانے پیش کئے گئے۔ بعدہ مولانا سبطین حیدر قادری برکاتی، شہزادہ حضور سید ملت نے خطاب کیا اور اچھی اچھی باتیں سمجھا سمجھا کر بیان کیں۔ پھر صاحب زادہ حضور احسن العلماء شرف ملت سید محمد اشرف قادری برکاتی نے حمد و نعت کے بعد چند کلمات پیش کئے اور نعت و منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ بعدہٗ حضور سید ملت مدظلہ نے خطاب فرمایا اور نعت و منقبت کا مسحور کن نذرانہ پیش کیا۔ آخر میں جانشین حضور احسن العلماء حضرت امین ملت مدظلہ نے مذہب اہلسنت، مسلک اعلیٰ حضرت، مارہرہ اور بریلی کے روابط اور کچھ روایتیں بیان فرمائیں اور فرمایا کہ اس دور پر فتن میں مذہب اہلسنت کا علم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔ جو ان سے محبت رکھے گا وہی سچا سنی کہلائے گا اور اسی کو مارہرہ کے مشائخ بھی اپنا سمجھیں گے۔

حضور امین ملت مدظلہ نے بکمال کرم حضرت علامہ مفتی محمود اختر صاحب قبلہ کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ جدیدیہ کی خلافت عطا فرمائی اور اپنے پاس بلا کر بکمال شفقت ان کے سر اقدس پر صافہ باندھا۔

صلوٰۃ وسلام کے بعد حضور سید ملت مدظلہ نے قل اور شجرہ طیبہ پڑھا۔ حضرت امین ملت مدظلہ سے ملنے اور دست بوسی کرنے کے لئے مجمع برقرار تھا۔ اس لئے پورے نظم و ضبط کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ امین ملت مدظلہ منبر مسجد پر جلوہ افروز ہو گئے اور احباب و متوسلین قطار بنا کر ایک ایک کرکے ان کی دست بوسی کر کے تبرک حاصل کر کے رخصت ہوئے۔ عرس کا یہ پروگرام مختصر کرنے کی کوشش کے باوجود ساڑھے تین بجے شب تک جاری رہا۔ خانوادۂ برکات کے بچوں میں سید ذوالفقار حیدر اور سید نبیل اشرف سلمہم بھی موجود تھے۔ نظامت کے فرائض صاحب زادہ محبوب ملت یعنی حضرت علامہ مولانا منصور علی قادری برکاتی امام و خطیب سنی بڑی مسجد نے عمدہ طریقے سے ادا کئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اعراس کی محفلوں کو

یوں ہی سجواتا رہے اور فیضانِ برکات کا دریا ایسے ہی رواں دواں رہے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔ فعال منتظمین میں عزیز سنی برکاتی، امتیاز بھائی برکاتی، فاروق برکاتی، اقبال بھائی برکاتی بٹانے والے اور فاروق سوریا کے علاوہ مدن پورہ سے ہاشم بھائی برکاتی اور سراج بھائی برکاتی اور ابراہیم بھائی برکاتی مچھی والے شامل تھے اور یوں تو بیشتر حاضرین خود کو مہمان نہ سمجھ کر میزبان کی حیثیت سے عرس مبارک میں شریک تھے۔ فلحمد للہ۔

عرس احسن العلماء سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں

حضرت امین ملت مدظلہ کو عرس قاسمی برکاتی کے انتظام کے سلسلے میں مارہرہ شریف جلد پہنچنا تھا لیکن مدن پورہ کے احباب اور دیگر احباب کے اصرار پر انہوں نے عرس احسن العلماء قدس سرہ کے لئے سنی بڑی مسجد مدن پورہ کے واسطے ۱۶؍ جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ بروز منگل کی تاریخ دی۔

بمبئی کے مشاہیر علماء کرام، مفتیان عظام، حفاظ کرام، شعرائے اسلام اور کثیر تعداد میں مریدین مسجد میں جمع ہو چکے تھے۔ حضور سید ملت مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ اور مولانا سید سبطین حیدر کی آمد پر نعرہ استقبالیہ بلند ہوئے۔ پھر سید شاہ نجیب حیدر میاں قادری برکاتی نوری نائب سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور شرف ملت سید محمد اشرف میاں قادری برکاتی تشریف لائے اور نعرۂ استقبالیہ سے ان کو خوش آمدید کہا گیا۔ حضور امین ملت قرب و جوار میں متوسلین کے گھروں پر دو دو منٹ کے واسطے اصحابِ خانہ کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ سب سے آخر میں وہ تشریف لائے اور نعرہائے تکبیر و رسالت سے سنی بڑی مسجد کا صحن گونج اٹھا۔ قرآن خوانی پیشتر ہو چکی تھی۔ اب صاحب زادہ حضور محبوب ملت یعنی فاتحِ کرناٹک علامہ منصور علی خاں صاحب مدظلہ خطیب و امام سنی بڑی مسجد کی زیر نظامت جلسہ باضابطہ شروع ہوا۔ حسنِ اتفاق سے خانوادہ اعلیٰ حضرت کے صاحب زادے حضرت علامہ جمال رضا خاں صاحب، خلیفہ حضور احسن العلماء قدس سرہ بھی تشریف لے آئے تھے۔ علامہ مفتی محمود اختر صاحب اور علامہ سید عبدالجلیل امام و خطیب مسجد عبدالسلام بھی موجود تھے۔ وعظ کی محفل کو علامہ مقصود علی خاں صاحب زادہ محبوب ملت قدس سرہٗ اور مولانا شرافت صاحب برکاتی نے سجایا۔ ان دونوں حضرات نے حضور احسن العلماء کے وہ واقعات اور کرامتیں بیان فرمائیں جن کو ان حضرات نے بچشمِ خود دیکھا تھا۔ بعدہ مولانا

سبطین حیدر میاں نے نپے تلے الفاظ میں اپنے دادا حضور احسن العلماء قدس سرہ کو نذرانۂ عقیدت پیش کیا اور اصلاحی باتیں بیان فرمائیں۔ ان کے بعد علامہ جمال رضا خاں مدظلہ نے اپنے مخصوص انداز میں مارہرہ مطہرہ اور بریلی شریف کے دیرینہ روابط کا ذکر کیا اور حضور احسن العلماء کے جمال و کمال کے واقعات بہت دلنشین انداز میں سنائے۔ اب ناظم جلسہ نے حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر قادری برکاتی نوری نائب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کو دعوت دی۔ رفیق ملت کا ممبئی میں یہ پہلا خطاب تھا۔ مجمع ان کو سننے کا بہت مشتاق تھا۔ رفیق ملت نے مجمع کی امیدوں کو ہی پورا نہیں کیا بلکہ واضح الفاظ میں لوگوں کو عرس کی غایت، مذہب اہلسنت کا مطلب اور اعلیٰ حضرت سے محبت کا مطلب سمجھایا۔ مجمع جھوم جھوم اٹھا۔ مجمع سے احکام خدا اور رسول کی پابندی کا وعدہ لے کر رفیق ملت نے بیان کو مکمل کیا۔ بعدہ شرف ملت سید محمد اشرف قادری برکاتی خلف و خلیفہ حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ و خلیفہ حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ نے حمد و نعت کے بعد بتایا کہ خانوادہ برکاتیہ کے صاحب زادگان کے پاس ان کے بزرگوں سے طریقت کے چودہ سلسلے رائج چلے آرہے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک سلسلہ اور بھی ہے جو بزرگوں سے لے کر اب تک متصل و متواتر ہے اور وہ سلسلہ ہے حضرت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت سے **محبت** کا سلسلہ۔ میں اس سلسلے کی خلافت تمام مجمع کو تقسیم کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنی وہ منقبت پڑھی جس میں حضور احسن العلماء کا سراپا اور سیرت بیان ہوئی ہے۔ مجمع کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اب ناظم جلسہ نے حضرت سید ملت سید آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی سجادہ نشین درگاہِ برکاتیہ کو تکلیف سخن دی۔ حضرت سید ملت نے نہایت ولولے کے ساتھ اپنے عم محترم یعنی صاحب عرس حضور احسن العلماء علیہ رحمت و رضوان کے واقعات سنائے۔ اور پھر نہایت جوش و عقیدت اور ایک مخصوص حال کی کیفیت میں اپنی نظم جو ذکرِ الٰہی سے مملو ہے یعنی **لاتنسیٰ ذکر اللہ** جھوم جھوم کر سنائی اور مجمع کو اپنی آواز میں آواز ملانے کی دعوت دی۔ یہ نظم بہت پسند کی گئی۔

بعدہٗ حضرت امین ملت جانشین حضور احسن العلماء و سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے اپنے مخصوص والہانہ انداز میں جلسے کو خطاب کیا اور سمجھایا کہ "مسلک اعلیٰ حضرت" کا مختصراً مطلب ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس انداز میں عزت اور محبت

کرنا جو منشائے الٰہی کے عین مطابق ہو۔" مجمع اس تشریح پر جھوم جھوم اٹھا۔

حضرت امین ملت نے نہایت جوش و ولولے کے ساتھ بزرگانِ دین، مشائخ مارہرہ اور اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے حوالے سے پرجوش طویل بیان کیا جسے جلسے میں حاضر تمام افراد نے وجد کے عالم میں سنا۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت سید ملت مدظلہ نے فاتحہ اور شجرہ طیبہ پڑھا۔ یہاں بھی مجمع کے وفورِ جوش و محبت کو دیکھ کر امین ملت مدظلہ سے کہا گیا کہ وہ منبر پر تشریف رکھیں تاکہ مریدین و متوسلین دست بوسی کا شرف حاصل کر لیں۔ یہ جلسہ بھی شب ساڑھے تین بجے اختتام پذیر ہوا۔

منتظمین میں ہاشم بھائی برکاتی، سراج برکاتی، سلیم برکاتی، انور بھائی برکاتی، شکیل برکاتی اور ابراہیم بھائی برکاتی مچھی والا وغیرہ پیش پیش تھے۔ خدا تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کے صدقے میں اپنے محبوب کے اعراس کی محفلوں کو ان کے چاہنے والوں سے سجواتا رہے اور تمام مسلمانانِ اہلسنت کو ایمان، صحت اور عمر طویل کے ساتھ خوش حالی اور اخلاق کریمہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ

حضرت امینِ ملت مدظلہ کے تبلیغی دوروں کی اجمالی روداد

محمد اکبر قادری برکاتی

مذہب اہلسنت، مسلک اعلیٰ حضرت اور سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے فروغ کے لئے صاحب سجادہ امین ملت ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب نے ملک و بیرون مملک کے متعدد سفر کئے ۔ ذیل میں ان اسفار کی مختصر روداد لکھی جارہی ہے تاکہ برادران سلسلہ کو تبلیغی سرگرمیوں کی جانکاری رہے۔

۲۹-۳۰-۳۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو عرس قاسمی منعقد ہوا۔ بیرونی مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد صاحب سجادہ نے تبلیغی سفر کا آغاز کیا۔ ۸ر نومبر ۱۹۹۹ء کو مارہرہ مطہرہ سے حاجی محمد عیسیٰ برکاتی اوران کے صاحبزادے کے ساتھ کانپور کے لئے روانگی ہوئی۔ ۹ر نومبر کو دارالعلوم احسن المدارس جدید کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں حضرت والا نے شرکت فرمائی اور رات کو کانپور میں قیام کیا۔ ۱۲ر نومبر کو الہ آباد میں اطلاع ملی کہ حضرت حق بنارسی کانپور سے انتقال فرماگئے۔ حضرت دوپہر کو ساڑھے بارہ بجے کانپور آگئے۔ جمعہ کی نماز بابوپورہ کی مسجد میں پڑھائی۔ اسی دوران حضرت حق بنارسی کا جنازہ بھی آگیا ان کے ورثاء کے اصرار پر نماز جنازہ کی امامت صاحب سجادہ نے کی اور تدفین میں شرکت کی۔ فاتحہ کے بعد حضرت صاحب برادر طریقت بدرالدین جلال الدین برکاتی، معین الدین برکاتی اور منا برکاتی کے گھر تشریف لے گئے۔ رات کے کھانے پر برادرم عبدالسمیع برکاتی نے مدعو کیا تھا وہاں شرکت فرماکر معین الدین، جلال الدین اور اختر برکاتی کی معیت میں بلہور کے لئے روانگی ہوئی۔ جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں حضور والا نے شرکت کی ۔ حضرت مفتی عنایت احمد صاحب، حضرت قاری عبدالسمیع صاحب مفتیٔ اعظم کانپور، حضرت سید طاہر میاں صاحب سجادہ نشین بلگرام شریف بھی تشریف فرماتھے۔ صبح صادق کے وقت جلسے کا اختتام ہوا۔ نماز فجر کی ادائیگی

کے بعد ۵ بجے صبح بلہور سے روانگی ہوئی۔ اور ۱۰ بجے علی گرھ آگئے۔ اس دوران حضرت صاحب نے کئی جگہ جلسوں میں خطاب کیا۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری رہا اور تعویذات وغیرہ بھی عطا فرمائے۔

۱۴ر نومبر ۱۹۹۹ء کو حضرت صاحب علی گڑھ سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے ۔ فاتحہ عرض کرنے کے بعد بریلی شریف کیلئے روانہ ہوئے ۔ شام ۶ بجے شاہجہاں پور پہنچے ۔ حافظ فراست اللہ خاں صاحب محلّہ ایمن زئی جلال نگر کے دولت کدے پر قیام ہوا۔ رات کو بعد نماز عشاء جلسہ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز ہوا۔ جس میں صاحب سجادہ نے مفصل خطاب فرمایا۔ ۱۵ر نومبر کی صبح شاہجہاں پور سے روانگی ہوئی۔ بریلی شریف اور بدایوں شریف حاضری دیتے ہوئے شام کو علی گڑھ آگئے۔

۱۶ر نومبر ۱۹۹۹ء کی سہ پہر یامین برکاتی صاحب کے ساتھ سرائے ترین روانگی ہوئی۔ رات کو مدرسہ فیض العلوم سرائے ترین کا جلسۂ دستار بندی منعقد ہوا۔ برادران اہلسنت اور وابستگان سلسلۂ عالیہ کی کثیر تعداد شریک اجلاس تھی۔ صاحب سجادہ نے سرور عالم ﷺ کی محبت پر نہایت عمدہ خطاب فرمایا اور تعلیم کی اہمیت پر زور دیا۔ فارغین کی دستار بندی کے بعد ۱۷ر نومبر کو صبح ۴ بجے مراد آباد ہوتے ہوئے دوپہر ایک بجے کانپور آگئے۔

برادرم شمس الزماں برکاتی کے ساتھ چوراچوری ایکسپریس سے مئو کے لئے روانگی ہوئی۔ ۱۸ر نومبر کو علی الصبح ۳ بجے مئو پہنچے۔ اسٹیشن پر مولوی وحیدالحق صاحب موجود تھے دیگر احباب بھی تشریف فرماتھے۔ ان سب کے ساتھ گھوسی روانہ ہوئے اور ڈاکٹر محب الحق صاحب کے دولت کدے پر قیام پذیر ہوئے۔ ناشتے وغیرہ سے فراغت کرکے جامعہ شمس العلوم حاضری ہوئی۔ گھوسی میں عصر حاضر کے بہت بڑے عالم صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا آستانہ پاک ہے۔ صاحب سجادہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ اور بڑے ابا حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ سے بے شمار بار صدرالشریعہ کا تذکرہ سنا ہے اس وقت خوش قسمتی سے گھوسی میں ہوں لہٰذا حضرت کے مزار مبارک پر فاتحہ عرض کرنا لازمی ہے۔ گھوسی سے رخصت ہوکر ہمراہیان کے ساتھ اوری کے لئے روانگی ہوئی رات کو دارالعلوم کا جلسۂ دستار بندی میں شرکت فرمائی۔ فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، مولانا عبیداللہ خاں اعظمی، سربراہ اعلیٰ حضرت مولوی عبدالحفیظ صاحب، مولانا شمس

الدین صاحب بہرائچی سے ملاقات ہوئی۔ فارغین کی دستار بندی کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ ۱۹ر نومبر کو اوری سے ردولی شریف کے لئے روانگی ہوئی۔ کچھوچھ شریف میں حضرت سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارکہ مرجع خلائق ہے۔ جناتی اثرات اور آسیب کے علاج کیلئے اطراف وجوانب سے بے شمار حاجت مند وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ مارہرہ مطہرہ سے کچھوچھہ مقدسہ کو ایک خاص نسبت یہ بھی ہے کہ ہم شبیہہ غوث اعظم حضرت سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ، خاتم الاکابر حضرت شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ تاجدار مارہرہ کے آخری خلیفہ تھے۔ خاتم الاکابر نے حضرت اشرفی میاں صاحب کی خلافت سے نوازنے کے ساتھ ساتھ مخصوص خاندانی دعاؤں کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ حضرت امین ملت نے خانقاہِ مبارکہ پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کا نذرانہ پیش کیا اور وہاں سے ردولی شریف روانہ ہوئے دوپہر ایک بجے ردولی شریف پہنچے۔ جمعہ کی نماز ادا کی۔ رات کو دارالعلوم مخدومیہ کا سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا قمر الزماں اعظمی، مولانا عبدالمصطفیٰ حشمتی اور دیگر علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ خانقاہ مخدومیہ کے صاحب سجادہ نے منبر صدارت کو رونق بخشی۔ کانپور سے برادران طریقت عنایت اللہ برکاتی جلال الدین برکاتی معین الدین برکاتی وغیرہ شریک ہوئے۔

۲۰ر نومبر کی صبح ردولی شریف سے کانپور کے لئے روانگی ہوئی۔ مری ایکسپریس سے دوپہر ۲ بجے راورکیلا کے لئے روانگی ہوئی۔ برادر طریقت شمس الزماں برکاتی بھی شریک سفر تھے۔ ۲۱ر نومبر کو دوپہر ایک بجے ٹاٹا نگر پہنچے۔ دوسری ریل میں بیٹھ کر شام پونے چھ بجے راورکیلا آگئے۔ اسٹیشن پر برادران اہلسنت ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے جلوس کی شکل میں صاحب سجادہ حضور امین ملت کو قیام گاہ تک لایا گیا۔ رات کو مدرسہ مفتاح العلوم کا سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ ۲۲ نومبر کو راورکیلا میں قیام رہا بہت سے احباب کے گھروں پر تشریف فرما ہوئے سلسلے کا اجراء ہوا۔ ۲۳ نومبر کو صبح ۸ بجے اُتکل ایکسپریس سے آگرہ کے لےء روانگی ہوئی۔ ۲۴ر نومبر کو صبح ۱۰ بجے آگرہ کیٹ پہنچے۔ ایک بجے دوپہر علی گڑھ آگئے۔

۲۶ر نومبر ۱۹۹۹ء کو حضرت امین ملت آگرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ملکو گلی تاج گنج میں منا قریشی صاحب کے گھر قیام ہوا۔ رات کو مدرسہ برکات اسلام میں جلسہ دستار بندی ہوا جس میں حضرت مفتی مظفر احمد صاحب داتا گنجوی اور مولانا فصیح مجیبی جلوہ افروز ہوئے۔ ۲۷ر نومبر

کو صبح ۴ بجے علی گڑھ کے لئے روانگی ہوئی۔

۲۹ر نومبر کو ولی عہد سجادہ سید امان میاں صاحب کے ساتھ حضرت امین ملت آگرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر آگرہ کے متعدد احباب ملے۔ شام کو پونے چھ بجے گوا ایکسپریس سے ہبلی کے لئے روانگی ہوئی۔ ہبلی میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا گیا یہ جس میں شرکت کیلئے حضرت صاحب ہبلی جا رہے ہیں۔ دوران سفر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، مولانا یاسین اختر مصباحی صاحب، ماہنامہ اشرفیہ کے مدیر مولانا مبارک حسین مصباحی، حضرت مفتی محمد اسلم صاحب مظفر پوری سے ملاقات ہوئی۔ یہ سب حضرات بھی کانفرنس میں شرکت کرنے ہبلی جا رہے ہیں۔ یکم دسمبر کی صبح ہبلی پہنچے۔ کرناٹک کے وزیر عبدالحکیم ہنڈسگیری صاحب کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے بہت سے علماء تشریف لائے ہیں خصوصاً جانشین مفتی اعظم ہند حضرت مولانا اختر رضا خاں ازہری میاں اور شیخ العلماء کے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا غلام ربانی فائق صاحب۔ ڈاکٹر حسن رضا خاں صاحب مفتی مطیع الرحمان صاحب وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

۲ر دسمبر کو تعلیمی بورڈ کی میٹنگ ہوئی کیرالہ سے حضرت مولانا شیخ ابو بکر صاحب، جامعہ سعدیہ سے حضرت شیخ عبدالقادر موسلہار اور مولانا شاہ الحمید صاحب کے اسمائے گرامی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ رات کو امام احمد رضا کانفرنس کا آخری اجلاس ہوا جس میں حضرت امین ملت نے امام احمد رضا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اہمیت پر خصوصی خطاب فرمایا۔

۳ر دسمبر کو صاحب سجادہ نے نماز جمعہ کی امامت کی۔ شام کو داون گیری کے دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رضا نگر کے جلسۂ دستار بندی میں شرکت کرنے کے لئے روانگی ہوئی۔ مولوی حنیف رضا صاحب مہتمم کی نگرانی میں دیر رات تک جلسہ جاری رہا۔

۴ر دسمبر کی صبح داون گیری سے ہبلی واپس آئے۔ دوپہر کو حضرت ازہری میاں صاحب، مولوی شہاب الدین ایڈیٹر سنی دنیا اور حضرت سمنانی میاں صاحب کے ساتھ ہاسپیٹ کیلئے روانگی ہوئی رات کو ہاسپیٹ پہنچے۔ عید گاہ کے وسیع میدان میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے کا انعقاد کیا گیا۔

۵ر دسمبر کو صبح بھدراوتی کے لئے روانگی ہوئی۔ راستے میں ہانگل شریف حضرت مولانا مقبول احمد علیہ الرحمۃ کے آستانے پر حاضری ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں برادران اہلسنت نے

حضور امین ملت کا خیر مقدم کیا۔ مفتی محمد ابراہیم صاحب مقبولی اور ان کے برادران نے خصوصی کرم فرمائیاں کیں۔ عبدالحکیم صاحب ہنڈسکیری وزیر محنت حکومت کرناٹک کے بہنوی بڈھن صاحب نے منڈگوڈا میں نیاز کا انتظام کیا تھا۔ حضرت امین ملت نے انکی خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ رات کو بھدراوتی پہنچے اور برادر طریقت عبدالجلیل برکاتی کے دولت کدے پر قیام پذیر ہوئے۔

۶/ردسمبر کو دوپہر میں معروف نعت خواں جناب مناظر بدایونی کے ہمراہ بنگلور کے لئے روانگی ہوئی۔ رات ۸/ بجے بنگلور آگئے اور حضور صاحب سجادہ نے اپنے علی گڑھ کے ساتھی محمد علی فاروقی صاحب کے دولت کدے پر قیام کیا۔

۷/ردسمبر کی صبح ۸ بجے سہارا ایرویز سے مع مناظر بدایونی صاحب بمبئی روانگی ہوئی۔ ایر پورٹ پر بہت سے احباب موجود تھے عبدالعزیز سنی، مشتاق سورتی، امتیاز برکاتی وغیرہ نے گل پوشی کی۔ شام کو برادر طریقت افضل کوڑیا کے ایصال ثواب کے لئے قبرستان حاضری ہوئی وہاں سے برادر طریقت توفیق کوڑیا کے گھر گئے اور رات کو باٹلی والا مینشن میں پہنچ گئے۔ ۸/ردسمبر کو بمبئی میں قیام رہا۔ بے شمار احباب بغرض ملاقات تشریف لائے۔ ۹/ردسمبر کی دوپہر انڈین ایرلائن کے طیارے سے دہلی روانگی ہوئی۔ ۳/ بجے سہ پہر امین ملت دہلی پہنچ گئے اور رات کو علی گڑھ پہنچ گئے۔

چھترپور مدھیہ پردیش کے وابستگان سلسلہ کے شدید اصرار پر حضرت امین ملت نے چھترپور کے تبلیغی دورہ کا ارادہ کیا۔ حضرت والا کے برادر اوسط سید محمد افضل میاں چھترپور میں ایس ایس پی ہیں۔ حضرت صاحب ۱۹/ردسمبر کو آگرہ سے دوپہر ایک بجے بذریعہ طیارہ کھجوراہو کے لئے روانہ ہوئے ہوائی اڈے پر افضل میاں اور ان کے صاحبزادے سید برکات حیدر مع احباب موجود تھے وہاں سے سہ پہر میں چھترپور آگئے اور افضل میاں کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ احباب طریقت سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ مفید دینی مذاکرات کا دور چلتا رہا۔ احباب کی دعوت پر ۲۲/ردسمبر کو پرانی عیدگاہ، مسافر خانہ اور رضا ہال دیکھنے گئے۔ برادر طریقت صغیر احمد صاحب اور نثار صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ چھترپور کے قریبی قصبہ گڑھی ملہرہ کا دورہ ۲۳/ردسمبر کو ہوا واپسی میں مشہور معالج چشم ڈاکٹر سڈن صاحب کے فارم ہاؤس پر رات کو دعوت ہوئی۔ حضور صاحب سجادہ نے نماز جمعہ کی امامت جامع مسجد میں کی اس کے بعد مدرسہ

جماعتیہ تشریف لے گئے۔ قریبی قصبہ نوگاؤں میں حضرت منظور احمد قدس سرہ کے عرس میں حاضری ہوئی۔ ۲۵/ردسمبر کو حضرت صاحب مئورانی پور تشریف لے گئے۔ واپسی میں رات کو چھترپور میں جان عالم صاحب کے گھر گئے رات کو حاجی احمد خان کے صاحبزادے شمیم خاں صاحب کے گھر دعوت ہوئی۔ جہاں احباب کا کثیر مجمع تھا۔ ۲۷/ردسمبر کو حضور امین ملت سید افضل میاں کے ساتھ ہرپال پور گئے اور رات کو قطب ایکسپریس سے عازم آگرہ ہوئے۔ ۲۸/ردسمبر کی صبح آگرہ چھاؤنی آگئے اور دوپہر کو علی گڑھ تشریف لے آئے۔

بمبئی سے برادر طریقت عبدالستار باٹلی والا کا اصرار تھا کہ حضور امین ملت ان کے گیسٹ ہاؤس "سٹی پیلیس" کا افتتاح فرمائیں چنانچہ ۲۷/ جنوری ۲۰۰۰ء کو دہلی سے بذریعہ طیارہ بمبئی روانگی ہوئی ہوائی اڈے پر برادران طریقت مقصود کڑیا، مشتاق سورتی، عبدالعزیز سنی، امتیاز برکاتی اور یہ خادم حاضر تھے حضرت والا نے باٹلی والا مینشن میں قیام فرمایا۔ ۲۸/ جنوری کو نماز جمعہ کھتری مسجد میں ادا کی گئی اور شام کو سٹی پیلیس کے افتتاح میں شرکت فرمائی۔ ۲۹/ جنوری کو حضرت صاحب برادرم امین کاپڑیا کے گھر تشریف لے گئے۔ اسی دن "اُرن" میں والد ماجد محمد لعل خاں قادری برکاتی کی دوسری برسی تھی۔ صاحب سجادہ، برادرم عبدالعزیز سنی، امتیاز برکاتی اور دیگر احباب کے ساتھ ارن تشریف لے گئے اور محفل ایصال میں شرکت فرمائی۔ شام کو حضرت صاحب بمبئی واپس چلے گئے رات میں شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی مدظلہ کے اعزاز میں حج ہاؤس میں جشن شارح بخاری کا انعقاد ہوا جس کی ساری ذمہ داری رضا اکادمی کے روح رواں الحاج سعید نوری صاحب نے اٹھائی۔ کثیر تعداد میں علمائے کرام، مشائخ عظام، مفتیان ذوی الاحترام اور برادران اہلسنت شریک جشن ہوئے۔ سید ملت سید آل رسول حسنین میاں، شرف ملت سید محمد اشرف میاں اور صاحب سجادہ نے مفتی صاحب قبلہ کو منظوم و منثور خراج تحسین پیش کیا۔ امین ملت نے اعلان فرمایا کہ خادم سجادہ آستانہ عالیہ برکاتیہ کی حیثیت سے میں مفتی صاحب کو فقیہ اعظم ہند کا خطاب دیتا ہوں۔ عوام و خواص نے اس خطاب کی تائید کی اور حضور مفتی صاحب نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ۳۰/ جنوری کو دوپہر میں قاسم مرچنٹ صاحب نے دعوت کی اسی رات امین سلایا صاحب صدر دعوت اسلامی نے اپنے دولت کدے پر ضیافت کا اہتمام کیا جس میں حضور مفتی صاحب بھی جلوہ افروز ہوئے ان کے ساتھ دیگر علماء کے ساتھ مولانا عبدالحق صاحب استاد دارالعلوم اشرفیہ بھی حاضر تھے۔

رات کو مستان تالاب میں جشن شارح بخاری کے سلسلے میں فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی صاحب قبلہ کو چاندی سے تولا گیا۔ کثیر مجمع کی موجودگی میں حضرت مولانا غلام عبدالقادر علوی، مولانا عبید اللہ خاں اعظمی اور دیگر مقررین کے ساتھ ساتھ حضور امین ملت نے خطاب فرمایا اور مفتی صاحب کے کمالات پر روشنی ڈالی۔

۳۱؍ جنوری کو حضور امین ملت یعقوب برکاتی کے دولت کدے پر باندرہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے برادرم عبدالمجید کے گھر گئے۔ دوپہر کو برادرم عبدالرشید باوزیر نے دعوت کا اہتمام کیا جہاں ڈاکٹر سید کمال الدین صاحب اور دیگر احباب بھی تشریف لائے۔ رات کو برادرم محبوب کھجور والا کے گھر دعوت کا انتظام تھا جس میں کثیر تعداد میں احباب طریقت نے شرکت کی۔

یکم فروری کو برادرم نثار برکاتی کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ عبدالعزیز برکاتی کے صاحبزادے جعفر برکاتی نے اپنے دفتر پر مدعو کیا اس کے بعد "الحرم ٹورس" کے نگراں شفیع برکاتی کے دفتر پر تشریف آوری ہوئی۔ دوپہر کو برادرم معروف احمد صاحب نے اپنی قیام گاہ ناگپاڑہ میں دعوت کی جہاں ان کے بہت سے اعزہ اور احباب جمع تھے۔ رات کو برادرم مشتاق سوریا نے دعوت کا انتظام کیا۔

۲؍ فروری کو ڈاکٹر کمال الدین، عبدالعزیز سنی، امتیاز برکاتی، راقم الحروف اور دیگر احباب کے ساتھ حضور امین ملت، صاحب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بغداد مقدس سید احمد ظفر گیلانی مدظلہ سے ملاقات کے لئے "تاج محل" ہوٹل تشریف لے گئے۔ بغداد مقدس کے صاحب سجادہ نے حضور امین ملت کو بے شمار دعائیں دیں اور بغداد مقدس کی حاضری کی دعوت بھی دی۔

ناریل واڑی کے قبرستان میں حضور محبوب ملت حضرت مولانا محبوب علی خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کا مزار مقدس ہے۔ حضور امین ملت نے وہاں حاضر ہو کر خصوصی فاتحہ پیش کیا۔ برادر طریقت سلیم برکاتی سے ملنے حضرت صاحب ان کے گھر گئے۔ دوپہر کو برادرم فاروق سوریہ کے گھر دعوت طعام تھی شام کو سید والا، عبدالعزیز سنی، عبدالکریم برکاتی، امتیاز برکاتی اور راقم الحروف کی معیت میں کلیان کے لئے روانہ ہوئے۔ کلیان میں کثیر تعداد میں وابستگان سلسلہ استقبال کے لئے موجود تھے۔ رات کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

ہوا۔ جلسے میں کثیر تعداد میں برادران اہلسنت سلسلۂ برکاتیہ سے وابستہ ہوئے۔

۳؍ فروری کو برادر طریقت عبدالمصطفیٰ بابا برکاتی کے ساتھ ان کے گھر "گل مرگ" تشریف لے گئے۔ دوپہر کو برادر طریقت ابراہیم احمد برکاتی گڈلک والوں نے اپنے دولت کدے پر دعوت کا انتظام کیا تھا جہاں ان کے دونوں صاحبزادے بھی موجود تھے شام کو برادرم محمد بھائی دادا لہسن والے کے گھر جلوہ افروز ہوئے اور رات کو حاجی ہارون صاحب کلکتہ والے کے گھر دعوت میں شرکت کی۔

۴؍ فروری کو علی الصبح حضرت صاحب، مخدوم علی فقیہہ مہائمی علیہ الرحمۃ کے آستانے واقع ماہم شریف حاضر ہوئے۔ اس کے بعد مشہور بزرگ بابا بہاء الدین شاہ علیہ الرحمۃ کے آستانے پر حاضر ہوئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی منیش مارکیٹ کی مسجد میں مفتی اشرف رضا صاحب کی اقتداء میں پڑھی گئی۔ شام کو کثیر احباب کے ساتھ حضرت صاحب بمبئی سینٹرل آگئے اور اگست کرانتی سے متھرا کے لئے روانہ ہوگئے۔ ۵؍ فروری کو صبح ۹ بجے متھرا جنکشن پہنچے جہاں سے سید محمد امان میاں کے ساتھ علی گڑھ روانہ ہوئے اور ۱۱ بجے علی گڑھ تشریف لے آئے۔

کیرالا کے شیخ ابو بکر صاحب زید مجدہم کا اصرار تھا کہ حضور امین ملت کالی کٹ تشریف لائیں اور شمالی و جنوبی ہندوستان کے درمیان مسلکی رشتوں کو مزید مستحکم بنائیں۔ ۸؍ فروری کی صبح حضرت صاحب علی گڑھ سے حضرت نظام الدین ریلوے اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر برادر طریقت حسنین برکاتی مارہروی اور ان کے بھائی ظہیر برکاتی، معروف نعت خواں مناظر حسین صاحب بدایونی وغیرہ موجود تھے۔ ۱۱ بجے تریوندرم راجدھانی ایکسپریس سے حضرت والا کی روانگی ہوئی۔ ۱۰؍ فروری کو صبح ۶ بجے کالی کٹ پہنچے اسٹیشن پر مولانا غلام جابر مصباحی اور شیخ ابو بکر صاحب کے صاحبزادے مولوی عبدالحکیم صاحب کثیر احباب کے ساتھ موجود تھے وہاں سے مرکز الثقافۃ السنیہ آئے جہاں پر ہزاروں طلباء نے حضرت صاحب کا بے مثال استقبال کیا اور دف پر عربی ترانے پیش کئے۔ شیخ ابو بکر صاحب نے خطبۂ استقبالیہ پڑھا جس کا شکریہ حضور امین ملت نے ادا کیا۔ دوپہر کو مولانا شاہ عبدالحمید صاحب آئے شام کو مرکز کمپلکس گئے جہاں اہلسنت کی مختلف تنظیموں کی طرف سے صاحب سجادہ حضور امین ملت کا خیر مقدم کیا گیا رات کو شیخ ابو بکر کی قیام گاہ پر نہایت عمدہ ضیافت کی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

۱۱ر فروری کو صبح ساڑھے چھ بجے کالی کٹ سے "اُپکا" کے لئے روانگی ہوئی دوران سفر مولانا شاہ الحمید صاحب کے دولتکدہ پر تھوڑی دیر قیام ہوا۔ اُپکا میں حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت امین ملت نے نماز جمعہ کی امامت حنفی مسجد میں کی۔ شام کو جلسۂ عید میلاد النبی کا انعقاد کیا گیا جس میں حضور صاحب سجادہ نے خطاب فرمایا۔ رات کو مدرسہ سعدیہ کاسر گوڈ میں حاضری ہوئی جہاں ذکر کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل ذکر کے بعد حضرت صاحب منگرول تشریف لے گئے جہاں برادرم محمد امین صاحب کے گھر قیام ہوا۔

۱۲ر فروری کو "اُلال" حضرت شریف مدنی علیہ الرحمۃ کے آستانے پر حاضری دی۔ دوپہر کو منگلور میں برادرم محمد امین کے صاحبزادے محمد اویس صاحب کی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ شام کو یتیم خانہ ہال میں جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت صاحب نے تقریر کی۔ رات میں دیگر علمائے کرام کے ساتھ حضرت امین ملت "کائے کبا" گئے وہاں شیخ ابو بکر صاحب کے صاحبزادے مولوی عبد الحکیم صاحب اور مولانا غلام جابر مصباحی بھی موجود تھے۔ رات کو وہیں پر جلسۂ عید میلاد منعقد ہوا۔

۱۳ر فروری کو منگلور سے روانہ ہو کر حضور امین ملت حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے روضے پر حاضر ہوئے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب، مولانا غلام جابر مصباحی، محمد امین صاحب کے صاحبزادے محمد اویس، اور مناظر بدایونی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ وہاں سے جامعہ سعدیہ کاسر گوڈ پہنچے جہاں جلسۂ تقسیم اسناد کا افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ سید والا نے بڑی مفصل تقریر فرمائی ترجمانی کے فرائض شاہ الحمید صاحب نے انجام دیئے۔ رات ۹ بجے کاسر گوڈ سے روانہ ہو کر منگلور پہنچے اور محمد امین صاحب کے دولت خانے پر مقیم ہوئے رات کو نعت خوانی کی محفل منعقد ہوئی۔ ۱۴ر فروری کو منگلور سے بمبئی کیلئے بذریعہ طیارہ روانگی ہوئی۔ بمبئی ایرپورٹ پر برادران طریقت مقصود کڑیا، عبد العزیز سنی، امتیاز برکاتی، مشتاق سورتی اور دیگر احباب موجود تھے۔ ۱۵ر فروری کو سہ پہر حضور امین ملت دہلی کے لئے روانہ ہوئے اور رات کو علی گڑھ تشریف لے آئے۔

۲۴ر فروری کو برادرم حافظ شریف احمد برکاتی کے ساتھ حضور صاحب سجادہ آگرہ روانہ ہوئے۔ حاجی عبد الرحمٰن برکاتی کے گھر قیام فرمایا اور اجرائے سلسلہ ہوا۔ دوپہر کو منگلا ایکسپریس سے منماڑ کے لئے روانگی ہوئی۔ ۲۵ فروری کو صبح ساڑھے چھ بجے منماڑ پہنچے اسٹیشن پر

بہت سے برادران طریقت شوکت برکاتی، انیس برکاتی، ساجد برکاتی وغیرہ موجود تھے۔ ماہنامہ "سنی آواز" ناگپور کے مدیر اور رائچور کے صاحب سجادہ سید محمد حسینی صاحب اشرفی سے ملاقات ہوئی اور مفید مذاکرات ہوئے۔ منماڑ سے مالیگاؤں پہنچے اور اسلام پورہ میں زین العابدین صاحب کے گھر قیام کیا۔ نماز جمعہ حضرت ازہری میاں صاحب کی اقتداء میں رضا مسجد میں ادا کی گئی۔ سہ پہر کو رضا اکادمی کے دفتر کا افتتاح کیا وہاں مولانا یاسین اختر مصباحی اور حضرت مفتی انور علی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ رات کو "رضاڈے" کا جلسہ ہوا۔ شکیل سبحانی صاحب اور ڈاکٹر رئیس صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ۲۶ر فروری کو دار العلوم سنیہ حنفیہ میں حضرت امین ملت کی تشریف آوری ہوئی۔ اساتذۂ کرام اور طلباء نے استقبالیہ دیا۔ حضرت صاحب نے خانقاہ برکاتیہ کی جانب سے دار العلوم کو ایک کمپیوٹر پیش کرنے کا اعلان فرمایا۔ ۱۱ بجے ناسک کے لئے روانگی ہوئی۔ حضرت صادق شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری ہوئی۔ دوپہر کو وہاں کے صاحب سجادہ نے دعوت کی حضرت صاحب کا قیام برادرم غلام غوث کوکنی کے گھر ہے۔ رات کو درگاہ شریف کے قریب وسیع میدان میں جلسۂ عید میلاد منعقد ہوا۔ ۲۷ر فروری کو علی الصبح ۳ بجے ناسک روڈ اسٹیشن سے امر تسر دادر ایکسپریس سے مولانا یاسین اختر مصباحی اور حافظ شریف احمد برکاتی کے ساتھ آگرہ کے لئے روانگی ہوئی۔ اسٹیشن پر سینکڑوں احباب موجود تھے رات بارہ بجے آگرہ چھاؤنی اسٹیشن پہنچے یہاں معین الدین برکاتی اور دیگر احباب حاضر تھے رات کو ہی حضرت امین ملت علی گڑھ کے لئے روانہ ہو گئے۔

۲ر مارچ ۲۰۰۰ء کی شام ۵ بجے سنگاؤں ضلع فتحپور کے جلسۂ دستار بندی کے لئے مارہرہ مطہرہ سے روانگی ہوئی رات کو پونے بارہ بجے سنگاؤں پہنچے اور جلسے میں شرکت فرمائی۔ حضرت مفتی شمس الدین بہرائچی اور مولانا صغیر احمد جوکھن پوری بھی تشریف فرما تھے مدرسہ شمس العلوم کے جلسے کے اختتام کے فوراً بعد صبح ۵ بجے وانگی ہوئی اور ۳ر مارچ کو دوپہر ساڑھے گیارہ بجے خانقاہ حاضر ہوئے۔

۷ر مارچ ۲۰۰۰ء کو علی گڑھ میں فون سے اطلاع ملی کہ حضور صاحب سجادہ کے پھوپھا سجادہ نشین خانقاہ اسماعیلیہ مسولی شریف ضلع بارہ بنکی کا وصال ہو گیا۔ حضرت صاحب اپنے برادر اوسط سید محمد افضل میاں کے ساتھ مسولی شریف کے لئے روانہ ہوئے رات ساڑھے دس بجے مسولی شریف پہنچے وہاں نائب سجادہ نشین سید نجیب حیدر صاحب موجود تھے۔

سید نور احمد صاحب واسطی مرحوم کا تعلق علاقے کی مشہور خانقاہ سے تھا اطراف و جوانب کے ہزاروں معتقدین جمع ہوگئے تھے۔ ہزاروں اشک بار آنکھوں کی موجودگی میں حضور امین ملت نے نماز جنازہ کی امامت کی اور تدفین کے بعد ۸/ مارچ کو مارہرہ شریف کیلئے روانہ ہوگئے۔ ۱۲/ مارچ کو ڈاکٹر ڈاکٹر علیم الدین برکاتی کی صاحبزادی کے نکاح کے سلسلے میں حضرت صاحب کا سکنج گئے اور ۱۳/ مارچ کو علی گڑھ آگئے۔

۲۶/ مارچ کو جامعہ امداد العلوم مٹھنا ضلع بستی کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کے لئے حضور صاحب سجادہ علی گڑھ سے رات ۱۰ بجے ویشالی ایکسپریس سے بستی کے لئے روانہ ہوئے۔ ۲۷/ مارچ کو صبح بستی اسٹیشن پہنچے۔ اسٹیشن پر دار العلوم کے اساتذۂ کرام اور دیگر احباب موجود تھے۔ حضرت مولانا زین العابدین شمسی صدر مدرس کے زیر اہتمام رات کو جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مفتی جلال الدین صاحب، مولانا بہار المصطفےٰ صاحب، مولانا غلام محی الدین سبحانی، قاری جلال الدین صاحب حضرت ازہری میاں صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ مولانا کوثر خاں نعیمی بھی تشریف فرما تھے۔ مدرسے کے مہتمم محمد طبیب خاں صاحب اور شاہ محمد خاں صاحب رٹائر قانون گو نے حضرت امین ملت کی شاندار پذیرائی کی۔ ۲۸/ مارچ کو دوپہر مولانا برکت علی صاحب اور راقم الحروف کے ہمراہ مٹھنا سے روانگی ہوئی۔ "بڑھیا" میں مدرسہ غوثیہ فیض العلوم حاضری ہوئی۔ مولانا شمیم عالم صاحب صدر مدرس کے ساتھ حضرت مولانا بدر الدین رضوی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری ہوئی۔ راستے میں "اٹوا بازار" میں قادری بک ڈپو کے مالک محمد قاسم خاں اشرفی کے دولت کدے پر کچھ عرصے قیام رہا۔ وہاں سے دار العلوم اہلسنت غریب نواز بیدولہ چوراہاڈومریاگنج تشریف لائے۔ شیخ الحدیث مولانا حفیظ اللہ قادری اشرفی کے ہمراہ دار العلوم کی وسیع عمارت کا معائنہ کیا اور متعدد احباب سے ملاقات کی۔

۲۸/ مارچ کو شام ساڑھے چھ بجے ویشالی ایکسپریس سے علی گڑھ کے لئے روانگی ہوئی۔ رات کو کانپور سنٹرل اسٹیشن پر برادر طریقت عتیق احمد برکاتی اپنے صاحبزادے شفیق احمد برکاتی اور دیگر احباب کے ساتھ ملاقات کو تشریف لائے۔ ۲۹/ مارچ کی صبح حضرت والا علی گڑھ پہنچ گئے۔

پوربندر میں برادر طریقت عثمان غنی برکاتی اور اہل خاندان کا اصرار تھا کہ حضور امین ملت ان کی صاحبزادی کی شادی میں شرکت فرمائیں۔ ۳۰/ مارچ کی صبح ۹۸ بجے کی فلائٹ سے

حضرت صاحب دہلی سے بمبئی روانہ ہوگئے۔ بمبئی ہوائی اڈے پر برادران طریقت عبد العزیز سنی، مقصود کڑیا، امتیاز برکاتی، امین اجمیری، شکیل اجمیری، فاروق برکاتی وغیرہ موجود تھے۔ پونے بارہ بجے ہوائی جہاز سے پوربندر کے لئے روانہ ہوئے۔ دوپہر ڈیڑھ بجے پوربندر ہوائی اڈے پہنچے وہاں سینکڑوں برادران اہل سنت استقبال کے لئے حاضر تھے۔ حضرت والا کا قیام عثمان غنی برکاتی کے دولت کدے پر ہے۔ رات کو یوسف منشی صاحب کے گھر محفل میلاد منعقد ہوئی۔ ۳۱ مارچ کو حضرت صاحب نے نماز جمعہ کی امامت نگینہ مسجد میں کی۔ شام کو برکاتی ہال میں محفل میلاد منعقد کی گئی۔ یکم اپریل کو حضرت صاحب برادر طریقت عبد الکریم پاسنا کے شدید اصرار پر "اوکھا" کے لئے روانہ ہوئے۔ واپسی میں حاجی تشہیر صاحب کے گھر واقع "روپٹیر" پر رکے۔ میٹھاپور میں تھوڑی دیر قیام فرماکر رات کو پوربندر واپس آئے۔

محمد ابراہیم منشی صاحب کے گھر محفل میلاد منقد ہوئی۔ ۲/ اپریل کو محبوب شاہ مسجد پوربندر میں یوسف منشی صاحب کے صاحبزادے کا نکاح ابراہیم منشی صاحب کی صاحبزادی سے پڑھایا اور رات کو غنی بھائی برکاتی کی صاحبزادی سلمٰی بانو کا نکاح ابراہیم منشی کے صاحبزادے محمد خالد سے پڑھایا۔ ۳/ اپریل کو یوسف نوری صاحب کی درخواست پر حضرت امین ملت رحمانی مسجد حاضر ہوئے اور شام کو یوسف نوری صاحب کے نئے شاپنگ کامپلکس کو دیکھنے گئے۔ ۴/ اپریل کی شام "چھایا" کی جامع مسجد میں نماز مغرب کی امامت کی اور ڈاکٹر چوہان صاحب کے دولت کدے پر تشریف لے گئے۔ برادر طریقت عبد العزیز محمد حسین صدیقی کے اصرار شدید پر حضرت والا ان کے دولت خانے پر گئے۔ ۵/ اپریل کو دوپہر حضرت امین ملت کی پوربندر سے بمبئی بذریعہ طیارہ روانگی ہوئی ایرپورٹ پر سینکڑوں احباب موجود تھے۔ ۶/ اپریل کو حضرت صاحب ماہم شریف آستانۂ مخدوم پر حاضر ہوئے شام ساڑھے سات بجے دوبئی کے لئے روانگی ہوئی۔ دوبئی ایرپورٹ پر بہت سے احباب موجود تھے۔ حضرت والا کا قیام "ٹوئن ٹاور" میں رہا۔ ۷/ اپریل کو جمعہ کی نماز فاروق سوداگر کی تعمیر کردہ مسجد میں ادا کی۔

۱۲/ اپریل کو متعدد احباب کے ساتھ "العین" حضرت کعب بن زبیر کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی۔ ۱۳/ اپریل کو رات میں حاجی یوسف صاحب کے دولت کدے پر نوری محفل میں حاضری ہوئی۔ ۱۵/ اپریل کو صبح ساڑھے چار بجے دہلی کے لئے روانگی ہوئی اور دوپہر کو علی گڑھ آگئے۔

۱۹؍اپریل کو دوپہر ۲ بجے دہلی سے بمبئی بذریعہ طیارہ روانگی ہوئی۔ بمبئی ایرپورٹ پر مشتاق سورتی، عبدالعزیز سنی، امتیاز برکاتی وغیرہ موجود تھے۔ ۲۰؍اپریل کو صبح بذریعہ کار مشتاق سورتی، عبدالعزیز سنی اور حاجی سلیم کھجوروالا کے ساتھ مالیگاؤں کے لئے روانگی ہوئی۔ ۲ بجے دوپہر حضرت والا مالیگاؤں پہنچے دوپہر کا کھانا عبدالرؤف تابانی کے گھر کھایا۔ سید والا کا قیام انیس برکاتی کے گھر رہے۔ حضرت صاحب دارالعلوم سنیہ حنفیہ تشریف لے گئے۔ ۲۱؍اپریل کو حضرت نے جمعہ کی امامت رضا مسجد میں کی۔ شام کو رضا اکادمی کے جلسے میں گئے۔ رات کو سلیم انصاری کے گھر دعوت ہوئی۔ ۲۲؍اپریل کو صبح مالیگاؤں سے چالیس گاؤں روانگی ہوئی حضرت موسیو قادری کی درگاہ پر حاضری دی، سہ پہر ۳ بجے نصیر آباد کے لئے روانگی ہوئی شام ۷ بجے نصیر آباد آئے اور نصیر احمد صاحب کے گھر قیام کیا۔ رات کو جلسہ عید میلاد منعقد ہوا۔ مولانا انوار احمد اندوری بھی موجود تھے۔

۲۳؍اپریل کو علی الصبح نصیر آباد سے بذریعہ کار بمبئی کے لئے روانگی ہوئی۔ دوپر دیڑھ بجے بمبئی پہنچے۔ شام کو بذریعہ طیارہ دہلی روانگی ہوئی۔ ساڑھے سات بجے دہلی آگئے اور رات کو علی گڑھ پہنچ گئے۔

۲۴؍اپریل کو رات حضور امین ملت راقم الحروف کے ساتھ ”برہم پتر میل“ سے پٹنہ کے لئے روانگی ہوئی۔ ۲۵؍اپریل کو دوپہر ساڑھے بارہ بجے پٹنہ آمد ہوئی۔ کوتوالی مسجد کے امام مولوی ثناء المصطفےٰ صاحب، حاجی رستم صاحب، جنت حسین صاحب، حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب وغیرہ اسٹیشن پر موجود تھے۔ دوپہر ۳ بجے بذریعہ کار مولانا سید اولاد رسول قدسی اور دیگر احباب کے ساتھ پوکھریرا روانگی ہوئی۔ رات دس بجے پوکھریرا پہنچے وہاں مولوی رحمت اللہ صدیقی صاحب ملے۔ رات کو پیغام رضا کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولوی امان الرب صاحب، سید اولاد رسول قدسی صاحب وغیرہ کی تقاریر ہوئیں۔ ۲۶؍اپریل کی صبح پوکھریرا سے روانگی ہوئی۔ دوپہر کو حاجی رستم صاحب کے گھر دعوت ہوئی بہت سے احباب موجود تھے۔ شام کو ۷ بجے مگدھ ایکسپریس سے روانگی ہوئی۔ ۲۷؍اپریل کی صبح ۶ بجے اٹاوہ اسٹیشن پر اتر گئے اور ڈاکٹر افضال احمد خاں کے دولت خانے پر قیام پذیر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کے والد ماسٹر محمد سمیع خان صاحب، حضور صاحب سجادہ سید امین ملت کے پیر بھائی ہیں۔ ان کی عیادت کے لئے حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ جسونت نگر سے مولوی کمال الدین صاحب تشریف لائے۔ شام ۶

بجے بذریعہ کار علی گڑھ روانگی ہوئی اور رات ساڑھے گیارہ بجے علی گڑھ آگئے۔

۱۱؍مئی کو صبح دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے فون آیا کہ حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی کا وصال ہو گیا حضور امین ملت کو سخت صدمہ ہوا اور اسی وقت گھوسی کا ارادہ کیا رات ساڑھے بجے مگدھ سے مغل سرائے کے لئے روانہ ہوئے۔ ۱۲؍مئی کو ساڑھے دس بجے مغل سرائے پہنچے اسٹیشن پر حاجی محمد عیسیٰ برکاتی اور ان کے صاحبزادے مسعود جمال صاحب اور دیگر احباب موجود تھے دوپہر ۲ بجے گھوسی پہنچے۔ مفتی صاحب مرحوم و مغفور کی تدفین ہو رہی تھی شام کو مدینہ مسجد میں محفل قل ہوئی۔ شام ۴ بجے بنارس کے لئے روانگی ہوئی ساڑھے سات بجے بنارس پہنچے اور حاجی عیسیٰ برکاتی کے دولت کدے پر قیام کیا۔ رات ساڑھے گیارہ بجے علی گڑھ کے لئے روانگی ہوئی۔ ۱۳؍مئی کو صبح علی گڑھ آمد ہوئی۔

۲۱؍جون ۲۰۰۰ء کو حاجی جمال احمد انی کی دعوت پر حضرت امین ملت، نائب سجادہ نشین سید نجیب میاں، ایمن بی بی اور سید عثمان میاں اور سید نجیب میاں کے اہل و عیال کے ساتھ دہلی سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے۔ کراچی ایرپورٹ پر بہت سے احباب اہل سنت اور وابستگانِ سلسلہ موجود تھے۔ ۲۲؍جون کو حاجی جمال کے صاحبزادے حاجی عبدالصمد کی منگنی کے سلسلے میں محفل نعت منعقد ہوئی۔ ۲۳؍جون کو نماز جمعہ دارالعلوم امجدیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ ۲۴؍جون کو عبدالصمد کی منگنی کے سلسلے میں دعوت کا اہتمام کے۔ ڈی۔ اے لان میں کیا گیا۔ ۲۵؍جون کو حضرت والا برادرم امین فتانی کی لڑکیوں کے نکاح میں صدیق آباد گئے۔ ۲۶؍جون کو حیدراباد سندھ سے مفتی احمد میاں صاحب برکاتی اور مفتی عبدالحفیظ صاحب ملاقات کے لئے آئے۔ ۲۷جون کو اہالیان مارہرہ کی دعوت پر حضرت صاحب قصبہ کالونی تشریف لے گئے۔ ۲۸؍جون کو امیر دعوت اسلامی مولوی الیاس قادری صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ۳۰جون کو نماز جمعہ دارالعلوم امجدیہ میں ادا کی گئی۔ قصبہ کالونی جاکر خالد معین برکاتی اور ان کی بہن کلثوم برکاتیہ کا نکاح پڑھایا۔ یکم جولائی کو سنی تحریک کے قائد محمد سلیم قادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ۳؍جون کو کھارادر میں جلسہ عید میلاد میں حضور صاحب سجادہ تشریف لے گئے۔ ۴؍جولائی کو رات حاجی عبدالقادر برکاتی کی والدہ صاحبہ کے گھر محفل نعت منعقد ہوئی اور اہل سلسلہ کی دعوت کا اہتمام ہوا۔

۵؍جولائی کو حضور امین ملت کی روانگی تھی بہت سے احباب ملاقات کو آئے۔ دوپہر سوا

بارہ بجے سیدہ ایمن اور سید محمد عثمان میاں کے ساتھ حضرت صاحب کراچی سے روانہ ہوئے اور رات کو علی گڑھ آگئے۔ ۱۷ر جولائی کی شام کو حضرت امین ملت اپنے والد ماجد حضور احسن العلماء کے سالانہ فاتحہ میں شرکت کے لئے مارہرہ شریف گئے۔ مولانا صغیر احمد جوکھنپوری، مفتی محمد ایوب مظہر، مولانا شہباز انور، حضرت مفتی عبدالمنان صاحب اور دیگ رعلمائے کرام بھی تشریف فرماتھے۔ ہزاروں کی تعداد میں متوسلین تشریف لائے۔ ۱۸ر جولائی کو دوپہر ۲ بجے قل شریف کی محفل کے بعد تقریب ختم ہوئی۔

بزم برکات آل مصطفےٰ ممبئی کی پرزور دعوت پر عرس احسن العلماء میں شرکت کے لئے حضور صاحب سجادہ ۱۳ر ستمبر کو "اگست کرانتی" سے شام پونے سات بجے متھرا سے بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ ۱۴ر ستمبر کو صبح سوا دس بجے ممبئی سینٹرل تشریف لائے۔ عبدالعزیز سنی، امتیاز برکاتی، فاروق برکاتی، مشتاق سورتی اور بہت سے احباب اسٹیشن پر موجود تھے وہاں سے حضور والا باٹلی والا بلڈنگ نزد مینارہ مسجد قیام گاہ پر آئے۔ ۱۵ر ستمبر کو مسجد عبدالسلام میں جمعہ کی امامت فرمائی۔ ۱۶ر ستمبر کو رات میں مینارہ مسجد میں عرس احسن العلماء کا انعقاد ہوا۔ مولوی عبدالرشید صاحب، مولانا منصور علی خاں صاحب، مولانا مقصود علی خاں صاحب، مولانا محمد زبیر صاحب، حضرت مفتی محمود اختر صاحب اور دیگر علمائے کرام جلوہ افروز تھے۔ ہزاروں معتقدین کی موجودگی میں حضرت امین ملت نے مفتی محمود اختر صاحب امام مسجد درگاہ حاجی علی کو سلسلہ عالیہ قادریہ جدیدہ کی خلافت عطا فرمائی۔ ۱۹ر ستمبر کو دوپہر فاروق برکاتی کے گھر دعوت ہوئی۔ رات کو سنی بڑی مسجد میں عرس حضور احسن العلماء منعقد کیا گیا جس میں بڑی تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ ۲۰ر ستمبر کو دوپہر میں مقصود کوڑیا برکاتی کے گھر دعوت تھی۔ لیڈی اسمتھ جنوبی افریقہ کے دارالعلوم علیمیہ کے مہتمم حضرت سید علیم الدین صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ رات کو حضرت سید بہاء الدین شاہ قادری علیہ الرحمۃ کے روضہ مبارک پر حاضری ہوئی۔

۲۱ر ستمبر کو دوپہر میں برادرم عبدالرؤف سورتی کے گھر دعوت ہوئی۔ برادر طریقت سلیم ازہری کے گھر حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ رات کو حضرت صاحب حج ہاؤس گئے جہاں افضل مرچنٹ کا نکاح پڑھایا۔ ۲۲ر ستمبر کو صبح افضل کوڑیا کے گھر ناشتے کی دعوت تھی۔ جمعہ کی امامت بھوساری محلے کی مسجد میں کی۔ وہاں سے ابراہیم احمد برکاتی گڈلک والوں کے گھر

دوپہر کی دعوت میں تشریف لے گئے۔ سہ پہر کو برادر طریقت امین اجمیری کے گھر گئے۔ قبل مغرب حضرت مخدوم علی فقیہ مہائمی کے مزار مبارک پر ماہم شریف حاضر ہوئے رات کو بے شمار احباب ملاقات کے لئے آئے۔

۲۳ر ستمبر کو صبح سے ملنے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ شام کو ممبئی سینٹرل سے اگست کرانتی سے حضور امین ملت متھرا کے لئے روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن پر سینکڑوں احباب موجود تھے۔ صاحب سجادہ سے تبلیغی اسفار میں ہزاروں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ تعویذات وغیرہ کا سلسلہ مستقل جاری رہا۔ دینی اور دنیوی تعلیم کے فروغ کے لئے حضرت صاحب نے خصوصی توجہ دلائی۔ مولیٰ تعالیٰ اسی طرح اس سلسلے کو جاری رکھے آمین بجاہ الحبیب الامین و علی آلہ و صحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

محمد وہ سردار ہے انس و جاں کا
کیا اس کو حق نے ہے مالک جہاں کا

دیا ہے اسے علم غیب و عیاں کا
وہ کاشف ہے بے شبہ رازِ نہاں کا

ہے شافع وہی روزِ محشر ہمارا
دو عالم میں اپنا وہی ہے سہارا

محمد پہ حق کی بہت ہے عنایت
عطا نعمتیں کیں انہیں بے نہایت

فضائل انہیں بخشے بے حد و غایت
کیا ان سے روشن چراغِ ہدایت

جو تھے انبیاء پہلے تشریف لائے
وہ سب امتی حق نے ان کے بنائے

محمد کو دی حق نے بے مثل شوکت
بیاں مجھ سے کب ہو سکے ان کی مدحت

بتاؤں میں کیونکر تمہیں ان کی رفعت
دو عالم کی حق نے انہیں دی حکومت

انہیں حق نے محبوب اپنا بنایا
دو عالم میں سکہ انہیں کا چلایا

محمد ہیں زینت زمین و زماں کے
محمد شرف ہیں ملک انس و جاں کے

سبب ہیں وہ ایجاد کون و مکاں کے
وہ مالک ہیں حور و قصور و جناں کے

انہیں حق نے بے شک یہ رتبہ دیا ہے
تمامی خلائق سے افضل کیا ہے

محمد کی سطوت دکھاؤں میں کیا کیا
محمد کی رحمت جتاؤں میں کیا کیا

کرم اور عنایت گناؤں میں کیا کیا
تمہیں ان کی رأفت سناؤں میں کیا کیا

میں کب کر سکوں پوری تعریف ان کی
ہے قرآن میں کی حق نے توصیف ان کی

وارث الاکابر الاسیاد تاج العلماء حضرت سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ماخوذ از مثنوی "شوکت اسلام"

... میں جب تک زندہ ہوں کبھی تمہارے جذبات سے نہیں کھیلوں گا۔ بہت سے مواقع آئے۔ ۱۹۹۰ء میں بھی تمہیں یاد ہوگا میں نے کبھی جذبات سے کام نہیں لیا۔ اسی لئے تمہاری خدمت میں عرض کیا ہے اور تمہیں وہی طریقہ بتایا ہے جو طریقۂ احسن ہے۔ آج بھی میں تمہیں وہی تعلیم کرنا چاہتا ہوں۔ اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہو۔ اور اس بات پر تو ہر مسلمان کا یقینی یقینی ایمان ہے اور ہونا چاہئے کہ جب تک اللہ نہیں چاہے گا کوئی ہمیں مار نہیں سکتا۔

مرشد اعظم احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ
(ماخوذ از تقریر در مسجد برکاتی، بڑی سرکار مارہرہ شریف)

RAZA OFFSET BOMBAY-3 TEL.: 371 2313